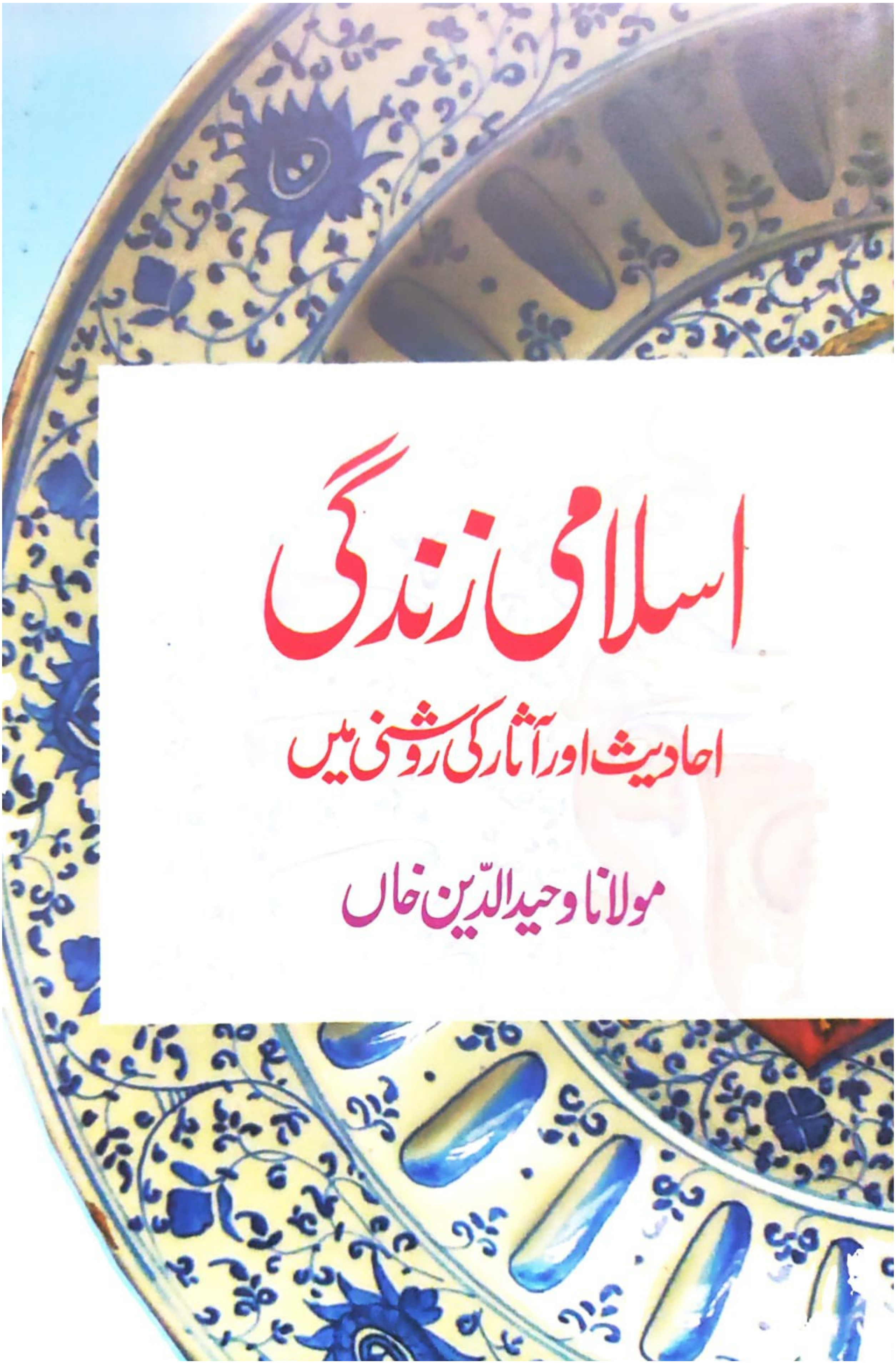

اسلامی زندگی

احادیث اور آثار کی روشنی میں

مولانا وحید الدین خاں

اسلامی زندگی

احادیث اور آثار کی روشنی میں

مولانا وحید الدین خاں

مکتبہ الرسالہ ، نئی دہلی

Islami Zindagi
By Maulana Wahiduddin Khan

First published 1985
Second reprint 1996

No Copyright
This book does not carry a copyright.
The Islamic Centre, New Delhi being a non-profit making institution,
gives its permission to reproduce this book in any form or
to translate it into any language for the propagation
of the Islamic cause.

Al-Risala Books
The Islamic Centre
1, Nizamuddin West Market, New Delhi 110 013
Tel. 4611128
Fax 91-11-4697333

Distributed in U.K. by

Assalaam International Ltd.
481, Coventry Road, Birmingham B10 0JS
Tel. 0121-773 7117, Fax: 0121-773 7771

Distributed in U.S.A. by

Maktaba Al-Risala
1439 Ocean Ave., 4C Brooklyn, New York NY 11230
Tel. 718-2583435

Printed by Nice Printing Press, Delhi

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

۱	دیباچہ	صفحہ	۵
۲	اللہ والے		۷
۳	ایمانی صفات		۱۹
۴	عبادت		۳۱
۵	اخلاص		۴۵
۶	تقویٰ		۵۵
۷	تواضع		۶۹
۸	توکل		۷۷
۹	آدابِ کلام		۸۱
۱۰	اجتماعی آداب		۹۵
۱۱	انفاق		۱۰۷
۱۲	حکمتِ اسلام		۱۱۳
۱۳	اخلاق		۱۲۵
۱۴	انصاف پسندی		۱۳۲
۱۵	اتحاد		۱۳۹
۱۶	نصرتِ خداوندی		۱۴۷
۱۷	معاش		۱۵۳
۱۸	دعوت		۱۵۷

دیباچہ

اسلام کو پیش کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کو تشریح و تفکیر کے انداز میں پیش کیا جائے یعنی اسلام کی تعلیمات کو مزید علمی اضافوں کے ساتھ موثر اور قابل فہم بنانے کی کوشش کی جائے یہ اسلامی دعوت کی ایک ضرورت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور آئندہ بھی باقی رہے گی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو سادہ انداز میں پیش کیا جائے۔ یعنی جیسا ہے ویسا ہی دوسری زبان میں نقل کردیا جائے۔ زیر نظر کتاب میں یہی دوسرا انداز اختیار کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اقوال اور صحابہ کی زندگی اور اقوال کو بالکل سادہ اسلوب میں جمع کیا گیا ہے۔ ہر قول یا واقعہ جو نقل کیا گیا ہے اس کے اوپر ایک عنوان قائم کیا گیا ہے۔ بس یہی عنوان ہمارا اضافہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی اضافہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اصحاب کی زندگیاں قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے خدا پرستانہ زندگی کا سچا نمونہ ہیں۔ اسی لیے خدا نے ان کو کامل طور پر محفوظ کر دیا ہے۔ تاریخ کا یہ صفحہ اس قدر صحت کے ساتھ محفوظ ہے کہ ایک شخص جو سنجیدہ ہو اور واقعی جاننا چاہے وہ آج بھی پورے یقین کے ساتھ جان سکتا ہے کہ رسول اور اصحاب رسول کی زندگیاں کیا تھیں۔ وہ کس طرح دنیا میں رہے اور کس طرح دنیا سے رخصت ہوئے۔

زیر نظر کتاب اسی نمونہ کا ایک خلاصہ ہے۔ اس طرح یہ کتاب اسلامی زندگی کی ایک مستند تصویر بن گئی ہے۔ اس کتاب میں آدمی احادیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں معلوم

کرسکتا ہے کہ وہ موجودہ دنیا میں کس طرح زندگی گزارے کہ اس کو خدا کی رحمت و نصرت حاصل ہو۔ اور آخرت میں خدا اس کو اپنے انعامات سے نوازے ۔

ذاتی مطالعہ کے علاوہ مسجدوں اور اجتماعات وغیرہ کے مواقع پر پڑھ کر سنانے کے لیے بھی یہ کتاب ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی ۔ وہ انفرادی تربیت کے لیے بھی موزوں ہے اور اجتماعی درس کے لیے بھی ۔

وحید الدین
۱۴ر فروری ۱۹۸۵ء

اللہ والے

ایمان آدمی کو اللہ والا بناتا ہے

امام احمد نے براء بن عازب کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان کی سب سے مضبوط گرہ اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے دشمنی ہے (اوثق عری الایمان باللہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ)

خدا کے حکم کے آگے جھک جانا

طائف کے قبیلہ ثقیف کا ایک خاندان بنو عمرو بن عمیر تھا۔ اور قبیلہ بنو مخزوم کا ایک خاندان بنو مغیرہ۔ ان دونوں خاندانوں کے درمیان زمانہ جاہلیت میں سودی لین دین کا معاملہ جاری تھا۔ فتح مکہ کے بعد دونوں خاندان اسلام لائے تو اس وقت بنو عمرو بن عمیر کا سود بنو مغیرہ کے ذمہ واجب الادا تھا۔ چنانچہ بنو عمرو بن عمیر نے بنو مغیرہ سے اپنے سودی بقایا کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد بنو مغیرہ نے آپس میں مشورہ کیا اور طے شدہ فیصلہ کے مطابق کہا کہ ہم اسلام لانے کے بعد اپنی اسلامی کمائی سے سود نہیں ادا کریں گے۔ اس پر جھگڑا بڑھا۔ اس وقت مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عتاب بن اسید حاکم تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آپ نے اس کے جواب میں قرآن کی یہ آیت لکھ کر بھیج دی: اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور بقایا سود کو چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو تم سے اللہ اور اس کے رسول کی جنگ ہے (البقرہ ۷۹ - ۲۷۸) اس آیت کو سنتے ہی بنو عمرو بن عمیر کا ذہن بدل گیا۔ انھوں نے کہا: ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بقایا سود کو چھوڑتے ہیں (نتوب الی اللہ وندر ما بقی من الربا، تفسیر ابن کثیر، المجلد الاول، صفحہ ۲۴۹)

جو رحم کرے گا اس پر رحم کیا جائے گا

احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحم والا رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا (الراحمون یرحمهم الرحمان۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء)

جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا ہم آپ کی پہرہ داری نہ کریں۔ آپ نے فرمایا، آدمی کی تقدیر اس کی پہرہ داری کرتی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

وانہ لا یجد طعم الایمان حتی یعلم ان ما اصابہ لم یکن لیخطئہ وما اخطأہ لم یکن لیصیبہ (ابوداؤد) ایمان کی لذت آدمی اس وقت تک نہیں پاتا جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ جو کچھ

اس پر گزرا ہے وہ اس سے چوکنے والا نہ تھا اور جو کچھ اس پر نہیں گزرا وہ اس پر گزرنے والا نہ تھا۔
وہ صبر و استقامت میں ہاتھی سے زیادہ طاقت ور ثابت ہوئے۔

خلافت عباسی کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ اٹھا۔ اس وقت معتزلہ کے عقیدہ سے اختلاف کے نتیجہ میں امام احمد بن حنبل کو سخت سزائیں دی گئیں مگر وہ اپنے مسلک پر قائم رہے۔ حافظ ابن حجر ضرب کی نوعیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہاتھی کو بھی اگر اس طرح مارا جاتا تو وہ بھاگ جاتا (لو ضرب الفیل لھرب)

دعوت کا کام سب سے زیادہ قیمتی کام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (لان یھدی اللہ بك رجلاً واحداً خیر لك مما طلعت علیہ الشمس۔ وفی روایۃ: خیر لك من حُمُر النعم)

داعی لوگوں کا خیر خواہ ہوتا ہے خواہ وہ سرکشی کریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ دن سے زیادہ مدت تک طائف کا محاصرہ کیا۔ جب مسلمانوں کے لئے وہ مشکل ہوگیا تو آپ نے واپسی کا حکم دیا۔ ایک شخص نے آپ سے کہا: اے خدا کے رسول، ثقیف کے لئے بددعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے اللہ، ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے واپس لا (اللھم اھد ثقیفا وائت بھم مسلمین) اسی طرح آپ سے کہا گیا کہ قبیلہ دوس سرکش اور منکر ہوگیا ہے، اس کے خلاف بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مومن بنا کر لا (اللھم اھد دوسا وائت بھم مومنین)

وہ نیکی نیکی نہیں جس سے فخر اور بڑائی کا جذبہ پیدا ہو

ابن عطاء اللہ اسکندری نے اپنی کتاب الحِکَم میں کہا ہے: ایسا گناہ جس سے پستی اور عجز پیدا ہو وہ اس نیکی سے بہتر ہے جس سے فخر اور گھمنڈ پیدا ہو (رُبَّ معصیۃ اورثت ذلاً وانکساراً خیر من طاعۃ اورثت عزاً واستکباراً)

اللہ کی یاد تمام اعمال کا خلاصہ ہے

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ کون سا عمل سب سے بہتر ہے اور تمہارے آقا کے نزدیک سب سے پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات کو بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی کے انفاق سے بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مڈبھیڑ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ نے کہا ہاں اے خدا کے رسول۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا (ترمذی)

لائق اور صالح آدمی ہر چیز سے زیادہ قیمتی

بخاری نے تاریخ صغیر میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ زید بن اسلم اپنے باپ کے واسطے سے بتاتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا: تم لوگ اپنی تمنائیں بیان کرو۔ کسی نے کہا: میری تمنا ہے کہ یہ گھر میرے لئے درہم سے بھرا ہوتا تو میں اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا۔ کسی نے کہا: میرے پاس، اس گھر کے برابر سونا ہوتا تو میں اس کو اللہ کے راستہ میں دیتا۔ کسی نے کہا: میری تمنا ہے کہ یہ گھر میرے لئے موتیوں سے بھرا ہوتا اور میں اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا وغیرہ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لکنی اتمنی ان یکون ملأ هذا البیت رجالا مثل ابی عبیدة بن الجراح و معاذ بن جبل و حذیفة بن الیمان فاستعملهم فی طاعة اللہ	لیکن میری تمنا تو یہ ہے کہ اس گھر بھر میرے پاس ابوعبیدہ بن الجراح، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان جیسے آدمی ہوتے اور ان کو میں اللہ کے کاموں میں استعمال کرتا۔

امیر کے اوصاف

ابن سعد نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی خدمت کی کہ ان کے گھر والوں میں سے بھی کسی نے اتنی خدمت نہیں کی۔ وہ مجھ کو اپنے پاس بٹھاتے اور میری عزت کرتے تھے۔ ایک روز میں ان کے گھر میں تنہائی میں ان کے ساتھ تھا۔ اچانک انھوں نے اتنے زور کی آہ بھری کہ مجھے گمان ہوا کہ اسی کے ساتھ ان کی جان نکل جائے گی۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے کسی ڈر کی وجہ سے آہ بھری ہے۔ انھوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا وہ ڈر کیا ہے۔ فرمایا میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب ہو گیا۔ پھر فرمایا: اس کام (خلافت) کے لئے میں کسی کو نہیں پاتا۔ میں نے چھ آدمیوں کا نام لے کر کہا: کیا آپ فلاں اور فلاں سے غافل ہیں۔ میں ایک ایک کا نام لیتا جاتا تھا اور وہ ہر ایک کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کہتے جاتے تھے۔ آخر میں فرمایا:

انه لا یصلح لهذا الامر الا شدید فی غیر عنف، لین فی غیر ضعف، جواد من غیر سرف، ممسك فی غیر بخل (کنز العمال جلد ۳)	اس کام کا اہل صرف وہی شخص ہے جو شدید ہو بغیر اکڑ کے، نرم ہو بغیر کمزوری کے، سخی ہو بغیر فضول خرچی کے، مال روکنے والا ہو بغیر بخل کے۔

عبداللہ بن عباس رضؓ نے کہا: یہ صفات عمر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور میں جمع نہیں ہوئیں۔

امیر کے ہم نشینوں کو کیسا ہونا چاہئے

طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ امیر المومنین (عمر رضی اللہ عنہ) تم کو اپنی مجلسوں میں بلاتے ہیں، تم کو اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور تم سے دیگر اصحاب رسولؐ کے ساتھ مشورہ لیتے ہیں۔ تم مجھ سے تین نصیحتیں یاد کر لو:

اتق اللہ لا یجربن علیك كذبة، ولا تفشین له سرا، ولا تغتابن عنده احدا	اللہ سے ڈرو، امیر المومنین تمھارے بارے میں کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ کریں۔ ان کے بھید کو کبھی ظاہر نہ کرنا،

ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔

عامر کہتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے کہا۔ ان میں سے ہر نصیحت ہزار کے برابر ہے۔ انھوں نے کہا، ہر نصیحت دس ہزار سے بہتر ہے۔

خوشامدی ماتحتوں کا جمع ہونا بری علامت ہے

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب کسی صاحب امر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو سچا وزیر دے دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کو یاد دلائے۔ اور اگر یاد ہو تو اس کی مدد کرے۔ اور جب وہ کسی صاحب امر کے ساتھ اس کے برعکس ارادہ کرتا ہے تو اس کو بُرا وزیر دے دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو یاد نہ دلائے، اور اگر یاد ہو تو مدد نہ کرے۔ (ابوداؤد)

لفظی عقیدت مندی حقیقی تعلق کا ثبوت نہیں

جبیر بن نفیر کہتے ہیں۔ میرے والد نے بتایا کہ ایک روز ہم مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔ صحابی کو دیکھ کر اس نے کہا: کیسی خوش نصیب ہیں یہ دونوں آنکھیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ واللہ ہماری تمنا ہے کہ جو کچھ آپ نے دیکھا ہم بھی اسے دیکھتے اور جن مواقع میں آپ شریک ہوئے ہم بھی ان میں شریک ہوتے۔ مجھے اس آدمی کی بات پسند آئی۔ میں نے سوچا کہ اس نے جو کچھ کہا خیر کہا۔ مگر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم میں سے کسی کو ان مواقع میں حاضری کی تمنا نہ کرنی چاہئے جن سے اللہ نے اس کو بری رکھا ہے۔ کیا معلوم وہ اس موقع پر ہوتا تو کیا کرتا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے ایسے لوگ آئے جن کو اللہ نے جہنم میں دھکیل دیا۔ انھوں نے نہ آپ کا کہا مانا اور نہ آپ کی تصدیق کی۔

کوفہ کے ایک آدمی نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوعبداللہ کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا "ہاں اے میرے بھتیجے"۔ کوفی نے کہا آپ لوگ کیا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ نے کہا "خدا کی قسم ہم مشقتیں برداشت کرتے تھے"۔ کوفی نے کہا: خدا کی قسم اگر ہم آپ کو پالیتے تو آپ کو زمین پر چلنے نہ دیتے۔ اپنی گردنوں پر آپ کو اٹھائے پھرتے۔ حضرت حذیفہ کہا:

انت کنت تفعل ذلك (مسلم) تم ایسا کرتے!

اخلاص کے بغیر قربانی بھی معتبر نہیں

غزوۂ احد (۳ ھ) میں ایک مسلمان شریک ہوا اور لڑکر مارا گیا۔ اس کی ماں کو معلوم ہوا تو اس نے کہا واشہیداہ (ہائے شہید)۔ آپ نے سنا تو فرمایا:

مه، ما یدریك انه شهید۔ ولعله كان یتكلم فیما لا یعنیه ویبخل بما لا ینقصه (ترمذی)	ٹھیرو۔ کیا معلوم کہ وہ شہید ہوا۔ شاید وہ بے فائدہ باتیں کرتا رہا ہو اور اس چیز کو دینے میں بخیل رہا ہو جس کو دینے میں اس کا کوئی نقصان نہ تھا۔

اللہ کے ساتھ ادنیٰ شرکت گوارا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کہا:

ماشاء اللہ وماشئت — خدا جو چاہے اور آپ جو چاہیں

رسول اللہ نے اس قول کو سخت ناپسند کیا اور فرمایا:

اجعلتنی للہ ندا، — کیا تم نے مجھ کو اللہ کا برابر بنا دیا۔

بل ماشاء اللہ وحدہ — بلکہ یوں کہو: تنہا اللہ جو چاہے

آخر وقت تک اللہ پر یقین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لئے مکہ سے نکلے تو پہلے تین دن تک غار ثور میں ٹھہرے۔ قریش کے لوگ آپ کو تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے خدا کے رسول! دشمن اتنے قریب آچکا ہے کہ ان میں سے کوئی اگر اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالے تو وہ ہم کو اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔" آپ نے فرمایا:

یا ابابکر ماظنك باثنین اللہ ثالثھما — اے ابوبکر! تمھارا کیا خیال ان دو کے بارے میں ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۳)

دنیوی مشکلات پر خدا کی یاد کا سہارا لینا

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فاطمہؓ کا یہ حال تھا کہ گھر کا سب کام انھیں کو کرنا پڑتا۔ چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے پڑ جاتے۔ پانی باہر سے مشک میں بھر کر لانا ہوتا جس کی وجہ سے گردن میں نشان پڑ گیا تھا۔ جھاڑو دینے میں کپڑے میلے ہو جاتے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ خادم آئے۔ میں نے فاطمہ سے کہا: تم اپنے والد کے پاس جاؤ اور اپنے لئے ایک خادم مانگ لو۔ فاطمہؓ گئیں۔ مگر وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ مل نہ سکیں اور واپس آگئیں۔ اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور پوچھا کہ کیا کام تھا۔ فاطمہؓ چپ رہیں۔ میں نے قصہ بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خادم نہیں دیا، بلکہ فرمایا:

اتقی اللہ یا فاطمۃ وادّی فریضۃ ربك واعمل عمل اھلك واذا اخذتِ مضجعكِ فسبحی ثلثا وثلاثین واحمدی ثلاثا وثلاثین وکبری اربعا وثلاثین فذلك مائۃ۔ ھی خیر لك من خادم (الترغیب والترہیب جلد ۳)

اے فاطمہ اللہ سے ڈرو۔ اپنے رب کے فرائض ادا کرو۔ اپنے گھر والوں کے کام کرو۔ اور جب بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار اللہ کی تسبیح کرو۔ ۳۳ بار اللہ کی حمد کرو۔ ۳۴ بار اللہ کی تکبیر کرو۔ یہ پورا سو ہے یہ تمھارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

انتہائی بغض کے باوجود مکمل انصاف

بیہقی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال وصولی کے لئے خیبر جاتے تھے۔ وہ خیبر کے کھجوروں کا تخمینہ کرتے اور اپنے تخمینہ کے مطابق آدھا اہل خیبر پر مقرر کر دیتے۔ خیبر کے یہودیوں نے شکایت کی کہ وہ پیداوار سے زیادہ تخمینہ لگاتے ہیں۔ انھوں نے عبداللہ بن رواحہؓ کو رشوت کا لالچ بھی دیا۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا: اے اللہ کے دشمنو! تم لوگ مجھ کو حرام کھلانا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم میں تمھارے پاس ایک ایسی ذات کی طرف سے آیا ہوں جو مجھ کو ساری دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور تم مجھے ایسا مبغوض ہو کہ تمھاری تعداد کے برابر سور اور بندر بھی اتنے مبغوض نہیں:

ولا یحملنی بغضی ایاکم وحبی ایاہ علی ان لا اعدل علیکم

مگر ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم سے بغض اور رسولؐ اللہ سے محبت کی وجہ سے میں تمھارے ساتھ انصاف نہ کروں۔

یہود نے کہا: اسی عدل پر زمین و آسمان قائم ہیں —

آخرت کا نام آتے ہی وہ اپنا دعویٰ بھول گئے

ابن ابی شیبہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ انصار میں سے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لے کر آئے۔ یہ ایک پرانی میراث کا معاملہ تھا جس کے لئے دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ موجود نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے پاس اپنا جھگڑا لے کر آتے ہو اور میں اپنی رائے سے اس میں فیصلہ کرتا ہوں جس کے بارے میں وحی نہیں اتری ہے۔ اگر میں کسی کی حجت کی بنا پر اس کی موافقت میں ایسا فیصلہ دے دوں جس میں میں نے اس کے بھائی کا حق کاٹ کر اس کو دے دیا ہو تو وہ اس کو نہ لے۔ کیوں کہ ایسی صورت میں میں نے اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دیا جس کو لے کر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ وہ ٹکڑا اس کی گردن میں چپکا ہوا ہوگا۔ یہ سن کر دونوں انصاری رو پڑے۔ ہر ایک نے کہا:

یارسول اللہ حقی لہ

اے خدا کے رسول! میں نے اپنا حق اس کو دے دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نے ایسا کیا ہے تو اب تم دونوں جاؤ اور حق و انصاف کا ارادہ کرو۔ میراث کے دو حصے بناؤ اور اس کے بعد قرعہ ڈالو۔ اس طرح تم دونوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں جو آئے اس کا ساتھی اس کے لئے اس کو حلال کر دے۔ (کنز العمال جلد ۳)

اللہ کے ڈر کی وجہ سے کوڑا ہاتھ سے گر پڑا

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک روز میں کسی بات پر اپنے غلام سے خفا ہو گیا اور اس کو کوڑے سے مارنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے آواز سنائی دی: "اے ابو مسعود جان لو" مگر میں غصہ کی حالت میں تھا۔ آواز کو پہچان نہ سکا۔ آواز دینے والا جب میرے قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ فرما رہے تھے:

اعلم ابا مسعود ان اللہ اقدر علیک منک علی ھذا الغلام (مسلم)

ابو مسعود! جان لو، تم کو جتنا قابو اس شخص پر ہے، اس سے زیادہ قابو اللہ کو تمھارے اوپر ہے۔

یہ سن کر کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ میں نے کہا "اب کبھی میں کسی غلام کو نہ ماروں گا، میں اس غلام کو اللہ کی خوشی کے لئے آزاد کرتا ہوں"، آپ نے فرمایا:

اَمَا اِنَّہ لو لم تفعل لمسّتک النار (مسلم) اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ کی لپٹ تم کو چھو دیتی۔

خدا کی پکڑ سے ڈرنا خواہ کم زور کا معاملہ کیوں نہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ ام سلمہؓ کے مکان پر تھے۔ آپ کو کسی کام کے لئے خادمہ کی ضرورت پیش آئی۔ آپ نے اس کو آواز دے کر بلایا۔ خادمہ نے آنے میں دیر کی۔ آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے۔ ام سلمہؓ یہ دیکھ کر اٹھیں۔ پردہ کے پاس جاکر دیکھا تو خادمہ باہر بکری کے بچوں سے کھیل رہی تھی۔ ام سلمہ نے دوبارہ اس کو آواز دے کر بلایا۔ وہ آئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی، آپ نے خادمہ سے کہا:

لولا خشیۃ القود لا وجعتک بھذا السواک قیامت کے دن مجھے بدلہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو اس مسواک سے مارتا۔ (الادب المفرد)

اللہ سے مانگنے کی سب سے بڑی چیز مغفرت ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ انصار کے پاس سینچائی کے اونٹوں کی تنگی ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ آپ ان کے لئے اونٹوں کا انتظام کر دیں یا خوب بہنے والی نہر کھدوا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: انصار کے لئے مرحبا، انصار کے لئے مرحبا، انصار کے لئے مرحبا۔ آج تم مجھ سے جس چیز کا بھی سوال کرو گے میں تمھیں ضرور دوں گا اور تمھارے لئے اللہ سے جو چیز بھی مانگوں گا وہ ضرور عطا فرمائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ کلمات سن کر انصار کا دل پھر گیا۔ انھوں نے سوچا کہ مانگنے کی زیادہ بڑی چیز تو آخرت ہے پھر ایسے قیمتی موقع پر آپ سے دنیا کیوں مانگیں۔ انھوں نے ایک دوسرے سے کہا:

اغتنموھا وسلوہ المغفرۃ اس موقع کو غنیمت جانو اور آپ سے مغفرت کا سوال کرو

انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فوراً کہا: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، ان کے لڑکوں کی مغفرت فرما، ان کی عورتوں کی مغفرت فرما (احمد)

غصہ نہ کر، غصہ نہ کر، غصہ نہ کر

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا: مجھ کو نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: لا تغضب (غصہ مت کر) اس نے دوبارہ کہا: مجھ کو نصیحت کیجئے۔ آپ نے پھر فرمایا: لا تغضب (غصہ مت کر) وہ بار بار اپنا سوال دہراتا رہا اور آپ بار بار یہی کہتے رہے: غصہ مت کر (بخاری)

دنیا سے بھرے ہوئے، آخرت سے خالی

قال ابو الدرداء: مالی اراکم شباعا من الطعام جیاعا من العلم (جامع بیان العلم، جزء ثانی، صفحہ ۲۰۲) حضرت ابو الدرداء نے کہا: یہ کیا ہے کہ میں تم کو کھانے سے شکم سیر دیکھتا ہوں اور علم دین سے تم بھوکے پڑے ہوئے ہو

وہ خدا کو دیکھ کر ہنسیں گے ، خدا ان کو دیکھ کر ہنسے گا

طبرانی نے حصین بن وحوح اور طلحہ بن مسکین سے روایت کیا ہے۔ طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے لئے آئے۔ اس وقت وہ نوجوان تھے۔ انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! جو کچھ آپ کو محبوب ہو مجھے حکم دیجئے، میں کسی امر میں نافرمانی نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: "اگرچہ میں تم کو حکم دوں کہ تم اپنے والدین سے قطع تعلق کر لو!" راوی کہتے ہیں کہ ان کے ایک ماں تھی اور وہ ان کے ساتھ بہت زیادہ سلوک کرتے تھے۔ طلحہ بن براء رضؓ آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "اے طلحہ! ہمارے دین میں قطع رحم نہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ تمھارے دین میں کوئی شک نہ رہ جائے۔"

طلحہ بن براء رضؓ اسلام لائے اور ان کا اسلام بہت اچھا رہا۔ وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ ان پر بے ہوشی طاری تھی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: جہاں تک میرا خیال ہے، طلحہ اپنی اسی رات میں اٹھا لئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ یہ کہہ کر واپس آ گئے کہ جب یہ ہوش میں آئیں تو مجھ کو بلا لینا۔ ان کو آدھی رات کو ہوش آیا۔ مگر انھوں نے اطلاع کرانے کو منع کر دیا۔ انھوں نے کہا: ایسا نہ ہو کہ رات کے اندھیرے میں کوئی موذی جانور آپ کو کاٹ لے یا یہودی دشمنوں سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ رات ہی کو حضرت طلحہ کا انتقال ہو گیا۔ صبح کی نماز کے بعد آپ کو ان کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا:

اللهم القه يضحك اليك وانت تضحك اليه

خدایا! تو اس سے اس طرح ملاقات کر کہ وہ تجھ کو دیکھ کر ہنسے اور تو اس کو دیکھ کر ہنسے۔

اصل اعتبار اندر کے انسان کا

ابن عساکر نے زہری سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن حذافہ رضؓ کے بارے میں شکایت کی گئی کہ وہ مزاح اور تمسخر کی باتیں کرتے ہیں (انه صاحب مزاح وباطل) آپ نے فرمایا:

اتركوه فان له بطانة يحب الله ورسوله

ان کو چھوڑ دو۔ ان کا جو باطن ہے وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔

مسئلہ کھڑا کئے بغیر ساتھ دینا

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ روم کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا: میری رائے ہے کہ مسلمان ملک شام کی طرف رومیوں سے جہاد کے لئے نکلیں۔ اللہ ضرور مسلمانوں کی مدد فرمائے گا اور اپنے کلمہ کو بلند کرے گا۔ آپ کی تقریر کے بعد مشورہ ہوا۔ بعض مخالف رائیں بھی آئیں۔ تاہم کچھ دیر کی گفتگو کے بعد سب نے بالاتفاق کہا:

ما رأيت من رأى فامضه فانا لا نخالفك ولا نتهمك (ابن عساکر)

آپ کی جو رائے ہو اس کو کر گزریئے۔ ہم نہ آپ کی مخالفت کریں گے اور نہ آپ پر الزام رکھیں گے۔

دو امکانات کے درمیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو اکثر اس قسم کے الفاظ فرماتے: یا مقلّبَ القلوبِ ثبت قلبی علیٰ دینك (اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر جما دے) حضرت عائشہ نے ایک روز سنا تو کہا: اے خدا کے رسول! آپ یہ دعا بہت کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

ہر آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلی کے درمیان ہوتا ہے۔ جب وہ اس کو سیدھا کرنا چاہتا ہے تو سیدھا کر دیتا ہے اور جب وہ اس کو ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ (لیس من قلب الا وھو بین اصبعین من اصابع الرحمٰن، اذا شاء ان یقیمه اقامه وان شاء یزیغه ازاغه)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص گمراہی کے خطرہ سے خالی نہیں۔ ہر آدمی کو مسلسل اپنے ایمان کی حفاظت کرنی ہے۔ ہر آن اللہ سے یہ توفیق مانگنی چاہئے کہ وہ اس کو پھسلنے سے بچائے۔ جس لمحہ اللہ کی توفیق آدمی کا ساتھ چھوڑ دے گی اسی لمحہ وہ گمراہی کی وادی میں بھٹک جائے گا۔ آدمی ہر آن ہدایت اور گمراہی کے درمیان ہے اور صرف اللہ کی مدد ہی اس کو ہدایت پر قائم رکھ سکتی ہے۔

زبان اور دل سب سے اچھے بھی ہیں اور سب سے خراب بھی

لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھے۔ ان کے آقا نے ایک روز ان سے کہا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس میں سے دو بہترین گوشت کے ٹکڑے نکالو۔ لقمان نے بکری ذبح کی اور زبان اور دل نکال کر آقا کے سامنے پیش کیا۔ کچھ دن کے بعد آقا نے دوبارہ کہا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس میں سے دو سب سے زیادہ خراب گوشت کے ٹکڑے نکالو۔ لقمان نے بکری ذبح کی اور دوبارہ زبان اور دل نکال کر آقا کے سامنے رکھ دیا۔ آقا نے کہا میں نے تم سے دو سب سے اچھے ٹکڑے نکالنے کو کہا تو تم نے زبان اور دل نکالے اور جب میں نے تم سے دو سب سے خراب ٹکڑے نکالنے کو کہا تب بھی تم نے زبان اور دل نکالے۔ ایسا کیوں۔ لقمان حکیم نے جواب دیا: اگر یہ دونوں درست ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر یہ دونوں بگڑ جائیں تو ان سے زیادہ خراب کوئی چیز نہیں (انه لیس من شئ اطیب منھما اذا طابا ولا اخبث منھما اذا خبثا)

پیغمبر کی اطاعت ہر حال میں

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں فلاں

شخص کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے جاکر اس کو دیکھ لو۔ وہ گئے اور لڑکی کے والدین سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا۔ والدین کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ ان کی لڑکی ایک غیر شخص کے سامنے آئے اور وہ اس کو دیکھے۔ لڑکی اس وقت گھر کے اندر موجود تھی، اور پردہ کے پیچھے سے یہ باتیں سُن رہی تھی۔ اس نے بلند آواز سے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے تو تم آکر مجھ کو دیکھ لو۔ اور اگر آپ نے حکم نہیں دیا ہے تو میں تم کو خدا کی قسم دلاتی ہوں کہ ہرگز ایسا مت کرنا (سنن ابن ماجہ، باب النکاح)

کلمۂ اسلام کی حقیقت اخلاص اور تقویٰ ہے

حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ بھی اس کو واقعی اپنے دل سے کہے وہ آگ پر حرام ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں کہ وہ کلمہ کیا ہے۔ وہ اخلاص کا کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر لازم کیا تھا۔ وہ تقویٰ کا کلمہ ہے جس کی تلقین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو موت کے وقت کی تھی۔ وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (اخرج احمد عن عثمان بن عفان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبہ الا حرم علی النار۔ قال عمر بن الخطاب انا احدثکم ماھی۔ ھی کلمۃ الاخلاص التی الزمھا اللہ تعالیٰ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وھی کلمۃ التقویٰ التی الاص علیہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمہ ابا طالب عند الموت شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ)

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی غیبی حقیقتوں کو دیکھنے لگے

حضرت مالک بن انس کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا کہ اے معاذ، تم نے کیسے صبح کی (کیف اصبحت یا معاذ) انھوں نے کہا کہ میں نے اللہ پر ایمان کے ساتھ صبح کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہر قول کا ایک مصداق ہوتا ہے اور ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ پھر جو کچھ تم کہتے ہو اس کا مصداق کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے کبھی کوئی ایسی صبح نہیں کی جس میں مجھے یہ خیال نہ لگا ہوا ہو کہ اب میں شام نہ کرسکوں گا۔ اور کبھی میں نے کوئی ایسی شام نہیں کی جس میں مجھے یہ خیال نہ ہو کہ میں صبح نہ کرسکوں گا۔ اور میں نے کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جس میں مجھے یہ خیال نہ ہو کہ میں دوسرا قدم نہ اٹھا سکوں گا۔ اور گویا کہ میں گھٹنوں کے بل گری ہوئی ان تمام امتوں کو دیکھ

رہا ہوں جن کو اپنے اعمال نامہ کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ ان کا پیغمبر ہے۔ اور ان کے ساتھ وہ بت ہیں جن کو وہ خدا کے سوا پوجتی تھیں۔ اور گویا کہ میں اہل دوزخ کی سزا کو اور اہل جنت کے ثواب کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم معرفت کو پہنچ گئے، اب اسی پر جمے رہو، (عرفت فالزم، حلیۃ الاولیا لابی نعیم، جلد اوّل)

قرآن نصیحت کے لئے ہے نہ کہ محض تلاوت کے لئے

امام احمد نے حضرت عائشہ کی روایت نقل کی ہے کہ ان کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ رات کو قرآن پڑھتے ہیں اور رات بھر میں سارا قرآن ایک یا دو بار پڑھ ڈالتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ان لوگوں نے پڑھا اور انھوں نے نہیں پڑھا۔ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساری رات کھڑی رہتی۔ آپ سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورۃ النساء پڑھتے۔ جب بھی آپ کسی ایسی آیت سے گذرتے جس میں اللہ سے ڈرایا گیا ہے تو آپ ضرور اللہ سے دعا کرتے اور پناہ مانگتے۔ اور جب بھی آپ کسی ایسی آیت سے گذرتے جس میں بشارت ہو تو آپ ضرور اللہ سے دعا کرتے اور اس میں رغبت ظاہر کرتے (اخرج احمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا ذکر لہا ان ناسا یقرؤن القرآن فی اللیل مرۃ او مرتین فقالت اولئك قرؤا ولم یقرؤا کنت اقوم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ التمام فکان یقرأ بالبقرۃ وآل عمران والنساء فلا یمر بآیۃ فیہا تخویف الا دعا اللہ واستعاذ ولا یمر بآیۃ فیہا استبشار الا دعا اللہ ورغب الیہ)

دنیا کی تکلیفوں پر صبر کرنے سے آخرت کے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی من یعمل سوء یجز بہ (جو شخص کوئی برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا) اور کہا کہ اب ہمارے لئے بھلائی کی کیا صورت ہے۔ جو برائی بھی ہم نے کی ہے اس کی سزا ہم کو ملے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر، خدا تمھیں معاف کرے۔ کیا تم بیمار نہیں ہوتے۔ کیا تم کو تھکن نہیں ہوتی۔ کیا تم غمگین نہیں ہوتے۔ کیا تم کو مصیبت نہیں پیش آتی۔ کیا تم کو ٹھوکر نہیں لگتی۔ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ یہ سب تو پیش آتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ گناہوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے (فھی ما تجزون بہ فی الدنیا، کنز العمال، جلد اول)

چھوٹوں کے جنازہ میں بھی بڑوں کو شرکت کرنا چاہئے

مدینہ میں ایک کالے رنگ کی باؤلی سی عورت تھی۔ وہ مسجد کا کوڑا صاف کیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہوا تو چند لوگوں نے اس کی تدفین کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ دی۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو مجھ کو اس کی اطلاع دیا کرو۔ اور آپ نے بعد کو اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

ایمانی صفات

جو کھوئے وہی پاتا ہے

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد کو ایک جہاد پر روانہ کیا۔ اس وقت آپ نے ان کو جو نصیحتیں کیں ان میں سے ایک نصیحت یہ تھی کہ موت کے حریص بنو، تم کو زندگی دی جائے گی (احرص علی الموت توھب لك الحیاة)

صرف معلومات سے کوئی شخص عالم نہیں بنتا

حضرت مالک بن انس کا قول ہے کہ علم ایک روشنی ہے جو صرف ایسے دل سے مانوس ہوتا ہے جو ڈرنے والا اور فروتنی کرنے والا ہو (العلم نور لا یأنس الّا بقلب تقی خاشع)

خوش حالی زیادہ سخت آزمائش ہے

ابویعلی اور بزار نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لأنا لفتنة السراء اخوف علیکم من فتنة الضراء۔ انکم ابتلیتم بفتنة الضراء فصبرتم وان الدنیا حلوة خضرة	میں تمھارے بارہ میں خوش حالی کے فتنے سے زیادہ ڈرتا ہوں بہ نسبت تنگ حالی کے فتنہ کے۔ تم تنگ دستی کے فتنہ میں مبتلا کئے گئے اور تم نے صبر کیا۔ مگر دنیا بڑی شیریں اور سرسبز ہے۔

طبرانی نے عوف بن مالک کے واسطے سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

نصب علیکم الدنیا صباً حتی لا یزیغکم بعد ان زغتم الاھی	دنیا تمھارے اوپر بہہ پڑے گی یہاں تک کہ میرے بعد تمھارے اندر کجی آئی تو دنیا کے سوا کسی اور سبب سے نہیں آئے گی۔

گھمنڈ خدا کے یہاں قابل معافی نہیں

عن سفیان الثوری: کل معصیة عن شھوة فانه یُرجی غفرانھا وکل معصیة عن الکبر فانه لا یرجی غفرانھا۔ لان معصیة ابلیس کان اصلھا من الکبر وزلة آدم کان اصلھا من الشھوة	حضرت سفیان ثوری نے کہا کہ ہر گناہ جو خواہش سے ہوتا ہے اس کی معافی کی امید ہے اور ہر گناہ جو بڑائی سے ہوتا ہے اس کی معافی کی امید نہیں کیوں کہ ابلیس کا گناہ بڑائی کے سبب سے تھا اور آدم کی لغزش خواہش کے سبب سے۔

آدم کو توبہ کے بعد معافی مل گئی۔ ابلیس ہمیشہ کے لئے رحمت سے دور کر دیا گیا۔

الزام تراشی کی کوئی حد نہیں

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں جو اموال غنیمت حاصل ہوئے تھے جب ان کی تقسیم ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ اشراف عرب کو باقی لوگوں پر ترجیح دی اور ان کو نسبتاً زیادہ دیا۔ ایک مسلمان نے یہ دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم، یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں نہ عدل کیا گیا ہے اور نہ اس میں اللہ کی رضا چاہی گئی ہے (و اللہ ھذہ قسمۃ ما عدل فیھا، وما أرید فیھا وجہ اللہ)

نصیحت کرنے کا پیغمبرانہ طریقہ یہ ہے

حضرت خزیم ایک صحابی تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان کے بارہ میں فرمایا: خزیم اسدی کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ کاش ان کے بالوں کی لٹ لمبی نہ ہوتی اور ان کی تہمد نیچے نہ لٹکتی (نعم الرجل خزیم الاسدی لولا طول جمتہ و اسبال ازارہ، سنن ابی داؤد) حضرت خزیم کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے ایسا کہا ہے تو انھوں نے ایک چھری لی اور اپنے بال کی لٹوں کو کاٹ دیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت عبد اللہ کے بارے میں ایک بار فرمایا کہ عبد اللہ کیسے اچھے آدمی ہیں۔ کاش وہ رات کو نماز پڑھتے (نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی باللیل، بخاری) حضرت عبد اللہ کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے ایسا کہا ہے تو انھوں نے فوراً اس پر عمل شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ راتوں کو بہت کم سوتے تھے۔

جس کی شرارت کا اثر اس کے بعد بھی باقی رہے

ایک حکیم کا قول ہے کہ برکت اس کے لئے ہے کہ جب وہ مرا تو اسی کے ساتھ اس کے گناہ بھی مر گئے۔ اور ہلاکت اس کے لئے ہے کہ جب وہ مرے تو اس کے بعد اس کے گناہ باقی رہیں (طوبیٰ لمن اذا مات ماتت معہ ذنوبہ و ویل لمن یموت و ذنوبہ باقیۃ بعدہ)

بول چال بند کرنا جائز نہیں

عن عطاء بن یزید اللیثی ثم الجندعی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال: لا یحل لاحد ان یھجر اخاہ فوق ثلاث لیال۔ یلتقیان فیصد ھذا ویصد ھذا۔ وخیرھما الذی یبدأ بالسلام۔ (اخرجہ البخاری)

رسول اللہ نے فرمایا۔ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ دونوں ایک دوسرے سے ملیں مگر وہ اس سے اعراض کرے اور یہ اس سے اعراض کرے۔ اور ان دونوں میں

فی کتاب الادب)   سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

جب ہر چیز آخرت کی یاد کا ذریعہ بن جائے

ابن کثیر نے سورہ توبہ کی تفسیر کے آخر میں ایک حدیث نقل کی ہے جو حسب ذیل ہے:

قال الطبرانی حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمی حدثنا محمد بن عبد الله بن یزید المقری حدثنا سفیان بن عیینہ عن قطن عن ابی الطفیل عن ابی ذر قال: ترکنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وما طائر یقلب جناحیه فی الهواء الا وهو یذکرنا منه علماً.

طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اور حال یہ تھا کہ اگر کوئی چڑیا اپنے دونوں پروں کو فضا میں ہلاتی تو اس سے بھی آپ ہم کو کسی علم کی یاد دہانی کرتے تھے۔

اصلاح صرف قرن اول کی تقلید سے

امام مالک نے فرمایا کہ امت مسلمہ کا آخر بھی صرف اسی سے درست ہوگا جس سے اس کا اول درست ہوا تھا۔ (لن یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها)

عمل کی قیمت ملتی ہے نہ کہ محض آرزوؤں کی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا۔ اے اللہ کے بندو، میں تم کو اور اپنے کو تقویٰ اور اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور عمل اپنے آگے بھیجنے کی اور بے بنیاد آرزوؤں کو چھوڑنے کی۔ کیوں کہ جو شخص عمل میں کم رہ جائے اس کو آرزوئیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتیں (اوصیکم عباد الله ونفسی بتقوی الله ولزوم طاعته۔ وتقدیم العمل وترک الامل فانه من فرط فی عمله لم ینتفع بشئی من امله)

دشمن سے بھی نفرت نہ کیجئے

احد کی جنگ میں دشمنوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے۔ پتھر آپ کو لگے۔ آپ کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کے چہرہ سے خون بہنے لگا۔ اس جنگ میں آپ کے چچا حضرت حمزہ مارے گئے اور بہت سے صحابہ قتل ہوئے۔ چنانچہ آپ کے کچھ اصحاب نے آپ سے کہا کہ ان دشمنوں کے خلاف بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (انی لم ابعث لعانا ولکن بعثت داعیا ورحمة)

مومن وہ ہے جو خدا کی پکار پر فوراً لبیک کہے

سورہ مائدہ میں یہ حکم اترا کہ اے ایمان والو، شراب اور جوا اور بت اور پانسہ بڑے گندے شیطان کے کام ہیں، ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو۔ شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمھارے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دے۔ اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم لوگ اس سے باز آؤ گے (فھل انتم منتھون) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن کا یہ حصہ اترا تو حسب عادت آپ نے اس کو پڑھ کر صحابہ کو سنایا۔ اس کو سناتے ہوئے جب آپ فھل انتم منتھون تک پہنچے تو صحابہ میں سے ہر شخص پکار اٹھا: انتھینا یا رب انتھینا یا رب (اے ہمارے رب ہم باز آئے، اے ہمارے رب ہم باز آئے)

لوگوں کے لئے سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرے

معمر تابعی کہتے ہیں کہ صحابہ یہ کہا کرتے تھے کہ تمھارا سب سے زیادہ خیر خواہ وہ ہے جو تمھارے بارے میں اللہ سے ڈرے (انصح الناس لك من خاف اللہ فیك، جامع العلوم والحکم ۷)

وہ رسول اللہ کے فیصلہ سے ہٹنا نہیں جانتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں رومیوں سے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار فرمایا تھا۔ تین ہزار کے اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ شامل تھے۔ ان کے اوپر اسامہ بن زید کو امیر مقرر فرمایا تھا جو نسبتاً ایک نوجوان شخص تھے۔ حسن بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو جیش اسامہ ابھی راستہ میں تھا۔ اسامہ بن زید رض نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ خلیفہ رسول کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ ہم کو مدینہ لوٹنے کی اجازت دے دیں۔ ضرورت ہے کہ اس وقت سب سے پہلے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے جو مدینہ کے لئے خطرہ بنتے جا رہے ہیں۔ حضرت عمر چلے اور حضرت ابوبکر کے پاس آئے۔ انھوں نے آپ کو حضرت اسامہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اگر کتے اور بھیڑیے مجھ کو پھاڑ کھائیں تب بھی میں اس فیصلہ کو بدلنے والا نہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: انصار نے مجھ سے کہا ہے کہ میں ان کا یہ پیغام آپ تک پہنچاؤں کہ وہ ایک ایسا امیر چاہتے ہیں جو عمر میں اسامہ سے زیادہ ہو۔ حضرت ابوبکر اس وقت بیٹھے ہوئے تھے یہ سن کر جھپٹ پڑے اور حضرت عمر کی داڑھی پکڑ کر کہا: اے خطاب کے لڑکے! تیری ماں تجھ کو گم کرے اور معدوم کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر مقرر کیا ہے اور تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں ان سے امارت چھین لوں (ثکلتك امك وعدمتك یا ابن الخطاب، استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتامرنی ان انزعہ، البدایہ والنھایہ جلد ۶)

اللہ کا نام آتے ہی گردن جھکا دینا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تھے۔ اتنے میں آپ نے تیز تیز آوازیں سنیں۔ دروازہ کے باہر دو آدمی جھگڑا کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے کو قرض دیا تھا جس کے ذمہ قرض تھا وہ کہہ رہا تھا

کہ قرض کی مقدار میں کچھ کمی کر دو۔ مگر قرض دینے والا اس کو نہیں مان رہا تھا۔ اس نے غصہ میں آکر کہا: واللہ لا افعلُ (خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر ان کے پاس گئے اور فرمایا: کون ہے قسم کھانے والا جو اللہ پر قسم کھاکر کہتا ہے کہ میں نیکی نہیں کروں گا" آپ کی زبان سے یہ سنتے ہی وہ شخص نرم پڑ گیا اور بولا: وہ شخص میں ہوں اے خدا کے رسول۔ اب اس کے لئے وہی ہے جو وہ پسند کرے (انا یا رسول اللہ، فلہٗ ایُّ ذٰلک اَحَبَّ، متفق علیہ)

نجات ان کے لئے جو رسول اور اصحاب رسول کے نمونے پر چلیں

ان الیهود اختلفوا علی احدی وسبعین فرقة وان النصاری اختلفوا علی اثنین وسبعین فرقة وستفترق هذه الامة علی ثلاث وسبعین فرقة کلها فی النار الا واحدة۔ قالوا من هم یا رسول اللہ قال: ما انا علیه واصحابی

یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاری بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب آگ میں جائیں گے سوا ایک کے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول، فرمایا: وہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

(مختصر تفسیر ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۶۶۴)

اللہ کی یاد سب سے بڑی عبادت ہے

قال قتادہ قال ابن عباس: تذاکر العلم بعض لیلة احب الیّ من احیائها (جامع بیان العلم، جزء اول، صفحہ ۴۲) عبداللہ بن عباس رض نے کہا: رات کے کچھ حصہ میں دینی مذاکرہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ساری رات عبادت کروں۔

انسان سے کم، اللہ سے زیادہ

قال ثور بن یزید۔ قرأت فی بعض الکتب ان عیسی علیه السلام قال: یا معشر الحواریین کلموا اللہ عز وجل کثیرا وکلموا الناس قلیلا۔ قالوا: کیف نکلم اللہ کثیرا۔ قال: اخلوا بمناجاته، اخلوا بدعائه (خرجه ابونعیم)

ثور بن یزید کہتے ہیں۔ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے کہا۔ اے لوگو! اللہ سے زیادہ باتیں کرو اور انسانوں سے کم باتیں کرو۔ انھوں نے پوچھا۔ کس طرح ہم اللہ سے زیادہ باتیں کریں۔ حضرت عیسیٰ نے کہا: —— تنہائیوں میں اللہ سے سرگوشیاں کرو، تنہائیوں میں اللہ سے دعا مانگو۔

اللہ والے وہ ہیں جو قرآن والے ہیں

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں کچھ اللہ والے ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا کہ اے خدا کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا: وہ قرآن والے ہیں (عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ من الناس، قیل مَن ھُم یا رسول اللہ قال اھل القرآن، سنن الدارمی)

اپنے خلاف تنقید کو پسند کرنا

ابن المبارک نے موسیٰ بن ابو عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بنی حارثہ کے پانی (مشربہ) پر آئے۔ وہاں انھوں نے محمد بن مسلمہ کو پایا۔ آپ نے پوچھا: اے محمد! تم میری بابت کیسا خیال کرتے ہو۔ انھوں نے کہا: "آپ کو خدا کی قسم میں ویسا ہی خیال کرتا ہوں جیسا کہ مجھے پسند ہے اور جیسا کہ وہ آدمی پسند کرے گا جو آپ کے لئے بھلائی کو پسند کرتا ہو۔ میں دیکھتا ہوں آپ مال کے جمع کرنے میں قوی ہیں۔ خود اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس کی تقسیم میں انصاف کرتے ہیں۔" اس کے بعد محمد بن مسلمہ نے کہا: "اور اگر آپ کجی اختیار کریں گے تو ہم آپ کو اسی طرح سیدھا کر دیں گے جس طرح تیر سوراخ میں ڈال کر سیدھا کیا جاتا ہے۔" خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

الحمد للہ الذی جعلنی فی قوم اذا ملت عدلونی — اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ کو ایسی قوم میں بنایا کہ اگر میں کج روی کروں تو وہ مجھ کو سیدھا کر دیں (کنز العمال)

نفرت اور محبت سے اوپر اٹھ کر معاملہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو اس وقت کعبہ کی کلید (کنجی) عثمان بن طلحہ کے پاس تھی جو قدیم زمانہ سے ان کے خاندان میں چلی آرہی تھی۔ ہجرت سے پہلے آپؐ نے ایک بار کعبہ کی کلید عثمان بن طلحہ سے مانگی تو انھوں نے دینے سے انکار کیا اور آپؐ کو سخت سست کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تمام ناگوار باتوں کو برداشت کر لیا اور صرف یہ فرمایا: اے عثمان! شاید تم دیکھو گے کہ یہ کلید ایک روز میرے ہاتھ میں ہوگی اور میرے اختیار میں ہوگا کہ میں جس کو چاہوں اسے دوں۔" عثمان بن طلحہ نے کہا: "وہ دن قریش کی ذلت و ہلاکت کا دن ہوگا جب کعبہ کی کلید تمھارے جیسے آدمی کے ہاتھ میں آجائے۔" فتح مکہ کے بعد جب آپ کو غلبہ حاصل ہو گیا، آپ نے کعبہ کی کلید منگوائی کلید آپ کے ہاتھ میں تھی کہ آپ کے چچازاد بھائی اور داماد علی بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ کلید آپ مجھ کو دے دیں۔ آپؐ نے علی بن ابی طالب کو کوئی جواب نہیں دیا۔ آپؐ نے کہا: عثمان بن طلحہ کہاں ہیں۔ وہ آئے تو آپ نے فرمایا:

ھاك مفتاحك یا عثمان۔ الیوم یوم بر و وفاء — اے عثمان! یہ اپنی کلید لو۔ آج کا دن نیکی کا اور وعدہ پورا کرنے کا دن ہے۔ (زاد المعاد)

جہالت کے مقابلہ میں صبر اور برد باری

زید بن سعنہ رضؓ مدینہ کے ایک یہودی عالم تھے جو بعد کو مسلمان ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے ان کے چہرہ پر نبوت کی تمام علامتیں پالیں۔ تاہم دو علامت باقی رہ گئی تھی۔ یہ کہ ان پر برد باری غالب رہے گی۔ کسی کا جہالت میں زیادتی کرنا آپ کی برد باری کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ آپؐ آرہے ہیں اور آپؐ کے ساتھ علی بن ابی طالبؓ بھی ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ وہ بظاہر بدوی معلوم ہوتا تھا، اس نے کہا اے خدا کے رسولؐ، میری جماعت فلاں قریہ میں اسلام لا چکی ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ

اگرتم اسلام لاؤ گے تو تم پر رزق کی وسعت ہو جائے گی۔ اب وہاں قحط پڑ گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ لالچ میں اسلام کو چھوڑ نہ دیں جس طرح لالچ میں انھوں نے اس کو اختیار کیا تھا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی طرف کچھ بھیج دیجئے تاکہ ان کی اعانت ہو۔ آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ کی طرف دیکھا۔ انھوں نے کہا: اے خدا کے رسولؐ اس مال میں سے تو کچھ باقی نہیں رہا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ میں نے قریب جا کر کہا "اے محمدؐ! اگر آپ چاہیں تو کھجوروں کے معاوضہ میں مجھ سے رقم لے لیں۔" آپ نے اتفاق فرمایا اور میں نے ۸۰ مثقال سونا آپ کو ادا کیا جو آپ نے سارا کا سارا اس آدمی کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ان کی مدد کرو اور انصاف کے مطابق ان کے درمیان تقسیم کر دو۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ میعاد سے دو تین دن پہلے میں نے پھر آپ کو ایک دیوار کے قریب پالیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے بہت سے اصحاب بھی تھے۔ میں آپ کے پاس پہنچا۔ میں نے آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور سختی کے ساتھ بولا: اے محمدؐ! میرا حق کیوں نہیں ادا کرتے۔ خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں سارے بنو عبدالمطلب ٹال مٹول کرنے والے ہیں۔" عمر رضی اللہ عنہ اس وقت آپ کے ساتھ تھے۔ یہ سن کر سخت غصہ میں آگئے انھوں نے کہا: اے خدا کے دشمن! تم رسول اللہؐ کے لئے وہ کلمات کہہ رہے ہو جو میں سن رہا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر آپؐ کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیرا سر توڑ دیتا۔" تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سکون کے ساتھ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یاعمر، انا وھو کنا احوج الیٰ غیر ھذا، ان تأمرنی بحسن الاداء وتامرہ بحسن التقاضی۔ اذھب بہ یاعمر، فاعطہ حقہ وزدہ عشرین صاعا من تمر مکان مارعتہ	اے عمر! میں اور زید دونوں کسی اور رویہ کے زیادہ مستحق تھے۔ تم مجھ سے بہتر ادائگی کے لئے کہتے اور زید سے بہتر تقاضے کے لئے۔ اے عمر، ان کو لے جاؤ۔ ان کا حق ادا کر دو اور ۲۰ صاع کھجور زیادہ دینا۔ کیوں کہ تم نے ان کو ڈرایا دھمکایا ہے۔

(طبرانی، ابن ماجہ)

غصہ پی جانا ایمان کو بڑھاتا ہے

عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن جرعۃ احب الی اللہ من جرعۃ غیظ یکظمھا عبد۔ ماکظم عبد للہ الاملأ اللہ جوفہ ایمانا (احمد)	اللہ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ یہ ہے کہ بندہ اپنے غصہ کو پی جائے۔ جب کبھی کوئی بندہ اللہ کے لئے غصہ کو پی جاتا ہے تو اللہ اس کے باطن کو ایمان سے بھر دیتا ہے

خوشامد اور تعریف سے کوئی اثر نہ لینا

ابونعیم نے جبیر بن نفیر کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: خدا کی قسم ہم نے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو، حق بات کہنے والا ہو اور منافقین کے اوپر سخت ہو۔ اے امیرالمومنین! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان ہیں۔" عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بھی

مجلس میں موجود تھے۔ انھوں نے یہ سن کر کہا: خدا کی قسم تم لوگوں نے جھوٹ کہا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے زیادہ بہتر کو دیکھا ہے۔" انھوں نے پوچھا: اے عوف وہ کون ہے۔ عوف بن مالک رضنے کہا: "ابوبکرؓ" عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عوف نے سچ کہا اور تم لوگ جھوٹ بولے۔ خدا کی قسم۔ ابوبکر مشک سے زیادہ خوشبودار تھے اور میں اپنے گھر کے اونٹوں سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہوں (واللہ لقد کان ابوبکر اطیب من ریح المسك و انا اضل من بعیر اھلی، ابن کثیر)

منھ پر تعریف کرنا ہلاکت ہے

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضؓ سے نقل کیا ہے۔ ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کی تعریف کرنے لگا آپ نے فرمایا: تھلکنی وتھلك نفسك تو مجھ کو ہلاک کرتا ہے اور خود بھی ہلاک ہوتا ہے (کنز العمال جلد ۲)

تعریف سے غلط فہمی میں نہ پڑنا

ضنبہ بن محصن غنوی تابعی کہتے ہیں۔ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: انت خیر من ابی بکر (آپ ابوبکر رضؓ سے بہتر ہیں) یہ سن کر وہ رودیئے۔ انھوں نے کہا: خدا کی قسم ابوبکر کی ایک رات اور ان کا ایک دن عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے۔ کیا میں تم کو بتاؤں کہ وہ رات اور دن کون سے ہیں۔ میں نے کہا: ہاں اے امیرالمومنین۔ انھوں نے کہا۔ ان کی رات تو وہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے بھاگ کر رات کو نکلے اور ابوبکر ان کے ساتھ تھے۔ ان کا دن وہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور عرب مرتد ہوگئے۔ انھوں نے کہا، ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ میں ابوبکر رضؓ کے پاس آیا اور کہا، اے خلیفہ رسول! ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ انھوں نے جواب دیا: تم زمانۂ جاہلیت میں بہادر تھے، اب تم زمانۂ اسلام میں بزدل ہوگئے۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک ان سے جہاد کروں گا جب تک میرے ہاتھ میں تلوار پکڑنے کی طاقت ہے اگر انھوں نے ایک رسی دینے سے بھی انکار کیا۔" (کنز العمال جلد ۳)

صاحب حق کی سختی کو برداشت کرنا برکت کا باعث ہے

ابن ماجہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے آپ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا جو آپ کے ذمہ تھا۔ اس نے تقاضہ کرتے ہوئے کہا: اگر آپ نے ادا نہ کیا تو میں آپ کے ساتھ سختی کروں گا۔ آپ کے اصحاب نے اس اعرابی کو ڈانٹا اور کہا: تجھ پر افسوس ہے۔ کیا تو جانتا نہیں کہ تو کس سے بات کر رہا ہے۔ اس نے کہا: انی اطلب حقی (میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ھلا مع صاحب الحق کنتم تم لوگ صاحب حق کے ساتھ کیوں نہ ہوئے۔ پھر آپؐ نے خولہ بنت قیس کے پاس آدمی بھیج کر کہلایا کہ اگر تمھارے پاس کھجوریں ہوں تو ہم کو ادھار دے دو۔ ہمارے پاس کھجوریں آئیں گی تو ہم ادا کر دیں گے۔ چنانچہ ان سے کھجوریں لے کر اعرابی کو دیں اور اس کو کھانا بھی کھلایا۔ اعرابی نے کہا: آپ نے وفا کی، اللہ بھی آپ کے ساتھ وفا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو حق کو خندہ

پیشانی سے ادا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا:

لاقدس اللہ امۃ لایاخذ ضعیفھا حقہ من شدید ھا ولا یتعتعہ (الترغیب والترہیب)

اللہ اس امت کو بابرکت نہیں کرتا جس میں اس کا کمزور اس کے قوی سے اپنا حق بلا زحمت نہ لے سکے۔

تعریف سے خود پسندی کے بجائے تواضع پیدا ہونا

ابونعیم نے نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضؓ کے سامنے ان کی تعریف کرنے لگا اور کہا: یا خیر الناس، یا ابن خیر الناس (اے لوگوں میں بہتر، اے لوگوں میں بہتر کے بیٹے) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما انا بخیر الناس ولا ابن خیر الناس۔ ولکنی عبد من عباد اللہ ارجو اللہ تعالیٰ واخافہ۔ واللہ لن تزالوا بالرجل حتی تھلکوہ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱)

میں لوگوں میں بہتر نہیں ہوں نہ لوگوں میں بہتر کا بیٹا ہوں۔ بلکہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔ اللہ سے امید لگائے ہوئے ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں۔ خدا کی قسم تم آدمی کی تعریف کر کر کے اس کو ہلاک کر دو گے۔

اس معاشرہ میں کوئی بھلائی نہیں جہاں نصیحت کو برا مانا جائے

ابن عساکر نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: تمھارا آج کا معروف گزرے ہوئے زمانہ کا منکر ہے۔ اور تمھارا آج کا منکر آنے والے زمانہ کا معروف ہوگا۔ بے شک تم لوگ اس وقت تک حق پر رہوگے جب تک تم منکر کو پہچانتے رہوگے اور معروف کا انکار نہ کروگے۔ اور جب تک تمھارا یہ حال رہے گا کہ تمھارا عالم کھڑا ہو کر تم کو نصیحت کرے گا اور اس کو ہلکا نہ سمجھا جائے گا۔ (وما قام عالمکم بتیکلم بینکم غیر مستخف، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

حکمراں سے ٹکرانے کے بجائے اپنے دائرہ میں کام کرنا

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ابو ذر! جب ایسا ہوگا کہ تمھارے امیر عام لوگوں سے زیادہ حصہ لیں گے، اس وقت تم کیا کروگے۔ حضرت ابو ذر رضؓ نے جواب دیا: اے خدا کے رسولؐ میں تلوار سے کام لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم تلوار سے کام لینے کے بجائے صبر سے کام لینا۔ یہاں تک کہ تم (آخرت میں) میرے پاس آجاؤ۔" حضرت ابو ذر رضؓ اگرچہ حق گوئی سے کبھی نہ رکے مگر انھوں نے حاکم وقت کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلے گئے۔

نصیحت کی بات کہنے میں کسی کا خوف نہ کرو

تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ نہ کسی بات کو دیکھے جس کے متعلق اس کا فرض ہو کہ وہ امر حق کو ظاہر کرے، مگر اپنی کمزوری کے خیال سے وہ چپ رہے۔ قیامت میں جب وہ خدا کے سامنے حاضر ہوگا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوگا، خدا اس سے پوچھے گا: تو نے سچائی کی بات کیوں نہ کہی۔ وہ کہے گا کہ پروردگار لوگوں کے ڈر سے۔ خدا فرمائے گا: کیا خدا تیرے سامنے نہ تھا جس سے تو ڈرتا۔ (ابن ماجہ)

اپنے کو تول لو اس سے پہلے کہ تمھیں تولا جائے

حضرت ثابت بن حجاج کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے کہا: اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تمھیں تولا جائے۔ اپنا حساب کر لو قبل اس کے کہ تمھارا حساب کیا جائے کیونکہ کل کے حساب کے مقابلہ میں آج اپنا حساب کر لینا زیادہ آسان ہے اور بڑی پیشی کے لئے اپنے کو تیار کر لو (زنوا انفسکم قبل ان توزنوا وحاسبوها قبل ان تحاسبوا فانه اهون علیکم فی الحساب غداً ان تحاسبوا انفسکم وتزینوا للعرض الاکبر، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد ۱)

ایک نے مار کھائی، دوسرا بچ گیا

سالم بن ابی جعد کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء کے سامنے سے دو بیل گزرے جو ایک گاڑی میں جتے ہوئے تھے۔ ایک ان میں سے کام پر لگا رہا اور دوسرا رک گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوالدرداء نے کہا: اس میں بھی عبرت ہے۔ یعنی رکنے والے نے ڈنڈا کھایا اور دوسرا بچ گیا (مَرَّ ثوران علی ابی الدرداء وهما یعملان فقام احدهما ووقف الآخر فقال ابوالدرداء: ان فی هذا لمعتبرا، صفوة الصفوة جلد ۱)

سوچنا اور عبرت پکڑنا سب سے بڑا عمل ہے

حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام الدرداء سے پوچھا کہ حضرت ابوالدرداء کا اکثر عمل کیا ہوتا تھا۔ انھوں نے جواب دیا: سوچنا اور عبرت پکڑنا (قیل لام الدرداء ما کان اکثر عمل ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قالت التفکر والاعتبار، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد ۱)

صحابہ کرام کی عبادت خدا اور آخرت میں غور کرنا تھا

حضرت محمد بن واسع کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر کی وفات کے بعد ایک شخص بصرہ سے سوار ہو کر مدینہ آیا اور ان کی اہلیہ ام ذر سے ملا تاکہ حضرت ابوذر کی عبادت کے بارے میں معلوم کرے۔ ام ذر نے کہا: وہ سارے دن تنہا غور و فکر کرتے رہتے تھے (ان رجلاً من البصرة رکب الی ام ذر رضی اللہ عنها بعد وفاة ابی ذر رضی اللہ عنہ یسألها عن عبادة ابی ذر فاتاها فقال: جئتك لتخبرینی عن عبادة ابی ذر رضی اللہ عنہ قالت: کان النهار اجمع خالیا یتفکر، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم جلد ۱)

ہر چیز میں عبرت اور نصیحت ہے

حضرت دارانی نے کہا کہ میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو جس چیز پر بھی میری نگاہ پڑتی ہے مجھے اس میں خدا کی کوئی نعمت نظر آتی ہے اور میرے لئے کوئی عبرت ہوتی ہے (قال الدارانی: انی لاخرج من منزلی فما یقع بصری علی شیئ الا رأیت للہ علی فیه نعمه ولی فیه عبرة، تفسیر ابن کثیر)

مومن کیسا انسان ہوتا ہے

فی صحیح ابن حبان عن ابی ذرؓ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان فی صحف ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام: وعلی العاقل مالم یکن مغلوبا علی عقلہ ان تکون لہ ساعات ساعۃ یناجی فیہا ربہ وساعۃ یحاسب فیہا نفسہ وساعۃ یتفکر فیہا فی صنع اللہ تعالیٰ۔ وساعۃ یخلو فیہا لحاجتہ من المطعم والمشرب۔ وعلی العاقل ان لا یکون ظاعنا الا لثلاث: تزود لمعاد اوحرفۃ لمعاش اولذۃ فی غیر محرّم۔ وعلی العاقل ان یکون بصیرا بزمانہ مقبلا علی شانہ حافظاً للسانہ ومن حسب کلامہ من عملہ قلّ کلامہ الا فیما یعنیہ۔

صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم کے صحیفہ میں تھا:

اور عقلمند پر لازم ہے جب تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو جائے کہ اس کے لئے کچھ گھڑیاں ہوں۔ وہ گھڑی جب کہ وہ اپنے رب سے باتیں کرے۔ وہ گھڑی جب کہ وہ اپنا احتساب کرے۔ وہ گھڑی جب کہ وہ خدا کی کاریگری میں غور کرے۔ اور وہ گھڑی جب کہ وہ اپنی کھانے پینے کی ضرورت کے لئے الگ ہو۔ اور عقلمند پر لازم ہے کہ وہ نہ چلے مگر تین چیزوں کے لئے۔ آخرت کا سامان حاصل کرنے کے لئے۔ یا ضروری معاش کمانے کے لئے۔ یا اس لذت کے لئے جو اس کے لئے حرام نہیں کی گئی۔ اور عقلمند پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانہ کو دیکھنے والا ہو۔ وہ اپنے معاملہ کی طرف متوجہ رہنے والا ہو۔ وہ اپنی زبان کا نگراں ہو۔ اور اس کے عمل میں سے اتنا کلام کافی ہے کہ وہ بہت کم بولے الّا یہ کہ اس کا کوئی فائدہ ہو۔

عبادت

اللہ کی عبادت کرنا اور بندوں کو اپنی ایذا سے بچانا

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال سألتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ یا رسولَ اللہ ایُّ الاعمالِ افضلُ قالَ الصلاۃُ علیٰ میقاتِہا قلت ثم ماذا یا رسولَ اللہ۔ قال اَن یَسلَمَ الناسُ مِن لسانکَ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے خدا کے رسول کون سا کام افضل ہے۔ آپ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے پوچھا اے خدا کے رسول اس کے بعد کون سا کام افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ لوگ تمھاری زبان سے محفوظ رہیں۔

اللہ کو پہچاننا سب سے بڑی عبادت ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے (ای الاعمال افضل) آپ نے فرمایا: اللہ عز وجل کی معرفت (العلم باللہ عز وجل) آدمی نے دوبارہ پوچھا اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ عز وجل کی معرفت۔ آدمی نے کہا: اے خدا کے رسول! میں آپ سے عمل کی بابت پوچھتا ہوں اور آپ علم کی بابت جواب دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ان قلیل العمل ینفع مع العلم وان کثیر العمل لا ینفع مع الجہل جامع بیان العلم وفضلہ جزء اول صفحہ ۴۳

علم کے ساتھ تھوڑا عمل زیادہ نفع دیتا ہے۔ جہل کے ساتھ زیادہ عمل بھی نفع نہیں دیتا۔

دین میں اصل اہمیت کی چیز کردار ہے

طبرانی نے عبد الرحمٰن بن حارث بن ابی مرداس سلمی رضؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے وضو کا پانی منگایا، اس میں ہاتھ ڈالے اور وضو کیا۔ ہم نے اس پانی کو لیا اور اس کو پی گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس فعل پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا۔ ہم نے کہا: اللہ اور رسول کی محبت۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تم اللہ اور رسول کے محبوب ہو تو تم یہ کرو کہ جب تم کو امانت سونپی جائے تو اس کو ادا کرو۔ جب بات کرو تو سچ بولو اور جو لوگ تمھارے پڑوس میں ہیں ان کے لئے اچھے پڑوسی ثابت ہو (فان احببتم ان یحبکم اللہ ورسولہٗ فادوا اذا ائتمنتم واصدقوا اذا حدثتم واحسنوا جوار من جاورکم)

شعوری عبادت مطلوب ہے نہ کہ بے روح عملیات

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیکون من اہل الصلاۃ والصوم والزکاۃ والحج والعمرۃ حتی ذکر سہام الخیر کلہا وما یجزیٰ یوم القیامۃ الا بقدر عقلہ (احمد)

ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی نماز، روزہ، زکاۃ، حج، عمرہ کے عمل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے تمام اعمال خیر کا ذکر کیا پھر فرمایا: مگر قیامت کے دن وہ صرف اپنی عقل کے بقدر بدلہ پائے گا۔

سب سے افضل عمل یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل میں سمائی ہوئی ہو

ابونعیم (حلیۃ الاولیاء جلد ۱) نے سالم بن ابی جعد سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ

ابوسعد بن منبہ نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں۔ انھوں نے کہا: بے شک یہ ایک بڑی بات ہے کہ آدمی اپنے مال سے سو غلاموں کو آزاد کرے۔ اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو ایسی چیز بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ افضل ہے۔ پھر انھوں نے کہا: وہ ایمان جو رات دن لپٹا ہوا ہو اور تمھاری زبان کا ہمیشہ اللہ کی یاد سے تر رہنا (ایمان ملزوم باللیل والنہار ولا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ عز وجل، ترغیب و ترہیب جلد ۳ صفحہ ۵۵)

ذکر ہر وقت کی نماز ہے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لا یزال الفقیہ یصلی۔ قالوا وکیف یصلی۔ قال: ذکر اللہ تعالیٰ علی قلبہ ولسانہ جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول، ۵۳

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عالم آدمی ہر وقت نماز میں رہتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے ہر وقت نماز میں رہتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: اللہ کی یاد اس کے دل پر اور اس کی زبان پر

نماز ادا کرنے والا اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اے سلمان! اللہ سے ڈرو۔ جان لو کہ جلد ہی فتوحات ہوں گی۔ اس میں سے تمھارا حصہ وہی ہے جو تم اپنے پیٹ میں رکھ لو یا اپنے جسم پر ڈال لو۔ اور جان لو کہ جس نے پانچوں نمازیں ادا کیں وہ اللہ کی ذمہ داری میں صبح کرتا ہے اور اللہ کی ذمہ داری میں شام کرتا ہے۔ اور تم کسی اللہ کے بندے کو قتل نہ کرنا ورنہ اللہ اپنی ذمہ داری کو توڑ دے گا اور اللہ تم کو منھ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

مسلمان کی حاجت پوری کرنا بہت بڑی عبادت ہے

طبرانی اور بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ وہ مدینہ کی مسجد نبوی میں معتکف تھے۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ عبد اللہ بن عباس رض نے کہا: اے فلاں! تم مجھ کو افسردہ اور غمگین دکھائی دیتے ہو۔ اس نے کہا، ہاں اے رسول اللہ کے چچا زاد بھائی۔ میرے اوپر فلاں شخص کا حق ہے اور اس صاحب قبر کی عزت کی قسم، میں اس کی ادائگی پر قادر نہیں۔ عبد اللہ بن عباس رض نے کہا: کیا میں تمھارے بارے میں اس سے بات کر دوں۔ آدمی نے کہا ہاں اگر آپ پسند کریں۔ اس کے بعد عبد اللہ بن عباس رض نے اپنے جوتے پہنے اور مسجد سے نکل کر روانہ ہوئے۔ آدمی نے کہا: شاید آپ بھول گئے کہ آپ حالت اعتکاف میں ہیں۔ عبد اللہ بن عباس رض نے کہا نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (اور یہ کہتے ہوئے عبد اللہ بن عباس رض کی آنکھوں میں آنسو آگئے) کہ:

من مشی فی حاجۃ اخیہ وبلغ فیھا کان خیرا لہ من اعتکاف عشر سنین (الترغیب والترہیب جلد ۲)

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کے لئے چلا اور اس میں کوشش کی تو یہ اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

مفلس وہ ہے جو آخرت میں مفلس ٹھہرے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کہا: کیا تم

جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ لوگوں نے کہا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ کوئی پونجی۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ کے ساتھ آئے۔ مگر وہ اس حال میں آئے کہ اس نے کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے۔ تو اس کی کچھ نیکیاں اِس کو، کچھ نیکیاں اُس کو دے دی جائیں گی۔ اور جب اس کی تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور ادائگی باقی رہے گی تو دوسروں کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اس کو آگ میں جھونک دیا جائے گا (مسلم)

مشکل وقتوں میں نماز کی طرف دوڑنا

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ غزوۂ خندق میں ہماری تعداد تقریباً تین سو تھی۔ یہ ایک نہایت سخت رات تھی۔ اوپر کی جانب ابوسفیان اور ان کی فوج تھی۔ نیچے کی جانب بنو قریظہ تھے جن کی طرف سے ہم اپنے بال بچوں کو بالکل غیر محفوظ سمجھتے تھے۔ بے حد شدید سردی تھی۔ اس کے بعد تیز ہوا چلنے لگی جس میں کڑک چمک تھی۔ پتھر اڑ کر گر رہے تھے۔ اندھیرے کا یہ عالم تھا کہ کوئی چیز سجھائی نہ دیتی تھی۔ ایسے حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ خندق کے پار مشرکین کے پڑاؤ کی طرف جاؤ اور ان کی خبر لاؤ (کہ وہ واپس جانے کی باتیں کر رہے ہیں یا ابھی جمے ہوئے ہیں) میں لوگوں میں سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا اور سردی بھی مجھ کو بہت لگتی تھی (انا من اشد الناس فزعا واشدهم قرا) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پا کر اٹھا۔ آپ نے میرے لئے حفاظت کی دعا فرمائی۔ میں اپنے مشن پر روانہ ہوا۔ اور ابوسفیان کی فوج میں گھوم پھر کر خبر لایا۔ وہ لوگ الرحیل الرحیل (واپس چلو واپس چلو) کہہ رہے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ چادر اوڑھے ہوئے نماز میں مشغول تھے:

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر صلی (البدایہ والنہایہ جلد ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ کوئی سخت معاملہ پیش آتا تو آپ نماز پڑھتے۔

قرآن سے اپنے دلوں کو حرکت دو

شعبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو حمزہ نے بیان کیا۔ انھوں نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے کہا کہ میں تیز پڑھنے والا آدمی ہوں۔ بعض اوقات ایک ہی رات میں ایک بار یا دو بار پورا قرآن پڑھ لیتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے جواب دیا: ایک سورہ پڑھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو تم کرتے ہو۔ اگر تم کو پڑھنا ہے تو اس طرح پڑھو کہ تمھارے کان اس کو سنیں اور تمھارا دل اس کو لے سکے۔ پھر انھوں نے کہا: قرآن اس طرح پڑھو کہ اس کے عجائب پر ٹھیرو اور اس سے دلوں کو حرکت دو۔ تمھاری کوشش یہ نہ ہو کہ بس کسی طرح آخر سورہ تک پہنچ جاؤ (فاقرأ قرأۃ تسمع اذنیك ویعیه قلبك، وقفوا عند عجائبه وحركوا به القلوب ولا یكن هم احدكم اخر السورة)

نماز آدمی کو اللہ کی حفاظت میں رکھتی ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت منقول ہے۔ اس کا ایک جزء یہ ہے: لَا تَتْرُكَنَّ صلاةً مكتوبةً فَإِنَّ مَنْ ترك صلاةً مكتوبةً متعمِّداً فقد بَرِئَتْ منه ذِمَّةُ الله (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی) تم ہرگز

کوئی فرض نماز نہ چھوڑنا۔ کیوں کہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے تو وہ اللہ کی حفاظت سے نکل جاتا ہے۔

نماز جمعہ کا مقصد اللہ کی قربت حاصل کرنا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مصعب بن عُمیر رضؓ کو اجتماعی عبادت قائم کرنے کی بابت تحریری ہدایت روانہ فرمائی تھی۔ دار قطنی کی روایت کے مطابق اس کا ایک فقرہ یہ تھا: فاذا مال النهار عن شطره عند الزوال من يوم الجمعة فتقربوا الى الله تعالى بركعتين (جمعہ کے دن جب سورج نصف النہار سے ڈھل جائے تو دو رکعت نماز کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی حاصل کرو)

دنیا طلبی خدا سے دور کرتی ہے

دنیا طلب علمار کی بابت ایک حدیث قدسی میں آیا ہے: ان ادنى ما انا صانع بهم ان انزع حلاوة المناجاة من قلوبهم (جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول، صفحہ ۱۹۳) سب سے ادنیٰ بات جو میں ان کے ساتھ کرنے والا ہوں وہ یہ کہ دعا کی مٹھاس کو ان کے دلوں سے چھین لوں۔

ان کی عبادت تھی سوچنا اور عبرت پکڑنا

ابوالدر دار رضی اللہ عنہ کے سامنے سے دو بیل گزرے۔ دونوں پر بوجھ لدا ہوا تھا۔ ایک کھڑا رہا، دوسرا بیٹھ گیا۔ اس کو دیکھ کر ابو درداء رضؓ نے کہا: اس میں بھی عبرت ہے (ان فی هذا المعتبرا، صفة الصفوة، جلد ا صفحہ ۲۵۸) عون بن عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ میں نے ام الدرداء سے پوچھا کہ ابوالدرداء کا سب سے افضل عمل کیا ہوتا تھا۔ انھوں نے جواب دیا تفکر اور عبرت (التفكر والاعتبار، ابونعیم فی الحلیة) محمد بن واسع کہتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بصرہ سے ایک شخص آیا اور ام ذر سے ملا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت ابوذر کی عبادت کا حال بتایئے۔ ان کی اہلیہ نے جواب دیا وہ اکثر سارے دن تنہا بیٹھے ہوئے غور و فکر کرتے رہتے تھے (كان اجمع النهار خاليا يتفكر، ابونعیم)

خشوع ظاہری آداب کا نام نہیں

حضرت عائشہ رضؓ نے ایک بزرگ کو دیکھا۔ وہ بہت مضمحل حالت میں چل رہے تھے۔ آپ نے پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ جواب دیا گیا یہ قراء میں سے ہیں (یعنی قرآن پڑھنے پڑھانے والے اور تعلیم و عبادت میں مشغول رہنے والے ہیں) یہ سن کر حضرت عائشہ رضؓ نے کہا: "عمر سید القراء تھے۔ مگر ان کا یہ حال تھا کہ جب چلتے تو زور سے چلتے۔ جب بولتے تو قوت کے ساتھ بولتے اور جب پیٹتے تو خوب پیٹتے۔"

جائز چیزوں سے روزہ رکھ کر ناجائز چیزوں سے افطار کرنا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ دو عورتوں نے روزہ رکھا اور دونوں ساتھ بیٹھ کر دوسروں کی غیبت و شکایت کرتی رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بابت معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

انهما لم يصوما۔ وكيف صام من ظل هذا اليوم يأكل لحوم الناس (ابوداؤد، بیہقی)

ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ اس کا روزہ کیسے ہو گیا جو روزہ رکھ کر لوگوں کے گوشت کھاتا رہا۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ان هاتین صامتا عما احل الله لهما وافطرتا علیٰ ما حرم الله علیهما۔ جلست احداهما الی الاخری فجعلتا تاکلان من لحوم الناس (ترغیب وترہیب جلد ۳)

ان دونوں عورتوں نے اس چیز سے روزہ رکھا جو اللہ نے ان کے لئے حلال کیا تھا اور پھر دونوں نے اس چیز سے افطار کرلیا جو اللہ نے دونوں کے لئے حرام کیا تھا۔ ایک ان میں سے دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں لوگوں کے گوشت کھاتی رہیں۔

نماز کے بعد کچھ دیر نماز کی کیفیت طاری رہنا چاہئے

ابو رمثہ رضؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے نماز پوری کرکے سلام پھیرا۔ ایک شخص جو شروع سے نماز میں شریک تھا۔ فوراً سنت پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ عمر فاروق رضؓ کود کر اس شخص کے پاس پہنچے اس کے مونڈھوں کو پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا کہ بیٹھو "اہل کتاب اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں فصل نہیں ہوتا تھا" (یعنی ایک نماز ختم کرکے فوراً دوسری نماز شروع کردیتے تھے)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اوپر اٹھائی اور فرمایا: ابن خطاب! اللہ نے تمھارے ذریعہ سے حق وثواب تک پہنچایا (ابوداؤد)

خدا کو سنانے کے لئے بلند آواز کی ضرورت نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوال کیا: اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديه ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ اس سے ہم سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اس کو پکاریں۔ اس کے جواب میں قرآن میں آیت اتری: جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو ان کو بتادو کہ میں ان سے قریب ہوں۔ پکارنے والا جب مجھ کو پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں" (بقرہ - ۱۸۶) صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری سے منقول ہے:

رفع الناس اصواتهم بالدعاء فی بعض الاسفار، فقال لهم النبی صلی الله علیه وسلم یا ایها الناس اربعوا علیٰ انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا ان الذی تدعونه سمیع قریب، اقرب الی احدکم من عنق راحلته

ایک سفر میں دعا کے موقع پر لوگوں نے اپنی آوازیں بلند کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنے اوپر نرمی کرو کیوں کہ تم کسی بہرے یا غیر حاضر کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم جس کو پکار رہے ہو وہ سننے والا قریب ہے۔ وہ تمھاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔

دین بے فائدہ ہے اگر اس کا مقصد دنیا حاصل کرنا ہو۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مَن تعلَّمَ علماً مِمَّا یُبتَغیٰ بِهٖ وَجْهُ اللهِ عزوجلّ لا یَتَعَلَّمُهٗ اِلّا لِیُصِیبَ به عرضاً من الدنیا لم یَجِدْ عَرْفَ الجنةِ یوم القیامة (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ علم جس سے اللہ کی رضا چاہی جاتی ہے اس کو جس شخص نے دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

اصل عبادت اللہ کے آگے عاجزی کرنا ہے

عبداللہ بن جدعان زمانۂ جاہلیت کے عربوں میں بڑا فیاض اور مہمان نواز آدمی تھا۔ وہ رشتہ میں حضرت عائشہ کا چچازاد بھائی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مر گیا۔ حضرت عائشہ نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے خدا کے رسول، عبداللہ بن جدعان لوگوں کی بہت خدمت کرتا تھا اور لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا۔ کیا قیامت کے دن ابن جدعان کا یہ عمل اس کو نفع دے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ کیوں کہ اس نے کبھی یہ نہ کہا کہ رب اغفر لی خطیئتی یوم الدین (میرے رب، بدلہ کے دن میری خطاؤں کو معاف کر دے، مسلم)

خدا کو بندے کی عاجزانہ پکار پسند ہے

بندہ جب اپنے رب کو پکارتا ہے اور وہ اس کو محبوب ہوتا ہے تو وہ فرماتا ہے: اے جبریل، میرے بندے کی حاجت پوری کرنے میں جلدی نہ کر۔ مجھے محبوب ہے کہ میں اس کی آواز کو سنوں (جاء فی الآثار ان العبد اذا دعا ربہ وھو یحبہ قال: یا جبریل لا تعجل بقضاء حاجۃ عبدی فانی احب ان اسمع صوتہ ابن رجب حنبلی، جامع العلوم والحکم، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، قاہرہ ۱۹۶۲، صفحہ ۳۴۲)

محتاط زندگی کیسی ہوتی ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: جس معاملہ میں ہدایت ظاہر ہو اس کی پیروی کرو۔ جس معاملہ کا نقصان ظاہر ہو اس سے بچو۔ جو معاملہ مشتبہ نظر آئے اس کو اللہ کے حوالے کر دو (امر استبان رشدہ فاتبعہ وامر استبان ضرہ فاجتنبہ وامر اشکل امرہ علیک فردہ الی اللہ)

اچھائی کا ذکر کرنا اور برائی کو چھپانا

ابوہردن کہتے ہیں کہ میں ابوحازم کے پاس گیا اور ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، دونوں آنکھوں کا شکر کیا ہے۔ انھوں نے کہا: جب تم اپنی آنکھوں سے اچھائی دیکھو تو اس کا تذکرہ کرو، اور جب تم اپنی آنکھوں سے برائی دیکھو تو اس کو چھپاؤ۔ پھر میں نے پوچھا کہ دونوں کانوں کا شکر کیا ہے۔ انھوں نے کہا: —— جب تم اپنے کانوں سے اچھائی سنو تو اس کو یاد کر لو اور جب تم اپنے کانوں سے برائی سنو تو اس کو بھلا دو (قال ابوھردن، دخلت علیٰ ابی حازم فقلت لہ: یرحمک اللہ ماشکر العینین۔ قال اذا رأیت بھما خیرا ذکرتہ واذا رأیت بھما شرا سترتہ۔ قلت فما شکر الاذنین۔ قال اذا سمعت بھما خیراً حفظتہ واذا سمعت بھما شرا انسیتہ)

تین باتیں جو ہر چیز کی جامع ہیں

عن اُمِّ انسٍ رضی اللہ عنھا اَنَّھا قالتْ یا رسولَ اللہِ اَوصِنی۔ قال: اُھجُرِی المعاصِیَ فَاِنھا افضلُ الھجرۃِ۔ وحافظی علی الفرائض فانھا

ام انس رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ انھوں نے کہا اے خدا کے رسول مجھے وصیت کیجیے۔ آپ نے فرمایا: گناہوں کو چھوڑ دو، یہ سب سے بڑی ہجرت ہے۔ فرائض کی نگہداشت

افضلُ الجہادِ واکثری من ذکراللّٰہِ فانکِ لا تاتِینَ اللّٰہَ بشیئٍ احبَّ الیہِ من کثرۃِ ذکرِاللّٰہ (ترغیب وترہیب بحوالہ طبرانی)

کرو، یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو۔ کیونکہ تم اللہ کے پاس اس کی سب سے محبوب چیز جو لے جاسکتی ہو وہ اس کی یاد ہے۔

علم وہی ہے جو اللہ سے ڈر پیدا کرے

جبیر بن نفیر نے عوف بن مالک اشجعی کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا جس کا نام زیاد بن لبید تھا۔ اے خدا کے رسول کیا ہم سے علم اٹھا لیا جائے گا۔ حالانکہ ہمارے درمیان خدا کی کتاب ہے اور ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم کو مدینہ کا سب سے زیادہ سمجھ دار آدمی جانتا تھا۔ کیا تم یہود کی گمراہی کو نہیں دیکھتے۔ حالاں کہ ان کے درمیان خدا کی کتاب موجود ہے۔ اس کے بعد جبیر بن نفیر کی ملاقات شداد بن اوس سے ہوئی۔ انھوں نے ان کو یہ حدیث سنائی۔ شداد بن اوس نے کہا۔ جانتے ہو علم کا اٹھ جانا کیا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ شداد نے کہا، اس کے برتن کا چلا جانا۔ (ذھاب اوعیتہ) اس کے بعد شداد نے کہا:

ھل تدری ای العلم یرفع قال قلت لا ادری قال الخشوع حتی لایری خاشعا (ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول، صفحہ ۱۵۳)

کیا تم جانتے ہو کون سا علم اٹھا لیا جائے گا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا: خشوع اٹھا لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ تم کوئی خاشع نہ دیکھو گے۔

بے راہ ہو جانے کا خطرہ ہر ایک کے لئے ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعمل ھذہ الامۃ برھۃ بکتاب اللّٰہ، ثم تعمل برھۃ بسنۃ رسول اللّٰہ، ثم تعمل بعد ذلک بالرای، فاذا عملوا بالرای ضلوا (جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ۱۳۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ امت ایک عرصہ تک کتاب اللہ پر عمل کرے گی۔ پھر ایک عرصہ تک اللہ کے رسول کی سنت پر عمل کرے گی۔ اس کے بعد وہ رائے پر عمل کرے گی۔ اور جب وہ رائے پر عمل کرے گی تو وہ گمراہ ہو جائے گی۔

بزرگ پرستی دھیرے دھیرے بت پرستی بن جاتی ہے

سورہ نوح میں قدیم زمانہ کے کئی بتوں کا ذکر ہے —— ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ اس سلسلے میں مفسر ابن جریر طبری نے محمد بن قیس کے واسطہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ بتوں کے یہ نام دراصل ان قوموں کے بزرگوں کے نام پر ہیں۔ یہ اللہ کے نیک بندے تھے جو حضرت آدم؈ اور حضرت نوح؈ کے درمیانی زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے بہت سے معتقدین تھے جو ان کی پیروی کرتے تھے، جب ان صالحین کا انتقال ہو گیا تو ان کے معتقدین نے کہا: اگر ہم ان کی مورت بنالیں تو اس سے ہمارے شوق عبادت میں اضافہ ہو گا۔ چنانچہ انھوں نے ان صالحین

کی مورتیں بنائیں۔ اس کے بعد جب دوسری نسل آئی تو اس کو شیطان نے مزید سکھایا کہ ان کے آباد اجداد ان مورتوں کے پاس جو عبادت کرتے تھے وہ خود انھیں بزرگوں کی عبادت ہوتی تھی جن کی یہ مورتیں ہیں اور یہی بزرگ ہیں جو بارش برساتے ہیں اور سارے کام بناتے ہیں۔ اس طرح ان میں باقاعدہ بت پرستی شروع ہوگئی (ابن کثیر، تفسیر سورہ نوح)

خدا کے قانون میں کسی کے لئے رعایت نہیں

سورہ مائدہ میں بنی اسرائیل کے تذکرہ کے تحت ارشاد ہوا ہے کہ ان میں سے جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں، وہ ظالم ہیں، وہ فاسق ہیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ سورہ مائدہ کی یہ یہ تینوں آیتیں بنی اسرائیل کے حق میں اتری ہیں، وہ ہمارے اوپر چسپاں نہیں ہوتیں۔ یعنی یہودیوں میں سے جو شخص خدا کے اتارے ہوئے حکم سے انحراف کرے وہ کافر اور ظالم اور فاسق ہے نہ کہ ہم۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی اسرائیل تمھارے کتنے اچھے بھائی ہیں کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لئے ہے اور میٹھا میٹھا سب تمھارے لئے۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم تم انھیں کے طریقہ پر قدم بقدم چلو گے (نعم الاخوة لکم بنو اسرائیل ان کانت لھم کل مُرّة ولکم کل حلوة کلا واللہ لتسلکن طریقھم قدر الشراک)

جب جنت والے جنت میں جانے سے روک دئے جائیں گے

امام بخاری نے اپنی کتاب الادب المفرد (باب المعانقہ) میں نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے ایک صحابی کے بارے میں یہ بات پہنچی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے۔ میں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر کجاوہ باندھا اور اس کے بعد اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ میں ایک مہینہ تک سفر کرتا رہا۔ اس کے بعد میں شام پہنچا اور وہاں عبداللہ بن انیسؓ کے گھر پر حاضر ہوا۔ میں نے دربان سے کہا: صاحب خانہ سے کہو کہ جابر دروازہ پر ہے۔ انھوں نے کہا کیا عبداللہ کے لڑکے جابر۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر عبداللہ بن انیس نکلے اور مجھ کو گلے سے لگایا۔ میں نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ میں مرجاؤں قبل اس کے کہ میں اس کو سنوں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن لوگ اس حال میں جمع ہوں گے کہ ننگے، غیر مختون اور بے سر و سامان ہوں گے۔ اللہ ان کو آواز دے گا جس کو دور والے بھی اسی طرح سنیں گے جس طرح قریب والے سنیں گے۔ اللہ فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں انصاف کرنے والا ہوں۔ کوئی جنت والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اگر اس نے کسی دوزخ والے پر ظلم کیا ہو جس کا وہ بدلہ چاہتا ہو۔ اور کوئی دوزخ والا دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا اگر اس نے کسی دوزخ والے پر ظلم کیا ہو اور وہ اس کا بدلہ چاہتا ہو۔ میں نے پوچھا ایسا کیوں کر ہوگا جب کہ ہم کو اللہ ننگے اور بے سر و سامان اٹھائے گا۔ جواب دیا: بالحسنات والسیئات۔ یعنی بھلائیوں اور برائیوں کے ذریعہ بدلا ادا کیا جائے گا۔

عمل وہی ہے جس میں دنیوی فائدہ اور شہرت کی طلب نہ ہو

ابو داؤد اور نسائی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے :

قال جاء رجل الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ارأیت رجلا غزا یلتمس الاجر والذکر ماله فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا شیٔ له فاعادها ثلاث مرات - یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا شیٔ له - ثم قال ان اللّٰہ لا یقبل من العمل الا ما کان خالصا وابتغی به وجهه

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ایک شخص جہاد کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ دنیوی فائدہ اور شہرت چاہتا ہے ، اس کے لئے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ یہی سوال اس نے تین بار کیا اور ہر بار آپ نے یہی فرمایا کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے اور اس کی رضا کے لئے ہو

امید اور خوف کے درمیان

ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

لو نادی مناد من السماء یا ایها الناس انکم داخلون الجنة کلکم الا رجلا واحدا لخفت ان اکون انا هو - ولو نادی مناد ایها الناس انکم داخلون النار الا رجلا واحدا لرجوت ان اکون انا هو

(حلیۃ الاولیاء، جلد اول)

اگر آسمان سے کوئی پکارنے والا پکارے کہ اے لوگو تم سب کے سب جنت میں جاؤ گے سوا ایک آدمی کے، تو مجھے ڈر ہو گا کہ میں ہی وہ آدمی ہوں ۔ اور اگر پکارنے والا پکارے کہ اے لوگو تم سب کے سب جہنم میں جاؤ گے سوا ایک آدمی کے، تو مجھے امید ہو گی کہ میں ہی وہ آدمی ہوں۔

لوگوں کو معاف کر دینا بھی صدقہ ہے

ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز لوگوں کو ابھارا کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے صدقہ دیں۔ لوگ اپنی وسعت کے مطابق لے آئے۔ آپ کے اصحاب میں ایک علبہ بن زید بن حارثہ انصاری رضؓ تھے۔ ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ رات کو اٹھے۔ نماز پڑھی اور رو کر اللہ تعالیٰ سے کہا :

اللّٰھم انه لیس عندی ما اتصدق به - اللّٰھم انی اتصدق بعرضی علی من ناله من خلقك

خدایا! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو صدقہ کر دوں ۔ خدایا! آپ کے بندوں میں سے جس کسی نے میری عزت لی ہو تو میں اس عزت کو صدقہ کرتا ہوں (معاف کرتا ہوں)

صبح کو لوگ جمع ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: این المتصدق هذه اللیلة (آج کی رات صدقہ کرنے والا کہاں ہے) مگر کوئی نہ اٹھا۔ آپ نے دوبارہ یہی سوال کیا، مگر کوئی نہ اٹھا۔ تیسری بار سوال کرنے کے بعد علبہ بن زید رضؓ اٹھے۔ آپ نے فرمایا:

ابشر، فوالذی نفسی بیده لقد کتبت فی الزکاۃ

تم کو خوش خبری ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری

جان ہے، تمہارا عمل قبول کئے ہوئے صدقہ میں لکھ لیا گیا۔ المتقبلۃ (البدایہ والنہایہ جلد ۵)

اللہ کو وہ بندہ پسند ہے جو اپنے آپ کو فتنوں سے دور رکھے

عمر بن سعد رضؓ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی باہمی جنگ کے زمانے میں ان کے لڑکے عامر نے ان سے کہا: اے میرے باپ! لوگ لڑ رہے ہیں اور آپ گھر پر بیٹھے ہیں۔ انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! کیا تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں فتنہ کا سردار بن جاؤں۔ خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔ جب تک مجھے ایسی تلوار نہ مل جائے کہ اگر میں اس سے مومن کو ماروں تو وہ اچٹ جائے اور اس سے کافر کو ماروں تو میں اس کو قتل کر دوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اللہ ایسے شخص کو پسند کرتا ہے جو بے نیاز ہو، چھپا ہوا ہو اور اللہ سے ڈرنے والا ہو (ان اللہ یحب الغنی الخفی التقی، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۲)

آدمی اپنے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے

بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن اسودؓ کو ایک مقام پر عامل بنا کر بھیجا۔ کچھ دن کے بعد وہ آئے تو آپ نے پوچھا: تم نے اس کام کو کیسا پایا۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: کنت احمل وا وضع حتی رأیت بان لی علی القوم فضلاً (لوگ مجھ کو اٹھاتے اور بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ مجھے لوگوں کے اوپر فضیلت حاصل ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امارت تو اسی طرح کی چیز ہے۔ اب تم چاہے اس کو اختیار کرو یا اسے چھوڑ دو۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب میں دو آدمیوں کے اوپر بھی امیر نہیں بنوں گا۔

جس دل میں خدا کا خوف نہ ہو وہ خدائی کیفیات کو سمجھ نہیں سکتا

غزوہ تبوک نہایت مشکل حالات میں ہوا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اللہ کے راستہ میں نفقہ دیں۔ لوگوں نے اپنی اپنی وسعت کے مطابق دینا شروع کیا۔ سب سے زیادہ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے دو سو اوقیہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ھل ترکت لاھلک شیئاً (کیا اپنے بچوں کے لئے کچھ چھوڑا) انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا چھوڑا۔ انھوں نے کہا: جو میں نے صدقہ میں دیا ہے اس سے اچھا اور بہتر۔ آپ نے پوچھا کتنا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جواب دیا: ما وعد اللہ ورسولہ من الرزق والخیر (وہ رزق اور خیر جس کا اللہ اور رسول نے وعدہ کیا ہے) ابوعقیل انصاری رضی اللہ عنہ ایک صاع کھجور لے آئے۔ انھوں نے کہا۔ آج ساری رات میں نے ایک یہودی کے یہاں پانی کھینچ کر دو صاع کھجور حاصل کی۔ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) میں نے اپنے گھر والوں کو دی اور ایک صاع یہاں لایا ہوں: واللہ ماکان عندی شیئ غیرہ وھو یعتذر وھو یستحیی وہ عذر کر رہے تھے اور شرمندہ تھے۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا میرے پاس اور کچھ نہیں۔ دوسری طرف مدینہ کے منافقین کا حال یہ تھا کہ جب کوئی مسلمان زیادہ صدقہ دیتا تو کہتے کہ یہ ریاکار (مرائی) ہے اور دوسری قسم کے لوگوں کی بابت کہتے: ھذا افقر الی صاعہ من غیرہ (یہ شخص اپنے اس ایک صاع کا خود زیادہ محتاج تھا) کنز العمال

ایک گم نام آدمی کا اجر کبھی بڑے آدمیوں سے زیادہ ہوتا ہے

ابن عساکر نے ارطاۃ بن منذر سے نقل کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنے پاس بیٹھنے والوں سے کہا ای الناس اعظم اجرا (لوگوں میں کس آدمی کا اجر زیادہ ہے) کسی نے روزہ دار اور نمازی کا ذکر کیا۔ کسی نے کہا امیر المومنین کا اجر زیادہ ہے۔ کسی نے اور کسی کا نام لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ جن لوگوں کا تم نے ذکر کیا ان سے زیادہ اور امیر المومنین سے بھی زیادہ اجر کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا:

رویجل بالشام آخذ بلجام فرسہ یکلأ من وراء بیضۃ المسلمین، لا یدری اسبع یفترسہ ام ھامۃ تلدغہ اوعدو یغشاہ، فذالک اعظم اجرا ممن ذکرتم ومن امیر المومنین

(کنز العمال جلد ۲)

وہ معمولی آدمی جو شام (مقام جہاد) میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کر رہا ہے اسے کچھ خبر نہیں کہ کوئی درندہ اس کو پھاڑ ڈالے گا یا کوئی کیڑا اسے ڈس لے گا یا دشمن اس پر چھاپہ مار دے گا۔ اس شخص کا اجر ان لوگوں سے زیادہ ہے جن کا تم نے ذکر کیا اور امیر المومنین سے بھی۔

ریا سے بچنے والا جواب

طبری نے حضرت عروہ کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ایلہ (فلسطین) آئے اور ان کے ساتھ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت تھی۔ آپ نے اسقف کو اپنا کرتہ دیا جو کھدر کے پیوندوں کا تھا۔ لمبے راستہ پر سواری پر بیٹھنے کی وجہ سے کرتا پیچھے کی طرف پھٹ گیا تھا۔ آپ نے اس کو اسقف کو دیا تاکہ وہ اس کو دھو دے اور اس پر پیوند لگا دے۔ اسقف قمیص کو لے گیا۔ اس کو درست کیا اور اس کے ساتھ ایک اور کرتا باریک کپڑے کا سی کر لے آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے۔ اسقف نے کہا: یہ تو آپ کی قمیص ہے۔ اس کو میں نے دھویا ہے اور اس میں پیوند لگایا ہے۔ یہ دوسرا میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا۔ ہاتھ سے چھوا۔ پھر اپنا کرتا پہن لیا اور دوسرا کرتا اسقف کو واپس کر دیا اور فرمایا:

ھذا انشفھما للعرق (تاریخ طبری جلد ۴)

دونوں میں سے یہ کرتا پسینہ جذب کرنے کے لئے زیادہ اچھا ہے

سب کچھ کر کے بھی دنیا میں قیمت نہ چاہنا

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مکہ کے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا: یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں۔ وہ اپنے مال اور اولاد کو چھوڑ کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ انصار نے کہا: ہمارے پاس کھجور کے باغ ہیں۔ ان میں آدھا مہاجرین کا، آدھا ہمارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ انصار نے کہا اے خدا کے رسول! وہ کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ مکہ کے لوگ کھیتی اور باغبانی نہیں جانتے۔ تم ان کی طرف سے کام کرو اور پیداوار میں تقسیم کر لو۔ انصار نے کہا سمعنا واطعنا (ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار جب فصل کے موقع پر کھجوریں توڑتے تو ہر انصاری یہ کرتا کہ کھجوروں کے دو حصے بناتا۔ ایک حصہ کم ہوتا

اور ایک حصہ زیادہ۔ کم والے حصہ کے ساتھ کھجور کی شاخیں رکھ دیتے۔ پھر بڑا ڈھیر مہاجرین کو دے دیتے اور چھوٹا ڈھیر خود لے لیتے۔ یہ سلسلہ فتح خیبر تک جاری رہا (کنزالعمال جلد ۷) امام بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا کہ ان کو بحرین کی زمین دے دیں۔ انھوں نے کہا نہیں جب تک مہاجر بھائیوں کو بھی اتنی ہی زمین نہ ملے۔ آپ نے فرمایا:

اما لا فاصبروا حتی تلقونی فانہ سیصیبکم اثرۃ

ایسا ممکن نہیں پھر تم صبر کرو یہاں تک کہ آخرت میں مجھ سے ملو۔ کیونکہ میرے بعد (حکومتی عہدوں میں) تمھارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔

خدا کو شور کے ساتھ پکارنے کی ضرورت نہیں

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ لوگ ایک وادی کے قریب پہنچے تو انھوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی: اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اربعوا علیٰ انفسکم انکم لا تدعون اصمّ ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم، بخاری) لوگو اپنے اوپر نرمی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم ایک ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے۔

آخرت کے حساب سے کانپنا

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ضحاک کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک چڑیا کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے چڑیا! تو کیسی خوش نصیب ہے۔ کاش میں بھی تیری طرح ہوتا۔ تو درخت پر بیٹھتی ہے اس کا پھل کھاتی ہے، پھر اڑ جاتی ہے۔ تیرے اوپر نہ کوئی حساب ہے اور نہ عذاب۔ خدا کی قسم مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں راستہ کے کنارے کا ایک درخت ہوتا۔ میرے پاس سے ایک اونٹ گزرتا، مجھے پکڑتا اور مجھ کو اپنے منہ میں داخل کر لیتا۔ مجھے چباتا، مجھے نگل لیتا اور پھر مینگنی کر کے باہر نکال دیتا۔

اپنے عمل کو بے قیمت سمجھنا

ابن عساکر نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ اشعریؓ سے ملے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم نے جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر کئے، وہی تمھارے لئے ہوں، اور تم اپنے عمل سے برابر سرابر چھوٹ جاؤ۔ خیر شر سے اور شر خیر سے برابر ہو جائے، نہ تمھارے لئے کوئی ثواب ہو نہ عذاب، ابوموسیٰ اشعری رضؓ نے کہا: نہیں اے امیرالمومنین! خدا کی قسم میں بصرہ آیا اور ظلم کرنا ان کے اندر عام تھا۔ پھر میں نے ان کو قرآن اور سنت کی تعلیم دی۔ ان کے ساتھ اللہ کی راہ میں غزوہ کیا: وانی لارجوا بذلک فضلہ (میں ان اعمال کے ذریعہ اللہ کے فضل کی امید رکھتا ہوں) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لکن وددت ان خرجت من عملی خیرہ بشرہ و شرہ بخیرہ کفافا لا علیّ ولا لی وخلص لی عملی مع

لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ میں اپنے عمل سے اس طرح نکل جاؤں کہ خیر شر سے اور شر خیر سے برابر ہو جائے۔ میرے اوپر نہ کوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المخلص — اگناہ ہوا در نہ کوئی ثواب۔ میرے لئے وہی عمل رہ جائے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے۔

محنت کی کمائی سے خرچ کرنا

بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے مال والو! تم لوگ بھلائی میں آگے بڑھ گئے۔ تم لوگ صدقہ کرتے ہو، حج کرتے ہو، انفاق کرتے ہو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ ہمارے اوپر رشک کرتے ہو۔ آدمی نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: نو اللہ لدرهم ينفقه احد من جهد خير من عشرة آلاف غيض من فيض (شعب الایمان) خدا کی قسم وہ ایک درہم جو ایک شخص اپنی محنت کی کمائی سے خرچ کرتا ہے، ان دس ہزار درہموں سے بہتر ہے جو بہت بڑے ڈھیر سے خرچ کئے گئے ہوں

اپنے ماتحتوں پر اپنی ذات کو ترجیح نہ دینا

ابن عساکر نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ایک لشکر کے ساتھ شام میں تھے۔ وہاں طاعون پھیل گیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے ابوعبیدہ رضی کو خط لکھا کہ مجھے تمہاری ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ میرے لئے تمہارے بغیر چارہ نہیں۔ میرا یہ خط تم کو رات میں ملے تو میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم صبح سے پہلے سوار ہو کر میری طرف روانہ ہو جاؤ۔ اور اگر میرا خط دن کو ملے تو میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم رات سے پہلے سوار ہو کر میری طرف روانہ ہو جاؤ۔ ابوعبیدہ رضی نے خط پڑھا تو کہا کہ میں امیر المومنین کی اس ضرورت کو جان گیا جو ان کو پیش آئی ہے:

انه يريد ان يستبقى من ليس بباق — امیر المومنین چاہتے ہیں کہ اس کو باقی رکھیں جو باقی رہنے والا نہیں

انھوں نے جواب میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں مسلمانوں کے ایک لشکر میں ہوں۔ میں خود کو ان کے اوپر ترجیح نہیں دے سکتا۔ میں نے آپ کی ضرورت کو سمجھ لیا ہے جو آپ کو پیش آئی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس آدمی کو باقی رکھیں جو باقی رہنے والا نہیں۔ جب آپ کو میرا یہ خط پہنچے تو آپ مجھ کو اپنے ارادہ سے معافی دیجئے اور مجھ کو ٹھہرنے کی اجازت دیجئے۔ حضرت عمر رضی نے ان کے خط کو پڑھا تو وہ رو پڑے اور ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جو لوگ آپ کے پاس تھے انھوں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا ابوعبیدہ رضی کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن گویا کہ ہو گیا۔

کاش میں ایک تنکا ہوتا

ابن ابی شیبہ، ابن عساکر وغیرہ نے عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تنکا زمین سے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

يا ليتني كنت هذه التبنة، ليتني لم اخلق، ليتني لم اكن شيئا، ليت امي لم تلدني ليتني كنت نسيا منسيا — کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ کیا جاتا۔ کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا، کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی۔ کاش میں بھولا بسرا ہوا ہوتا

اخلاص

اخلاص یہ ہے کہ آدمی حرام سے بچے

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ مخلصاً دخل الجنۃ قیل وما اخلاصھا قال ان تحجزہ عن محارم اللہ (ترغیب وترہیب)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اخلاص کے ساتھ کہے گا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا گیا اس کا اخلاص کیا ہے۔ فرمایا: یہ کہ یہ کلمہ اس کو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔

اپنے کو تول لو اس سے پہلے کہ تمھیں تولا جائے

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنا حساب آپ کر لو قبل اس کے کہ آخرت میں تمھارا احساب کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تم کو تولا جائے۔ اور سب سے بڑی پیشی کے لئے تیاری کر لو (حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوھا قبل ان توزنوا وتھیئوا للعرض الاکبر)

علم کو ذاتی وقار کا ذریعہ بنانا

عن ابی بن کعب قال تعلموا العلم واعملوا بہ ولا تتعلموہ لتتجملوا بہ فانہ یوشک ان طال بکم زمان ان یتجمل بالعلم کما یتجمل الرجل بالثوب (جلد دوم ۶)

ابی بن کعب نے کہا۔ علم کو سیکھو اور اس پر عمل کرو۔ علم کو اس لئے نہ سیکھو کہ اس سے اپنی زیبائش کرو۔ کیوں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب کہ علم سے زیبائش کا کام لیا جائے گا جس طرح آدمی کپڑے سے اپنی زیبائش کرتا ہے۔

شہرت پسندی سب سے بڑا فتنہ ہے

حضرت شداد بن اوس کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے کہا: اخوف ما اخاف علی ھٰذہ الامۃ الریاء والشھوۃ الخفیۃ (دوم ۳) اس امت پر مجھ کو سب سے زیادہ جس چیز کا اندیشہ ہے وہ ریا اور شہوت خفی ہے۔

سفیان ثوری نے کہا: الشھوۃ الخفیۃ الذی یحب ان یحمد علی البر (شہوت خفی یہ ہے کہ نیکی پر تعریف سننا چاہے)

یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشھوۃ الخفیۃ فقال ھو الرجل یتعلم العلم یحب ان یجلس الیہ (ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ ۔ ۱۹۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ شہوت خفی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: آدمی دینی علم سیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس لوگ بیٹھیں۔

وہاں عمل کرنا جہاں لوگ دیکھیں

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من جب الحزن قالوا یا رسول اللہ وما جب الحزن، قال واد فی جھنم یتعوذ منہ جھنم کل یوم اربع مئۃ مرۃ۔ قیل یا رسول اللہ ومن یدخلھا قال: القراء المراؤن باعمالھم (ترمذی۔ ابن ماجہ)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جب الحزن سے پناہ مانگو۔ لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول جب الحزن کیا ہے۔ فرمایا وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم روزانہ چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول اس میں کون داخل ہوگا۔ فرمایا علماء جو دکھاوے کے لئے عمل کرتے ہیں۔

انسان سے معاملہ کرتے ہوئے اللہ کو یاد رکھنا

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ ایک بار اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا: ابومسعود! جان لو کہ اس غلام پر تم کو جتنی قدرت ہے، اللہ کو تمھارے اوپر اس سے زیادہ قدرت ہے۔ ابومسعود انصاری رضؓ آپ کی زبان سے یہ سن کر کانپ اٹھے اور کہا: اے خدا کے رسول اس غلام کو میں اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو پکڑ لیتی (ابوداؤد، کتاب الادب، باب حق المملوک)

اپنے اوپر قیاس کرکے بدگمانی سے بچنا

اِفک کا قصہ جس میں نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضؓ پر الزام لگایا گیا، اس کے ذیل کے بہت سے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضؓ سے ان کی بیوی نے کہا کہ لوگ عائشہ کی نسبت ایسا اور ایسا کہتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ کہنے والے جھوٹے ہیں۔ پھر انھوں نے اپنی بیوی سے پوچھا: تم بتاؤ، کیا تم ایسا کام کرسکتی ہو۔ خاتون نے کہا ہرگز نہیں۔ حضرت ابوایوبؓ نے فرمایا: پھر عائشہ رضؓ تم سے کہیں زیادہ پاک اور طاہر و مطہر ہیں، ان کی نسبت ایسا برا گمان کیوں کیا جائے۔

مسلمان کی بہتری پر خوش ہونا

طبرانی نے ابن بریدہ اسلمی سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انی لاسمع بالغیث قد اصاب البلد من بلاد المسلمین فافرح ومالی بہ سائمۃ (حلیۃ الاولیاء) میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں بارش ہوئی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں۔ حالاں کہ میرا کوئی جانور وہاں چرنے والا نہیں۔

اللہ کی خاطر انتقامی کارروائی سے رک جانا

غزوہ بنی المصطلق سے واپسی میں ایک اتفاقی غلطی سے عائشہ رضی اللہ عنہا راستہ میں رہ گئیں۔ بعد کو ایک صحابی نے ان کو میدان میں دیکھا تو اپنے اونٹ سے اتر کر ان کو بٹھایا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو مدینہ پہنچا دیا اس واقعہ کو مدینہ کے منافقین نے شوشہ بنا لیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف جھوٹی باتیں پھیلانے لگے۔ منافقین کے پروپگنڈے سے متاثر ہونے والوں میں ایک مسطح بھی تھے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے اور آپ ان کو ہر ماہ مدد کے طور پر کچھ رقم دیا کرتے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس پروپگنڈے میں مسطح بھی شریک ہیں تو انھوں نے کہا: خدا کی قسم اب میں مسطح کو کچھ بھی نہیں دوں گا۔ اس کے بعد قرآن میں حکم اترا کہ تم میں سے جو لوگ مال اور قدرت رکھتے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ کی مدد نہ کریں گے۔ ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے (نور ۲۲) یہ آیت اتری تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں خدا کی قسم مجھے محبوب ہے کہ اللہ مجھے معاف کر دے (بلی واللہ انی لاحب ان یغفر لی، سیرت ابن ہشام) اور اس کے بعد دوبارہ مسطح کی رقم جاری کر دی۔

اللہ اس کو قیامت کے دن آگ سے بچائے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کو بے آبروئی سے بچائے قیامت کے دن اللہ اس کو آگ سے بچائے گا۔

نیک اور بد ہونے کی پہچان

حضرت عائشہ رضؓ سے ایک شخص نے پوچھا: میں اپنے آپ کو نیک کب سمجھوں۔ انھوں نے جواب دیا: جب تجھ کو اپنے برے ہونے کا گمان ہوجائے۔ آدمی نے دوبارہ پوچھا: میں اپنے آپ کو برا کب سمجھوں۔ جواب دیا جب تو اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

دین کے نام پر دنیا کمانا بے حسی پیدا کرتا ہے

حسن بصری نے کہا۔ عالم کی سزا اس کے دل کا مرجانا ہے۔ پوچھا گیا دل کا مرنا کیا ہے۔ فرمایا: آخرت کے عمل سے دنیا کا فائدہ چاہنا۔ (عقوبۃ العالم موت القلب۔ قیل لہ وما موت القلب۔ قال: طلب الدنیا بعمل الآخرۃ، جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول، صفحہ ۱۹۲)

موت کا دن آدمی کے جاگنے کا دن ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ جب مریں گے تو بیدار ہوں گے (الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا) یعنی انسان دنیا میں اتنا مشغول ہے کہ وہ آخرت کے معاملہ میں غافل ہوگیا ہے۔ گویا کہ وہ دنیا میں جاگ رہا ہے اور آخرت میں سو رہا ہے۔ مگر جب موت اس کی آنکھ کا پردہ ہٹائے گی تو اس کو معلوم ہوگا کہ وہی چیز اصل تھی جس کو اس نے غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

دنیا کی طرف لگاؤ آدمی کو آخرت کے معاملہ میں کمزور کر دیتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا جب تم سیلاب کے خس وخاشاک کی طرح بے حقیقت ہو جاؤ گے۔ صحابہ نے پوچھا اے خدا کے رسول اس کا سبب کیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا تمھارے اندر وھن پیدا ہو جائے گا۔ لوگوں نے دوبارہ پوچھا اے خدا کے رسول وھن کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کا ڈر (حب الدنیا وکراھیۃ الموت)

آدمی اپنے کو جہنم کے کنارے کھڑا ہوا پائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ وہاں آپ نے جو پہلا خطبہ دیا وہ یہ تھا: اے لوگو! اپنے لئے آگے بھیجو۔ یقیناً تم اس کو جان لوگے۔ خدا کی قسم ضرور ایسا ہوگا کہ تم میں سے ہر شخص پر بے ہوشی طاری ہوگی بکریوں والا بکریاں چھوڑ کر اس طرح چلا جائے گا کہ ان کا کوئی گلہ بان نہ ہوگا۔ پھر اس کا رب اس سے کہے گا اور اس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ بیچ میں کوئی رکاوٹ حائل ہوگی۔ اس کا رب اس سے کہے گا کیا تمھارے پاس میرا پیغمبر نہیں آیا۔ پھر تم کو اس نے میرا پیغام پہنچایا۔ اور میں نے تم کو مال دیا اور تمھارے اوپر فضل کیا۔ پھر تو نے اپنے لئے آگے کیا بھیجا۔ اس وقت وہ آدمی اپنے دائیں اور بائیں دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ پائے گا۔ پھر وہ اپنے آگے دیکھے گا تو اس کو وہاں جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ بس جو اپنے چہرے کو آگ سے بچا سکے تو وہ ضرور بچائے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو۔ اور جس کے پاس وہ بھی نہ ہو تو وہ میٹھا بول بولے۔ کیوں کہ اس کا بھی بدلہ ملے گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے شروع ہوتا ہے اور سات سو گنا تک ملتا ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (سیرت النبی لابن ہشام، جلد ۲)

اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھو

سعید بن جبیر تابعی سے کسی نے پوچھا: سب سے بڑا عبادت گزار کون ہے۔ جواب دیا: وہ شخص جو گناہوں میں مبتلا تھا پھر اس نے توبہ کرلی۔ اور اس کے بعد اس کا یہ حال رہا کہ جب اس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو بے حقیقت جانا (صفوۃ الصفوۃ)

سب سے بڑا عمل وہ ہے جس کی خاطر اپنے اوپر جبر کرنا پڑے

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اعمال میں تین عمل سب سے زیادہ سخت ہیں۔ اپنی ذات کے معاملہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا۔ اپنے مال سے اپنے بھائیوں کی مدد کرنا اور ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا (اشد الاعمال ثلاث: انصاف الناس من نفسک، ومواساۃ الاخوان من مالک، وذکر اللہ علی کل احوالک)

کسی پہلو سے دین کے کام آجانا جنت کے استحقاق کے لئے کافی نہیں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں ایک شخص نے حصہ لیا اور پوری قوت سے لڑتا رہا۔ بالآخر اس کے انتقال کی خبر پھیل گئی۔ لوگوں کے درمیان اس کی بہادری کے چرچے ہوئے۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس نے ضرور شہادت کا درجہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: وہ دوزخیوں میں سے ہے (هو من اهل النار) لوگوں کو اس کی جاں بازی اور بہادری کی وجہ سے آپ کی بات پر شبہ ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا جاؤ تحقیق کرو کہ وہ کس طرح مرا ہے۔ لوگوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ زخمی ہو کر گرا تھا، اسی حالت میں پڑا رہا۔ جب رات ہوئی تو زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کرلی۔ (اس طرح تصدیق ہوگئی کہ وہ شہید نہیں ہوا بلکہ حرام موت مرا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضؓ سے کہا کہ جاؤ لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو واقعی مسلم ہے۔ اور اس دین کی مدد اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعہ بھی کرتا ہے (لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر، بخاری)

اپنے عمل کو بے قیمت سمجھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ کی بڑی دینی خدمات ہیں۔ آپ کا درجہ اللہ کے یہاں بڑا ہوگا۔ انھوں نے کہا: کفافاً لا لی ولا علیّ۔ یعنی معاملہ اگر برابر سرابر ہو جائے تو یہی بہت ہے۔

دنیوی ترقی دیکھ کر ساتھ دینا نفاق ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ آئے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے آپ کے اور آپ کے مشن کے خلاف طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کیں اور اسلام کا راستہ روکنے کے لئے تمام ممکن تدبیریں کرتے رہے۔ مگر اس کے بعد جب بدر کی لڑائی پیش آئی اور اس میں قریش کے بڑے بڑے سردار ختم ہوگئے تو عبداللہ بن ابی اور

اس کے ساتھیوں نے کہا: یہ چیز اب رکنے والی معلوم نہیں ہوتی (ھذا امرٌ قد توجّہ ، تفسیر ابن کثیر) وہ لوگ ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہو گئے۔ مگر چونکہ وہ اس معاملہ میں مخلص نہ تھے اس کے بعد بھی وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔

چھوٹا کام کسی کو چھوٹا نہیں بناتا

خلیفہ عمر بن عبد العزیز ایک رو ز رات کو کسی سے گفتگو کر رہے تھے۔ دیر ہو گئی تو چراغ بجھنے لگا۔ آدمی نے کہا کہ میں ملازم کو جگا دیتا ہوں، وہ تیل ڈال دے گا۔ آپ نے ملازم کو جگانے سے منع فرمایا۔ خود اٹھ کر تیل لائے اور چراغ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے کہا: تیل ڈالنے سے پہلے بھی میں عمر بن عبد العزیز تھا اور اب بھی عمر بن عبد العزیز ہوں (سیرت عمر بن عبد العزیز)

تعلقات میں بگاڑ کے باوجود حقوق میں کمی نہ کرنا

خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے تم سے محبت نہیں۔ آدمی نے کہا: کیا میرے حقوق میں آپ کوئی کمی کر دیں گے۔ حضرت عمر نے کہا نہیں۔ آدمی نے کہا: پھر اس کے بعد محبت سے صرف عورتیں ہی خوش ہو سکتی ہیں (ان عمر بن الخطاب قال لرجل: انی لا احبك، فقال أتنقصنی شیئاً من حقی۔ قال لا۔ قال: فنما یفرح بالحب بعد هذا الا النساء)

اللہ کے دئے پر راضی ہونا اور ہمیشہ طالب علم رہنا

حضرت ابو قلابہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ غنی کون ہے۔ انھوں نے جواب دیا: جو اس چیز پر راضی ہو جائے جو خدا نے اس کو دی ہے۔ پوچھنے والے نے پھر پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے۔ انھوں نے جواب دیا: وہ شخص جو دوسروں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرتا ہے۔

آدمی اسی چیز کو کھو رہا ہے جس کو وہ پانا چاہتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کی مانند کوئی چیز نہیں دیکھی جس کا چاہنے والا سو گیا ہو۔ اور میں نے جہنم کی مانند کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا سو گیا ہو (ما رأیت مثل الجنة نام طالبها وما رأیت مثل النار نام هاربها)

کسی سے برائی پہنچے تو اس کو اللہ کے حوالے کر دینا

امام زین العابدین (۳۸ — ۹۴ ھ) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت حسین کی اولاد میں آپ تنہا شخص تھے جو کربلا کی جنگ سے محفوظ واپس آ گئے۔ امام زین العابدین سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص آپ کی برائی کرتا ہے اور آپ پر تہمت لگاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ مجھ کو اس شخص کے پاس لے چلو۔ جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تو آپ نے سلام علیک کے بعد اس سے کہا: اے شخص، جو کچھ تو نے میرے بارے میں کہا اگر وہ صحیح ہے تو میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو معاف کر دے۔ اور اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے تو میں اللہ سے درخواست

کرتا ہوں کہ وہ تم کو معاف کردے (یاھذا ان کان ما قلتہ فیّ حقا فانا اسأل اللہ ان یغفر لی، وان کان ما قلتہ فیّ باطلا فانا اسأل اللہ ان یغفر لک)

اپنے گناہوں کو دیکھو نہ کہ دوسروں کے گناہوں کو

حضرت ربیع بن خیثمہ کبھی کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ ایک بار انھوں نے فرمایا: لوگوں کا عجیب حال ہے۔ وہ دوسروں کے گناہوں پر تو خدا سے ڈرتے ہیں۔ لیکن خود اپنے گناہوں کی جانب سے بے خوف ہیں (طبقات ابن سعد)

خدا اور رسول کی بات کے آگے جھک جانا

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اچھے کھانے کا شوق رکھتے تھے۔ ایک روز عمدہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت ابو جحیفہ کو ڈکار آگئی۔ آپ نے سنا تو فرمایا: جو لوگ دنیا میں سب سے زیادہ آسودہ ہیں، قیامت میں وہی سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے (اکثرھم شبعا فی الدنیا اکثرھم جوعا یوم القیامۃ) حضرت ابو جحیفہ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے بعد انھوں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

جنتی وہ ہے جس کا دل بغض سے خالی ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پہاڑی راستہ سے ایک جنتی شخص آرہا ہے۔ اتنے میں ایک مسلمان اس راستہ سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ کچھ لوگ اس سے ملے اور پوچھا کہ تم کیا عمل کرتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے بارے میں جنتی ہونے کی خبر دی، اس نے جواب دیا: میرے پاس کوئی خاص عمل نہیں۔ البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کسی قسم کا کینہ نہیں رکھتا۔

دوسروں کی اصلاح کرنا اور اپنی اصلاح قبول کرنے کے لئے تیار رہنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: لوگو، تمھارا معاملہ میرے سپرد کیا گیا ہے حالاں کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ میرے نزدیک کمزور آدمی تم میں سب سے زیادہ طاقت ور ہے جب تک کہ میں اس کا حق اس کو نہ دلوا دوں۔ اور میرے نزدیک طاقت ور آدمی تم میں سب سے زیادہ کمزور ہے جب تک میں اس سے حق وصول نہ کر لوں۔ لوگو، میں صرف تمھارے ایک آدمی کی طرح ہوں۔ جب تم مجھ کو دیکھو کہ میں سیدھی راہ پر ہوں تو میری پیروی کرو اور اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھ کو سیدھا کر دو (یا ایھا الناس انی قد ولیت امرکم ولست بخیر منکم وان اقواکم عندی الضعیف حتی آخذ لہ بحقہ وان اضعفکم عندی القوی حتی آخذ منہ الحق۔ یا ایھا الناس ما انا الا کاحدکم فاذا رأیتمونی قد استقمت فاتبعونی وان زغت فقومنی)

عمل کا آخری درجہ یہ ہے کہ آدمی کسی کو نقصان نہ پہنچائے

یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا: مسلمان بھائی کو اگر تم فائدہ نہ پہنچا سکو تو اس کو نقصان بھی نہ پہنچاؤ (وان لم تنفعہ فلا تضرہ)

عبادت ظاہری رسموں کا نام نہیں

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دھوپ میں کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کا حال پوچھا۔ بتایا گیا کہ وہ ابو اسرائیل انصاری ہیں۔ انھوں نے روزہ رکھا ہے اور یہ نذر مانی ہے کہ وہ سایہ میں نہ جائیں گے۔ بیٹھیں گے نہیں بلکہ کھڑے رہیں گے۔ کسی سے بات چیت نہ کریں گے، خاموش رہیں گے۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہو کہ وہ بات چیت کریں، سایہ میں جائیں اور بیٹھیں اور اس طرح اپنے روزے کو پورا کریں (مروه فليتكلم وليستظل وليقعد وليتم صومه، تفسیر قرطبی، بقرہ)

خدا بننے کی کوشش نہ کرو

حمدون قصار نیشاپوری (م ۲۷۱ھ) سے کسی نے پوچھا کہ بندہ کون ہے۔ انھوں نے جواب دیا: "وہ جو عبادت کرے اور یہ نہ چاہے کہ لوگ اس کی عبادت کریں"

عبادت اس طرح نہ کی جائے کہ کسی کو تکلیف ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے۔ آپ نے سنا کہ کچھ لوگ اونچی آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے اعتکاف کا پردہ اٹھایا اور کہا: دیکھو، تم سب خدا سے مناجات کر رہے ہو، پس ایک شخص دوسرے شخص کو ہرگز تکلیف نہ دے اور قرآن پڑھنے میں ایک دوسرے کے اوپر آواز بلند نہ کرے (اعتكف رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد فسمعهم يجهرون بالقرآن فكشف الستر فقال الا ان كلكم مناج ربه فلا يوذين بعضكم بعضاً ولا يرفع بعضكم على بعض في القراءة، ابو داؤد)

برکت والی تقریب وہ ہے جو سادہ تقریب ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جو سب سے کم بوجھ والا ہو (ان اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة، رواه البيهقي في شعب الايمان)

ظاہری چیزوں میں شدت برتنا غلط ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: هلك المتنطعون هلك المتنطعون هلك المتنطعون (ہلاک ہو گئے شدت برتنے والے، ہلاک ہو گئے شدت برتنے والے، ہلاک ہو گئے شدت برتنے والے)

سہولت کا طریقہ اختیار کرو نہ کہ مشقت کا

ایک صحابی کا واقعہ ہے۔ وہ میدان میں تھے۔ نماز کا وقت آگیا۔ انھوں نے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے نماز پڑھی۔ ایک خارجی نے اس پر اعتراض کیا کہ دیکھو یہ صحابی ہیں اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ صحابی نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ آسانی کو پسند کرتے تھے۔ اگر میں گھوڑے کو چھوڑ دیتا تو وہ بھاگ جاتا۔ میں پیدل چلنے پر قادر نہ تھا، مجھ کو خواہ مخواہ پریشانی اٹھانی پڑتی۔

(حدیث نماز کے وقت باگ پکڑنے کے بارے میں نہیں تھی۔ انھوں نے ایک عام حکم سے استنباط کرتے ہوئے ایسا کیا)

غیر ضروری مشقت اٹھانے کا نام نیکی نہیں

كان النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فرأى رجلاً قد اجتمع الناس عليه وقد ظُلِّلَ عليه فقال ماله قالوا رجل صائم فقال ليس البرّ ان تصوموا في السفر (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

دینی قائد کو عوام کی رعایت کرنی چاہئے

نسائی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے مغرب کی نماز پڑھائی ۔ اس میں انھوں نے سورہ بقرہ اور سورہ نساء پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: اے معاذ، کیا تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو۔ کیا تمھارے لئے یہ کافی نہ تھا کہ تم سورہ طارق اور سورہ شمس جیسی سورتیں پڑھتے (روى النسائي عن جابر بن عبد الله قال: صلى معاذ المغرب فقرأ البقرة و النساء فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتان انت يامعاذ. اما كان يكفيك ان تقرأ بالسماء و الطارق والشمس وضحاها ونحوها)

بزرگی کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری اعمال سے

ابوبکر مزنی نے کہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت دوسرے صحابہ پر اس لئے نہیں تھی کہ وہ دوسروں سے زیادہ روزے رکھتے تھے یا دوسروں سے زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔ ان کی یہ فضیلت ایک ایسی چیز کی وجہ سے تھی جو ان کے دل میں تھی۔ ابن علیہ نے ابوبکر مزنی کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے کہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں جو چیز تھی وہ تھی اللہ کی محبت اور اللہ کے بندوں کے لئے خیر خواہی (قال ابن علية في قول ابي بكر المزني: ما فاق ابوبكر رضي الله عنه اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم بصوم ولا صلاة. ولكن بشئ كان في قلبه. قال: الذي كان في قلبه الحب لله عز وجل والنصيحة في خلقه، جامع العلوم والحكم ٧١)

دین میں توسع ہے، تنگی نہیں

عن عضيف بن الحارث قال دخلت على عائشة فسألتها فقلت اكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسل من اول الليل او من آخره قالت كل ذلك كان ربما اغتسل من اوله وربما اغتسل من آخره قلت الحمد لله الذي جعل في الامر سعة
نسائی کتاب الغسل والتیمم ۷۰

عضیف بن حارث رضی کہتے ہیں۔ میں عائشہ رضی کے یہاں گیا۔ میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں غسل کرتے تھے یا رات کے آخری حصہ میں ۔ عائشہ رضی نے جواب دیا سب وقتوں میں۔ آپ کبھی رات کے ابتدائی حصہ میں غسل کرتے اور کبھی رات کے آخری حصہ میں۔ میں نے کہا: شکر ہے اللہ کا جس نے دین میں وسعت رکھی۔

خدا عمل کے محرک کو دیکھتا ہے نہ کہ صرف عمل کو

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی۔ فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ۔ ومن کانت ھجرتہ لدنیا یصیبھا او امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

(متفق علیہ)

حضرت عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس آدمی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس آدمی کی ہجرت دنیا کی طرف ہو جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہو یا کسی عورت کی طرف ہو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس طرف اس نے ہجرت کی۔

تقویٰ

برائیوں سے بچ کر نکل جانے کا نام تقویٰ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا "تقویٰ کیا ہے"۔ انھوں نے پوچھنے والے سے کہا: "کیا تم کبھی کانٹے دار راستے سے گزرے ہو"۔ اس نے کہا ہاں۔ انھوں نے پوچھا: تم نے کیا کیا۔ سائل نے کہا: جب میں نے کانٹے کو دیکھا تو میں کنارے ہوگیا اور اس سے بچ کر نکل گیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ذاك التقویٰ (یہی تقویٰ ہے)

اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنا اور بندوں کے لئے خیرخواہ ہونا

جریر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے جریر: بیعت کے لئے ہاتھ بڑھاؤ۔ انھوں نے کہا کس چیز پر۔ آپ نے فرمایا:

ان تسلم وجهك لله والنصيحة لكل مسلم (طبرانی) اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کردو اور مسلمانوں کی خیرخواہی

انھوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ بہت سمجھ دار آدمی تھے۔ بیعت کرنے لگے تو کہا: یارسول اللہ فیما استطعت (اے خدا کے رسول: جتنا مجھ سے ہو سکے گا) اس کے بعد سب کے لئے یہی رخصت ہوگئی۔

دنیا کی حرص آدمی کو ہلاک کر دیتی ہے

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جزیہ لانے کے لئے بحرین بھیجا۔ وہ بحرین سے مال لے کر آئے۔ انصار نے سنا کہ ابوعبیدہ رضہ آگئے تو وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ سامنے آئے۔ آپ ان کو دیکھ کر مسکرائے۔ آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لے کر آئے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا:

أبشروا وأمّلوا ما يسرّكم۔ فوالله ما الفقر اخشى عليكم ولكني اخشى ان تُبسط الدنيا عليكم كما بُسِطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها فتهلككم كما اهلكتهم (متفق علیہ)

بشارت ہو اور خوشی کی امید رکھو۔ خدا کی قسم میں تمھارے فقر کو نہیں ڈرتا۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ تمھارے اوپر دنیا اسی طرح پھیلا دی جائے جس طرح تم سے اگلوں کے لئے پھیلائی گئی تھی۔ تو تم اس میں حرص کرو جس طرح انھوں نے حرص کی اور اس نے جس طرح ان کو ہلاک کیا تم کو بھی ہلاک کر دے۔

سب سے زیادہ عقل مند، سب سے زیادہ کمزور

حسن بن علی رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ رضہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے تو کوفہ کی مسجد میں آپ نے ایک تقریر کی اس میں دست برداری کے اسباب بتاتے ہوئے فرمایا:

الا ان اكيس الكيس التقى واعجز العجز الفجور (الاستیعاب لابن عبدالبر، جلد ا صفحہ ۳۷۴)

سن لو، سب سے زیادہ دانا وہ ہے جو متقی ہے اور سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو فاجر ہے۔

اقربا نوازی نہیں

ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے اسلم سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن ارقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیرالمومنین! بیت المال میں جلولا کے آئے ہوئے کچھ زیور اور چاندی کے برتن ہیں۔ آپ ان کو دیکھ لیجئے اور ان کے سلسلہ میں ہم کو ہدایات دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب مجھ کو فارغ دیکھنا تو مجھ کو بتانا۔ عبداللہ بن ارقم رضؓ ایک روز آئے اور کہا: آج میں آپ کو فارغ دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ بیت المال گئے اور زیوروں اور برتنوں کو نکلوایا۔ سامان نکال کر آپ کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے ان کو دیکھ کر سورہ آل عمران کی آیت ۱۴ پڑھی اور فرمایا:

انالا نستطیع الا ان نفرح بما زینت لنا، اللھم! فاجعلنا ننفقہ فی حق واعوذبك من شرہ

یہ چیز جو ہمارے لئے مزین کی گئی ہے، ہمارے بس میں نہیں کہ ہم ان کو دیکھ کر خوش نہ ہوں۔ خدایا! تو ہم کو ایسا بنادے کہ ہم اس کو حق میں خرچ کریں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے

راوی کہتے ہیں کہ اسی دوران میں عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ آگیا جس کو عبدالرحمٰن بن بہیہ کہا جاتا تھا۔ بچے نے کہا میرے باپ! ایک انگوٹھی مجھ کو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا:

اذھب الی امك تسقیك سویقا (اپنی ماں کے پاس جاؤ، وہ تم کو ستو پلائے گی) راوی کہتے ہیں: پس خدا کی قسم انھوں نے بچہ کو کچھ نہیں دیا۔

دوسروں سے پہلے اپنی فکر کرو

قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: تو اپنے گھر ہی رہ۔ اپنی زبان کو روکے اور اپنی غلطیوں کو یاد کرکے رویا کر۔ (لیسعك بیتك واکفف لسانك وابك ذکر خطیئتك، حلیۃ الاولیا، جلد ا صفحہ ۱۳۵)

حیثیت سے کوئی فائدہ نہ اٹھانا

مالک بن اوس بن حدثان بتاتے ہیں کہ شاہ روم کا قاصد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایک دینار قرض لیا۔ اس سے عطر خریدا اور اس کو شیشہ کے برتنوں میں رکھا اور قاصد کے ذریعہ اس کو شاہ روم کی بیوی کے پاس بھیجا۔ قاصد یہ تحفہ لے کر ملکۂ روم کے پاس پہنچا تو اس نے ان برتنوں کو خالی کیا اور ان کو جواہرات سے بھر کر قاصد سے کہا: ان کو عمر بن خطابؓ کی بیوی کے پاس لے جاؤ۔ جب آپ کی بیوی کے پاس وہ برتن آئے تو انھوں نے جواہرات کو نکال کر بستر پر رکھا۔ عمر رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ بیوی نے آپ کو واقعہ کی خبر دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جواہرات لئے اور ان کو بیچا۔ ان میں سے ایک دینار اپنی بیوی کو دیا اور باقی کو بیت المال میں جمع کر دیا۔ (اخرجہ الدینوری فی المجالسہ)

شکایت کے وقت حق پر قائم رہنا

قال عمر: ماعاقبت من عصی اللہ فیک بمثل ان تطیع اللہ فیہ (تفسیر ابن کثیر جلد ثالث، صفحہ ۲۶۴)

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے، تم اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرو۔ یہی اس کا سب سے بہتر بدلہ ہے۔

بے خوف انسان ایمانی جذبات کو سمجھ نہیں سکتا

بزار نے ابوسلمہ رضہ اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ میں ایک لشکر بھیجنا چاہتا ہوں، تم لوگ اس کے خرچ کے لئے صدقہ دو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضہ ایک تاجر آدمی تھے انھوں نے کہا اے خدا کے رسول! میرے پاس چار ہزار ہیں۔ دو ہزار میرے گھر والوں کے لئے ہیں اور دو ہزار میں اپنے رب کو قرض دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بارک اللہ لک فیما اعطیت وبارک لک فیما امسکت

اللہ تمھیں اس چیز میں برکت دے جو تم نے دیا اور اس چیز میں برکت دے جو تم نے روکا

ابوعقیل انصاری رضہ ایک غریب آدمی تھے۔ انھوں نے ساری رات ایک باغ والے کے یہاں بیٹھ پر پانی لاد کر سینچائی کی۔ اس کی مزدوری میں ان کو دو صاع (سات سیر) کھجوریں ملیں۔ انھوں نے ایک صاع کھجور اپنے گھر والوں کے لئے چھوڑی اور ایک صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے ان کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائی جس طرح عبدالرحمٰن بن عوف رضہ کے لئے کی تھی۔

مگر مدینہ کے منافقین نے دونوں پر طعن و طنز شروع کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضہ کے متعلق کہا: اس شخص نے محض دکھانے کے لئے دیا ہے (ما اعطی الا ریاء) دوسری طرف ابوعقیل رضہ کی بابت کہا: "اللہ اور رسول کیا اس کے اس صاع سے مستغنی نہ تھے۔"

انسان سے کچھ نہ مانگنا

ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من یکفل لی ان لا یسئال الناس شیئا اتکفل لہ بالجنۃ (کون مجھ سے اس بات کا کفیل بنتا ہے کہ وہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرے گا) حضرت ثوبان رضہ نے کہا "میں"۔ چنانچہ اس کے بعد وہ کسی شخص سے کسی بھی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے (احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد)

کیفیات کے لئے حالات ضروری ہیں

ترمذی نے ابو امامہ رضہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس خدا کا فرشتہ آیا اور کہا اے محمد! اللہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو مکہ کے پتھریلے میدان کو تمھارے لئے سونے سے بدل دیا جائے۔ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا:

لا یارب، ولکن اشبع یوما واجوع یوما۔ فاذا جعت

اے میرے رب نہیں۔ بلکہ مجھے یہ پسند ہے کہ ایک دن سیر ہو کر

تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت شکرتک وحمدتک

کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ جب مجھے بھوک لگے تو میں تجھ سے گڑگڑا کر مانگوں اور جب سیری ہو تو میں تیرا شکر کروں اور تیری تعریف کروں

قلب کا سخت ہوجانا سب سے بڑی سزا

قال مالک بن دینار ما ضرب عبد بعقوبة اعظم من قسوة القلب (ردم ۸)

مالک بن دینار نے کہا۔ دل کی سختی سے زیادہ بڑی سزا کبھی کسی بندے کو نہیں دی گئی

اللہ کی راہ میں جان و مال خرچ نہ کرنا ہلاکت ہے

ابوعمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم لوگ قسطنطنیہ کے غزوہ میں تھے۔ ہمارے امیر لشکر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے۔ رومیوں کی طرف سے ایک بڑی فوج نکلی۔ ہماری طرف سے ایک مہاجر نے نکل کر رومیوں پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو توڑ دیا۔ یہ دیکھ کر ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا: القی بیدہ الی التھلکة (اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا) ہمارے لشکر میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے کہا: نحن اعلم بھذہ الآیة انما نزلت فینا (ہم انصاری اس آیت کی بابت زیادہ جانتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمارے بارے میں اتری تھی) پھر انھوں نے بتایا کہ جب اللہ نے اپنے نبی کی مدد فرمائی اور اسلام غالب ہوگیا تو ہم نے آپس میں کہا: آؤ اب اپنی جائدادوں میں رہیں اور اپنے مال کی طرف توجہ دیں۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت اتاری: وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ (اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو):

فالالقاء بایدینا الی التھلکة ان نقیم فی اموالنا ونصلحھا وندع الجھاد (تفسیر ابن کثیر جلد اول)

پس اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم اپنے مالوں میں ٹھہریں اور اس کی درستی میں لگیں اور جہاد کو چھوڑ دیں

ناراضگی کے وقت کسی کی بربادی کے درپے نہ ہوجاؤ

عن اسلم عن عمرؓ قال لا یکن حبّک کلفا ولا بغضک تلفا۔ فقلت کیف ذالک۔ قال اذا احببت کلفت کلف الصبیّ واذا ابغضت احببت لصاحبک التلف (الادب المفرد، صفحہ ۱۹۱)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی کے ساتھ محبت میں دیوانے نہ ہوجاؤ اور دشمنی کے وقت اس کو تکلیف پہنچانے نہ لگو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا وہ کیسے۔ آپ نے کہا: اس طرح کہ جب تم محبت کرو تو بچوں کی مانند محبت کرو اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کی تباہی و بربادی چاہو۔

جان اور مال کی قربانی کے بغیر جنت نہیں

بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لیے آیا۔ میں نے پوچھا: اے خدا کے رسول! آپ مجھ سے کس چیز پر بیعت لیں گے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا: گواہی دو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پانچ وقت کی نمازیں ان کے وقتوں پر ادا کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان کے

روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو، اللہ کے راستہ میں جہاد کرو"، میں نے کہا: "اے خدا کے رسول میں سب کروں گا۔ مگر ان میں سے دو کی میرے اندر طاقت نہیں، ایک زکوٰۃ۔ خدا کی قسم میرے پاس صرف دس اونٹنیاں ہیں۔ انھیں کا دودھ میرے گھر والوں کی خوراک ہے اور یہی ان کی سواری اور باربرداری کا ذریعہ ہیں۔ دوسرے جہاد۔ میں ایک کمزور دل کا آدمی ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ جس نے جہاد سے پیٹھ پھیری وہ اللہ کے غضب میں آگیا۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر جنگ میں شرکت کرنی پڑی تو مجھ پر ڈر غالب آجائے اور میں بھاگ کھڑا ہوں۔ اور اللہ کے غضب کا مستحق بن جاؤں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

یا بشیر لا صدقۃ ولا جہاد فبم اذن تدخل الجنۃ (کنز العمال)

اے بشیر! نہ صدقہ نہ جہاد، پھر کیسے تم جنت میں داخل ہوگے

سوال اور غیر سوال کا فرق

مالک نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عطیہ بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: تم نے کیوں اس کو واپس کر دیا۔ انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول! کیا آپ نے ہم کو نہیں بتایا کہ ہم میں سے ہر ایک کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما ذلک عن المسألۃ، فاما ما کان عن غیر مسألۃ فانما ھو رزق یرزقکہ اللہ

وہ بات میں نے سوال کے بارہ میں کہی تھی۔ مگر جو چیز بغیر سوال کے آئے تو وہ رزق ہے جو اللہ نے تم کو دیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اب کسی چیز کے لئے میں کسی سے سوال نہیں کروں گا۔ مگر جو چیز بغیر سوال کے میرے پاس آئے گی اس کو ضرور لوں گا۔

شہرت سے دور بھاگنا

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بعد کے زمانہ میں بکریاں چرانے لگے تھے۔ وہ مدینہ سے دور ایک میدان میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے کہ ایک روز ان کے لڑکے عمرو بن سعد سوار ہو کر ان کے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ نے اس کو پسند کیا ہے کہ بھیڑ بکریوں میں بدو بنے رہیں۔ حالاں کہ لوگ مدینہ میں حکومت و سیاست کے معاملات پر بحثیں کر رہے ہیں۔ حضرت سعد رضی نے اپنے بیٹے کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا: چپ رہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ اپنے اس بندے کو پسند کرتا ہے جو ڈرنے والا ہو، بے نیاز ہو اور لوگوں سے چھپا ہوا ہو (اسکت انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی، مسلم)

علم نام ہے اللہ سے خوف کا

عن عون بن عبد اللہ قال قال عبد اللہ بن مسعود لیس العلم بکثرۃ الروایۃ انما العلم خشیۃ اللہ

عبد اللہ بن مسعود نے کہا، علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے علم یہ ہے کہ آدمی اللہ رب العالمین سے ڈرنے لگے۔

آخرت کی فکر نے ان کو دیوانہ بنا دیا تھا

حسن بصری تابعی نے بڑی تعداد میں اصحاب رسول اللہ کو دیکھا تھا۔ انھوں نے اپنی ایک تقریر میں اپنے زمانہ کے لوگوں سے کہا :

لقد ادرکت سبعین بدریا۔ اکثر لباسھم الصوف، ولو رأیتموھم لقلتم مجانین۔ ولو رأوا خیارکم لقالوا ما لھولاء من خلاق، ولو رأوا اشرارکم لقالوا ما یومن ھولاء بیوم الحساب۔ ولقد رأیت اقوا ما کانت الدنیا اھون علی احدھم من التراب تحت قدمیہ

میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا ہے۔ ان کا لباس اکثر صوف کا ہوتا تھا۔ اگر تم انھیں دیکھتے تو کہتے کہ یہ پاگل ہیں۔ اگر وہ تمھارے اچھوں کو دیکھیں تو کہیں گے کہ دین میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ اگر وہ تمھارے بروں کو دیکھیں تو وہ کہیں گے کہ یہ لوگ روز حساب پر ایمان نہیں رکھتے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ دنیا ان کے نزدیک پاؤں کے نیچے کی مٹی سے بھی زیادہ بے حقیقت تھی۔

سب سے بری چیز : خود پسندی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی۔ نجات دینے والی چیزیں ہیں: کھلے اور چھپے اللہ کا ڈر رکھنا، خوشی اور ناراضی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا اور خوش حالی اور غریبی دونوں میں اعتدال پر قائم رہنا۔ ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں کہ خواہش کی پیروی کی جائے۔ بخل کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اور آدمی کی خود پسندی۔ اور یہ آخری چیز سب سے زیادہ سخت ہے (بیہقی)

کمزوروں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا

جنگ بدر (۶۲۴) میں مشرکین کے جو ستر افراد گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے، ان میں سے ایک کا نام سہیل بن عمرو تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ سہیل ایک آتش بیان مقرر ہے، آپ کے خلاف تقریریں کرتا رہتا ہے۔ اس کے دانت تڑوا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر میں اس کے دانت تڑواؤں تو اللہ میرے دانت توڑ دے گا اگرچہ میں رسول ہوں" (سیرت ابن ہشام) جنگ بدر کے قیدیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہ کے گھروں میں بانٹ دیا اور ہدایت فرمائی : استوصوا بالاساریٰ خیرا (ان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا) ان میں سے ایک قیدی ابوعزیز کا بیان ہے کہ مجھے جن انصاریوں کے گھر میں رکھا گیا وہ صبح و شام مجھ کو روٹی کھلاتے اور خود صرف کھجوریں کھا کر رہ جاتے۔ یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال جب گرفتار ہو کر آئے تو جب تک وہ قید میں رہے، آپ کے حکم سے ان کو عمدہ کھانا اور دودھ مہیا کیا جاتا رہا۔

مومن ہر وقت یاد رکھتا ہے کہ اس کی آخری منزل قبر ہے

ابونعیم نے عروہ کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ ایک روز ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ کجاوہ کے ٹاٹ پر لیٹے ہوئے ہیں اور ایک گٹھری کا تکیہ بنا رکھا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے وہ نہیں کیا

جو تمہارے ساتھیوں نے کیا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیرالمومنین! یہ میری خواب گاہ (قبر) تک پہنچانے کے لئے کافی ہے (یا امیرالمومنین! ھذا یبلغنی المقیل، حلیۃ الاولیاء، جلد ۱)

آخرت کی سختی کا خیال ہر چیز سے بے رغبت کر دیتا ہے

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے تجارت کرتے تھے۔ اسلام کے بعد ان کی تجارت چھوٹ گئی۔ ابن عساکر کی ایک روایت کے مطابق انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوالدرداء کی جان ہے، آج مجھ کو یہ بھی پسند نہیں کہ مسجد کے دروازہ پر میری ایک دکان ہو۔ میری ایک بھی جماعت کی نماز نہ چھوٹتی ہو۔ میں روزانہ چالیس دینار نفع کماؤں اور سب کا سب اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دوں۔" پوچھا گیا: اے ابوالدرداء! کیا چیز ہے جس نے آپ کے لئے اس کو ناپسند بنا دیا ہے۔ جواب دیا: حساب کی سختی (مشدۃ الحساب، کنزالعمال، جلد ۲ صفحہ ۱۴۹)

آدمی لمبے انتظامات کرتا ہے حالاں کہ وہ جلد ہی مرنے والا ہے

ابونعیم نے عبداللہ بن ابوہذیل سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب اپنا گھر بنایا تو انھوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا، آؤ دیکھو میں نے کیا بنایا ہے۔ عمار رضی اللہ عنہ گئے اور ان کا مکان دیکھا۔ پھر فرمایا: دور کی امید کر رہے ہو اور جلد ہی مرو گے (تامل بعیدا وتموت قریبا، حلیۃ الاولیاء، جلد ا صفحہ ۱۴۲)

آخرت سے پہلے دنیا میں بدلہ

ابوفرات کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ ایک روز آپ نے اپنے غلام سے کہا: میں نے تیرا کان ملا تھا، تو مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ اس نے آپ کا کان پکڑا۔ آپ نے فرمایا اشدد (سختی سے مل): کتنا اچھا ہے کہ دنیا میں بدلہ ہو جائے، آخرت میں بدلہ کے لئے نہ رہے۔ (یاحبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الآخرۃ)

موت کے قریب پہنچ کر

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو ان کے گھر کے لوگ جمع ہوئے اور کہا: واکربا ہ (ہائے غم) بلال نے جواب میں کہا: واطرباہ، غدا القی الاحبۃ محمدا وصحبہ (ہائے خوشی۔ کل میں اپنے دوستوں سے ملوں گا، محمد اور ان کے اصحاب سے) خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا آخر وقت آیا تو آپ کی زبان سے نکلا: انْ نجوتُ کفافا لا وزر ولا اجر انی لسعید (اگر میں برابر برابر چھوٹ جاؤں، نہ سزا ہو نہ انعام ملے تو یقیناً میں کامیاب رہا)

سب سے زیادہ فکر جہنم کے عذاب سے بچنے کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام حبیبہ رض نے ایک روز ان لفظوں میں دعا مانگی:

اللّٰھم امتعنی بزوجی رسول اللہ و بابی سفیان	خدایا! میرے شوہر رسول اللہ اور میرے باپ ابوسفیان
و باخی معاویہ (مسلم)	اور میرے بھائی معاویہ کا سایہ میرے اوپر دراز رکھ۔

آپ نے سن کر فرمایا: ام حبیبہ! عمریں تو سب کی اللہ کے یہاں مقرر ہو چکی ہیں۔ تم کو دعا کرنی تھی تو عذاب جہنم سے نجات پانے کی دعا کرتیں۔

مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک یہ ہے کہ اس کی اولاد دیندار ہو

مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ حال تھا کہ ایک گھر میں کوئی اسلام کا ماننے والا ہوتا، کوئی اس کا انکار کرنے والا۔ ایک مسلمان اپنے باپ، اپنے بیٹے یا اپنے بھائی کو حالت کفر میں دیکھتا۔ اس سے سخت تکلیف ہوتی۔ اس کے دل کو اللہ نے جس ایمان کے لئے کھول دیا تھا، اس کی وجہ سے اس کو یقین ہوتا کہ یہ اسی حالت پر رہا تو ہلاک ہو جائے گا اور آگ کے عذاب میں داخل ہوگا۔ اس لئے اپنے ان رشتہ داروں کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوتیں (وقد فتح اللہ قفل قلبہ للایمان لیعلم انہ قد ھلک من دخل النار فلا تقر عینہ، حلیۃ الاولیاء، جلد اول) ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں اللہ نے یہ آیت اتاری:

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (شعراء)

اے ہمارے رب! ہم کو اپنی بیویوں اور اپنی اولاد میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا امام بنا دے۔

جنت کی حرص

طبرانی اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ کے مسلمان ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ یہاں کا پانی ان کو پسند نہ آیا۔ بنی غفار کے ایک آدمی کے پاس ایک کنواں تھا جس کو بئر رومہ کہا جاتا تھا۔ مہاجرین کو اس کا پانی پسند تھا۔ اس کا مالک ایک مشک پانی ایک مُد (صاع کا چوتھائی) کے عوض بیچتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے کہا: بعنیھا بعین فی الجنۃ (اس کنویں کو جنت کے ایک چشمہ کے عوض مجھے بیچ دے)۔ اس آدمی نے کہا: میرے اور میرے عیال کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے اس کو میں اس طرح نہیں دے سکتا۔ اس واقعہ کی خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ انھوں نے بئر رومہ کو ۳۵ ہزار درہم دے کر خرید لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: اے خدا کے رسولؐ! کیا اس کنوئیں کے عوض میرے لئے بھی جنت کا چشمہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ انھوں نے اس کو عام مسلمانوں کو دے دیا۔

ایک کے لئے برکت، دوسرے کے لئے وبال

عبدالرزاق نے سعید بن مسیب کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو غزوۂ حنین کے بعد کچھ عطیہ دیا۔ حضرت حکیم رضؓ کو وہ کم معلوم ہوا۔ آپؐ نے دوبارہ عطا فرمایا۔ انھوں نے کہا اے خدا کے رسولؐ! آپ کا کون سا عطیہ بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا پہلا۔ پھر آپ نے کہا:

یا حکیم بن حزام! ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ فمن اخذہ بسخاوۃ نفس وحسن اکلۃ بورک لہ فیہ ومن اخذہ باستشراف نفس وسوء اکلۃ لم یبارک لہ فیہ وکان کالذی یاکل ولا یشبع۔ والید العلیا خیر من الید السفلی۔ قال ومنک یا رسول اللہ قال ومنی (کنز العمال جلد ۳)

اے حکیم! یہ مال سرسبز و شیریں ہے۔ جس نے اس کو سخاوت نفس اور بہتر طریق پر کھانے کے لئے لیا اس کے لئے اس میں برکت دی جائے گی۔ اور جس نے اس کو حرص نفس کے ساتھ لیا اور برے طریقہ سے کھایا اس کے لئے اس میں برکت نہ دی جائے گی۔ اور وہ اس آدمی کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ پوچھا: خواہ آپ سے لے

اے خدا کے رسول۔ فرمایا خواہ مجھ سے لے

دنیا میں جاہ پسندی آخرت میں ذلت کا باعث ہوگی

بخاری نے ابو مجلز سے روایت کیا ہے۔ معاویہ رضؓ نکلے وہ ایک مقام پر پہنچے جہاں عبداللہ بن عامر رضؓ اور عبداللہ بن زبیر رضؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہ رضؓ کو دیکھ کر عبداللہ بن عامر رضؓ کھڑے ہو گئے اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ رضؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ کے بندے اس کے لئے کھڑے رہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (من سرہ ان یمثل لہ عباد اللہ قیاما فلیتبوأ بیتا من النار، الادب المفرد صفحہ ۱۴۴)

آخرت کی خاطر دنیا کو چھوڑنا

ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے کچھ لوگ آئے۔ کھانے کا وقت ہوا تو آپ ان کے پاس ایک بڑا پیالہ لائے جس میں بے چھنے آٹے کی روٹی اور روغن زیتون تھا۔ ان لوگوں سے کہا کھاؤ۔ انھوں نے آہستہ آہستہ بہت تھوڑا تھوڑا کھانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! تم جو کچھ کر رہے ہو، میں دیکھ رہا ہوں۔ سنو! اگر میں چاہوں تو میرے لئے بھی اچھا اور نرم کھانا تیار ہو سکتا ہے جیسا کہ تمھارے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا:

ولکنا نستبقی من دنیانا نجدہ فی آخرتنا۔ اما سمعتم اللہ عز وجل قال لقوم راذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا)

مگر ہم اپنی دنیا میں باقی رکھتے ہیں تاکہ ہم اس کو اپنی آخرت میں پائیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ نے ایک گروہ کے لئے فرمایا: تم اپنی اچھی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: تم لوگ کیا چاہتے ہو۔ کیا میٹھا اور نمکین اور گرم اور سرد۔ جو بھی کھاؤ، پھینکنے ہی کی چیز پیٹ میں بنے گی (حلیۃ الاولیاء جلد ۱) سائب بن یزید کہتے ہیں۔ میں نے کئی بار شام کا کھانا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھایا۔ وہ معمولی روٹی اور سادہ گوشت کھاتے پھر اپنے ہاتھ کو اپنے پاؤں سے پوچھ لیتے اور فرماتے: آل عمر رضؓ کا تولیہ یہی ہے (یاکل الخبز واللحم ثم یمسح یدہ علیٰ قدمہ ثم یقول: ھذا منديل عمر وآل عمر)

دنیا کے معاملات میں بے نفسی

خرجہ ابن ابی الدنیا من روایۃ محمد بن مہاجر عن یونس بن میسرۃ قال: لیس الزہادۃ فی الدنیا بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزہادۃ فی الدنیا ان تکون بما فی ید اللہ اوثق منک بما فی یدک وان تکون حالک فی المصیبۃ حالک اذا لم تصب بہا سواء وان یکون مادحک وذامک فی الحق سواء (جامع العلوم والحکم صفحہ ۲۵۴)

ابن ابی الدنیا نے محمد بن مہاجر کے واسطہ سے یونس بن میسرہ کا قول نقل کیا ہے۔ زہد یہ نہیں ہے کہ حلال چیزوں کو حرام کر لو یا مال کو ضائع کرو۔ بلکہ زہد یہ ہے کہ تمھارے پاس جو کچھ ہے اس سے زیادہ اعتماد تم کو اس پر ہو جو اللہ کے پاس ہے۔ اور مصیبت میں تمھارا جو حال ہوتا ہے وہی اس وقت بھی ہو جب کہ مصیبت نہ ہو۔ اور حق کے معاملہ میں تعریف کرنے والا اور مذمت کرنے والا دونوں تمھاری نظر میں برابر ہو جائیں۔

خدا کو ہمارے دل کی تڑپ مطلوب ہے

عبد اللہ بن جدعان ایک مشرک مگر نیک دل عرب تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مرگیا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں بہت سے ایسے کام کئے تھے جن کو عام طور پر نیک کام سمجھا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ ملے گا۔ آپ نے فرمایا: اس کی زبان سے کبھی یہ نہیں نکلا کہ اللّٰھم اغفر لی (اے اللہ مجھے بخش دے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اصل میں جو چیز مطلوب ہے وہ یہ کہ ان کے اندر عجز کی کیفیت پیدا ہو۔ وہ شدید طور پر یہ محسوس کرنے لگیں کہ تمام چیزوں کا مالک صرف اللہ ہے۔ اسی کے دینے سے وہ پائیں گے، وہ اگر نہ دے تو وہ کچھ بھی نہیں پا سکتے۔ اس حقیقتِ واقعہ کو اپنے اندر اتار لینے کا نام ایمان ہے۔ جو اس یافت کے مقام تک نہ پہنچے اس کی پوری زندگی بے قیمت ہے، حتیٰ کہ اس کا بظاہر نیک عمل بھی۔ اللہ کے یہاں وہ کام مقبول ہوتا ہے جو صرف اس کی خاطر کیا گیا ہو۔ محض انسانی ہمدردی یا خدمت خلق کے جذبہ کے تحت کیا ہوا کام اللہ کو پسند نہیں۔ کیونکہ وہ آدمی کی اپنی بڑائی کی تسکین کے لئے ہوتا ہے جب کہ خدا کی اس دنیا میں خدا کے سوا کسی کو کسی بھی قسم کی کوئی بڑائی حاصل نہیں۔

اسلامی انقلاب اسلامی لوگوں کے ذریعہ آتا ہے

غزوہ بدر کے موقع پر ایک بہادر مشرک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں چلنے کی درخواست کی۔ مگر آپ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں کسی مشرک سے مدد نہیں لے سکتا۔ اس کے بعد اس نے کلمہ کا اقرار کر لیا اور مسلمان ہو کر غزوہ میں شرکت کی۔

کسی معاملہ میں کمی مطلوب ہوتی ہے اور کسی معاملہ میں زیادتی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنی زبان کی زیادتی کو روکا اور اپنے مال کی زیادتی کو خرچ کیا۔ (طوبیٰ لمن امسک الفضل من لسانہ وانفق الفضل من مالہ)

دو آنکھیں جو عذاب سے محفوظ رہیں گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عینان لا تمسھما النار، عین بکت من خشیۃ اللہ وعین باتت تحرس فی سبیل اللہ (دو آنکھیں ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خدا کے ڈر سے روئے۔ دوسری وہ آنکھ جو خدا کی راہ میں چوکیداری کرتے ہوئے رات گزارے) جہاں تک عین خاشعہ کا سوال ہے، اس کا مفہوم ہمیشہ اور ہر حال میں ایک ہی رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہمیشہ یہ رہے گا کہ آدمی کو خدا کی یاد اس طرح تڑپائے کہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئیں۔ مگر عینِ حارسہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اسلام کی جغرافی سرحدوں کی حفاظت کرنا جس طرح اس میں داخل ہے، اسی طرح ایک بندۂ مومن کا یہ عمل بھی اس کے ذیل میں آتا ہے کہ وہ خدا کے دین پر جاہلانہ حملوں کو دیکھ کر بے تاب ہو جائے اور اس کے دفاع کے لئے علمی تیاری میں اس طرح لگا ہوا ہو کہ اس کی آنکھ کتابوں کے مطالعہ میں غرق ہو۔ کتب خانوں کی الماریوں میں اس کی آنکھ دین حق کے دفاع کے لئے مواد ڈھونڈ رہی ہو۔

پانے کے لئے کھونا پڑتا ہے

طبرانی نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہے، میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان کیوں میں آپ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے پیٹ میں تین دن سے وہ چیز داخل نہیں ہوئی جو کسی جگر والے کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو میں نے دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹ کو پانی پلا رہا ہے۔ میں نے اس کی مزدوری کی اور ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور کی اجرت پر اس کے لئے پانی کھینچا۔ ان کھجوروں کو لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا: من این لك یا کعب (اے کعب یہ کھجوریں تم کو کہاں ملیں) میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے کعب کیا تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہاں۔ آپ نے فرمایا: کوئی بندہ جب اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے تو محتاجی اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتی ہے جیسے سیلاب اپنے بہاؤ کی طرف (ما من عبد یحب اللہ ورسولہ الا الفقر اسرع الیہ من جریۃ السیل علی وجھہ)

دنیوی مصلحتیں رکاوٹ بن جاتی ہیں

نجران (یمن) کا عیسائی وفد ہجرت کے دسویں سال مدینہ آیا۔ اس کے لمبے قصہ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ مدینہ سے واپس ہوتے ہوئے ان کا بڑا پادری ابوحارثہ بن علقمہ خچر پر سوار تھا۔ خچر نے ایک مقام پر ٹھوکر کھائی۔ پادری زمین پر گر پڑا۔ پادری کا بھائی کرز بن علقمہ جو ساتھ تھا، اس کی زبان سے نکلا تَعِسَ الْاَبعد۔ ابعد سے اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا۔ یعنی محمد کا برا ہو۔ پادری نے فوراً کہا: تعست امك (تمھاری ماں کا برا ہو) کرز بن علقمہ نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کہا۔ پادری نے جواب دیا: واللہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہی وہ نبی منتظر ہیں جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی تھی۔ کرز بن علقمہ نے یہ سن کر کہا: پھر آپ لوگ اس کی نبوت کا اقرار کیوں نہیں کرتے۔ پادری نے کہا:

اِنَّ ھٰولاءِ الملوك اعطونا اموالا کثیرۃ	کیونکہ یہ بادشاہ ہم کو کافی مال دیتے ہیں اور ہماری
واکرمونا فلو آمنا بمحمد لاخذوا منا کل	عزت کرتے ہیں۔ اگر ہم محمد کی نبوت کو مان لیں تو یہ ساری
ھٰذہ الاشیاء (محمد بن اسحٰق بحوالہ تفسیر رازی)	چیزیں وہ ہم سے واپس لے لیں گے۔

فرض سے آگے بڑھ کر قربانی دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بدر کے لئے نکلے۔ روحاء پہنچ کر آپ نے قیام کیا اور لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، آپ نے پوچھا: کیف ترون (تمھاری کیا رائے ہے) پہلے حضرت ابوبکر رض نے جواب دیا۔ مگر آپ نے التفات نہیں فرمایا (فاعرض عنہ) اور دوبارہ فرمایا "تمھاری کیا رائے ہے"۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے۔ مگر آپ نے التفات نہیں فرمایا، اور پھر کہا "تمھاری کیا رائے ہے"۔ اب سعد بن معاذ

انصاری رض اٹھے۔ انھوں نے کہا: واللہ لکانک تریدنا یارسول اللہ (خدا کی قسم شاید آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے اے خدا کے رسول) آپ نے فرمایا "ہاں"۔ اصل یہ ہے کہ انصار نے آپ سے بیعت نصار کی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مدینہ میں آپ کی حفاظت کریں گے۔ مگر باہر (بدر) جاکر دشمنوں سے لڑنا اس بیعت میں شامل نہ تھا۔ اس لئے ان سے پوچھنا ضروری تھا۔ مقداد بن عمر رض نے کہا:

اذاً لانقول لک یارسول اللہ کما قال قوم موسیٰ لموسیٰ علیہ السلام اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون (البدایہ والنہایہ)

اس وقت ہم آپ کو اُس طرح نہیں کہیں گے جس طرح موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے کہا تھا تم اور تمہارا رب جاکر لڑے ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے)

سعد بن معاذ رض نے کہا: ہم آپ سے عہد کر چکے ہیں کہ ہم آپ کی سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔ اے خدا کے رسول! چلئے جس چیز کا بھی آپ کا ارادہ ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی سواریاں سمندر میں گھسا دیں تو ہم ان کو سمندر میں گھسا دیں گے۔ اگر آپ حکم دیں کہ ہم اپنی اونٹنیوں کو برک غماد (یمن) تک لے جاتے ہوئے ان کا کلیجہ چھلنی کریں تو ہم ایسا ضرور کریں گے۔ ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا" راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا چلو۔ اللہ نے تمہارے لئے فتح و نصرت کا فیصلہ کر دیا ہے۔

زندگی اس کے لئے ہے جو موت سے نڈر ہو جائے

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رض نے ایک بار اسلامی سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رض کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے خالد، موت کے شیدائی بن جاؤ تم کو زندگی مل جائے گی (یا خالد احرص علی الموت توھب لک الحیاۃ)

دین وہی ہے جو آدمی کے اندر گہری تبدیلی پیدا کرے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ، پرہیزگار بنو تم سب سے زیادہ عبادت کرنے والے ہو جاؤ گے۔ قانع بنو تم سب سے زیادہ شکر کرنے والے بن جاؤ گے۔ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تم ایمان والے ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوس والوں کے ساتھ بہتر پڑوسی بن کر رہو تم اسلام والے ہو جاؤ گے۔ اور ہنسی کم کرو کیونکہ زیادہ ہنسا دلوں کو مردہ کرتا ہے (یا اباھریرۃ کن ورعا تکن اعبد الناس، وکن قنعا تکن اشکر الناس، واحب للناس ماتحب لنفسک تکن مؤمنا واحسن جوار من جاورک تکن مسلما، واقل الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلوب، ابن ماجہ)

توبہ نام ہے اپنے کئے پر پچھتانے کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التوبۃ الندم یعنی توبہ یہ ہے کہ آدمی نے جو کچھ کیا ہے اس پر اس کو شرمندگی ہو۔

انسان کے معاملہ کو خدا کا معاملہ سمجھنا

حضرت ابومسعود بدری کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ اس اثنا میں میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی۔ " اے ابومسعود " مگر غصہ کی وجہ سے میں اس آواز کو پہچان نہ سکا۔ پھر جب آدمی قریب آگیا تو میں نے دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ فرمارہے تھے۔ اے ابومسعود، جان لو کہ خدا تمہارے اوپر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تم اس غلام کے اوپر قادر ہو۔ (اِعلم ابامسعود اَنّ اللّٰه اَقدر علیك منك علیٰ هذا الغلام) یہ سن کر خوف کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ میں نے کہا کہ اے خدا کے رسول، وہ اللہ کی خوشنودی کے لیے آج سے آزاد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابومسعود ایسا نہ کرتے تو آگ ان کو پکڑ لیتی۔ (مسلم)

تواضع

مصنوعی ادب واحترام اسلام کا طریقہ نہیں

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ سے زیادہ محبوب ہمارے لئے کوئی نہ تھا۔ مگر جب وہ ہمارے پاس آتے تو ہم آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے۔ کیوں کہ ہم جانتے تھے کہ آپ اس کو پسند نہیں کرتے تھے (مسلم)

ضرورت سے زیادہ چیزوں کے عادی نہ بنو

عبداللہ بن شریک اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ نے فرمایا: تو بڑی اچھی خوشبو والا ہے۔ تیرا رنگ بھی اچھا ہے۔ اور تیرا ذائقہ بھی اچھا۔ مگر میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کا عادی میں نہیں ہوں (ولکن اکرہ ان اعود نفسی مالم تعتد ہ، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۸۱)

فخر کی نفسیات میں مبتلا ہونے والا خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے

ابونعیم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک بار ایک نیا کُرتا پہنا۔ میں اس کو دیکھتی تھی اور خوش ہوتی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیا دیکھ رہی ہو۔ اللہ تمہاری طرف دیکھنے والا نہیں (ما تنظرین، ان اللہ لیس بناظر الیک) میں نے کہا کیوں۔ فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ بندے کے اندر جب دنیا کی زینت سے احساس فخر پیدا ہوتا ہے تو اس کا رب اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ بندہ اس زینت کو چھوڑ نہ دے۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کرتے کو اتارا اور اس کو صدقہ کر دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تمہارا یہ صدقہ تمہارے لئے کفارہ بن جائے (عسی ذلک ان یکفر عنک، حلیۃ الاولیاء جلد ۱)

غصہ پر قابو رکھنا سب سے بڑی بہادری ہے

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ پہلوان کس کو سمجھتے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ وہ شخص جو لوگوں کو کشتی میں پچھاڑ دے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے (ولکنہ الذی یملک نفسہ عند الغضب (مسلم)

سب کچھ کر کے بھی یہی سمجھنا کہ کچھ نہیں کیا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر مغیرہ بن شعبہ رضؓ کے مجوسی غلام ابولولو نے قاتلانہ حملہ کیا۔ مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے دودھ منگا کر پیا تو دودھ کی سفیدی زخموں کے راستہ سے بہہ پڑی۔ آپ نے فرمایا: واللہ لو ان لی طلاع الارض ذہبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ من قبل ان اراہ (خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اسے فدیہ دے دیتا قبل اس کے کہ میں اسے دیکھوں)۔ عبداللہ بن عباس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے دعا کی کہ اللہ آپ کے ذریعہ دین کو اور مسلمانوں کو طاقت دے جب کہ مسلمان مکہ میں حالت خوف میں تھے۔ آپ اسلام لائے۔ آپ کا اسلام باعث قوت ہوا۔ آپ کے ذریعہ اسلام کو سربلندی ملی۔ آپ نے ہجرت کی اور آپ ہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ پھر رسول اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہوئی اور وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ خلیفہ اول کے مشیر اور مددگار رہے اور ان کی وفات ہوئی اور وہ آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں کے امیر مقرر ہوئے۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ شہروں کو آباد کیا، دولت کی بہتات کردی، آپ کے ذریعہ اسلام کے دشمنوں کا خاتمہ کیا۔ پھر شہادت پر آپ کا خاتمہ لکھ دیا۔ پس مبارک ہو۔" عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس نے دھوکا کھایا جو تم لوگوں کے دھوکہ میں آگیا۔" پھر فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم قیامت کے دن میرے لئے گواہی دو گے۔" انھوں نے کہا ہاں۔ پھر اپنے لڑکے سے کہا: اے عبداللہ! میرا چہرہ زمین پر رکھ دو۔ وہ حضرت عمر کا سر اپنی ران پر لئے ہوئے تھے۔ انھوں نے ران سے اٹھا کر پنڈلی پر رکھ لیا۔ حضرت عمر نے کہا: "تم میرا رخسار زمین سے ملا دو۔" انھوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر نے کہا: عمر! خرابی ہے تیری اور تیری ماں کی اگر اللہ نے تجھے معاف نہ کیا (ویلک و ویل امک یا عمر! ان لم یغفر اللہ لک (طبرانی) اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

ہر حال میں عبدیت پر قائم رہنا

امام نسائی اور امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ غزوۂ بدر کے سفر میں ہر تین آدمی کے درمیان ایک اونٹ تھا۔ لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپ کے ساتھ دوسرے دو آدمی ابولبابہؓ اور علی بن ابی طالب رضؓ تھے۔ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ارکب حتی نمشی عنک (آپ سوار رہیے۔ ہم آپ کے بدلے پیدل چلیں گے) آپ نے فرمایا: تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ مجھ کو تم سے کم ثواب کی ضرورت ہے (ما انتما باقوی منی ولا انا باغنی عن الاجر منکما (البدایہ والنہایہ جلد ۳)

تکلف کے بجائے ضرورت کا لحاظ کرنا

ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ نے ابوایوب انصاری کے گھر میں قیام فرمایا۔ ان کے گھر کے اوپر ایک کوٹھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے حصہ میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب اپنے گھر والوں کے ساتھ اوپر تھے۔ ان کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ رسول نیچے ہوں اور وہ اوپر ہوں۔ انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول! آپ اوپر کے حصہ میں قیام کریں۔ ہم لوگ نیچے رہیں گے۔ آپ نے فرمایا: اس کا خیال مت کرو میرے لئے نیچے کا قیام زیادہ بہتر ہے۔ کیوں کہ ملاقات کے لئے آنے والوں کو اس میں زیادہ آسانی ہوگی (سیرت ابن کثیر، جلد ۲)

جانوروں پر مہربانی

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک مقام پر ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ایک چڑیا تھی۔ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے بچوں کو پکڑ لیا۔ چڑیا بولنے اور پر پھڑپھڑانے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کس نے اس چڑیا کو تکلیف دی ہے۔ اس کے بچے کو اسے لوٹا دو۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ چیونٹیوں کے گھر کو جلایا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کس نے اس کو جلایا ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم لوگوں نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: آگ کے رب کے سوا کسی اور کے لئے آگ کا عذاب دینا جائز نہیں۔

(انہ لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار (مسلم)

کسی کھانے کو حقیر نہ سمجھے

امام بیہقی نے حضرت امین سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ کے یہاں کچھ مہمان آئے۔ آپ ان کے سامنے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کہ اس کو کھائیے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "کیا ہی بہترین سالن ہے سرکہ"! نیز آپ نے فرمایا: ہلاکت ہے اس قوم کے لئے جو اس چیز کو حقیر سمجھے جو اس کے سامنے پیش کی گئی ہو (هلاك بالقوم ان يحتقروا ما قدم اليهم (کنز العمال جلد ۵)

کبر کا رویہ اللہ کو پسند نہیں

ابونعیم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی۔ اس کے پاس کوئی چیز تھی جو وہ مجھ کو دینا چاہتی تھی۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کا ہدیہ لینا پسند نہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اس کے ہدیہ کو قبول کر لیتیں اور اس کو کچھ بدلہ دے دیتیں: میرا خیال ہے کہ تم نے اس کو حقیر سمجھا۔ اے عائشہ! تواضع اختیار کر۔ کیوں کہ اللہ تواضع کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور متکبرین سے بغض رکھتا ہے۔ (ما اراك حقرتيها فتواضعي يا عائشة۔ فان الله يحب المتواضعين ويبغض المستكبرين (حلیۃ الاولیاء، جلد ۴)

شان ظاہر کرنے کے لئے دعوت کا اہتمام پسندیدہ نہیں

احمد اور ابن المبارک نے حمید بن نعیم سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو کھانے کی ایک دعوت میں بلایا گیا جس کو انھوں نے قبول کر لیا۔ جب وہ دونوں اس کے لئے جانے لگے تو عمر رض نے عثمان رض سے کہا: میں اس کھانے کے لئے چل رہا ہوں۔ مگر مجھ کو پسند تھا کہ میں اس میں نہ جاتا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کس لئے۔ انھوں نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہ فخر و نمائش کے لئے کیا گیا ہو (خشيت ان يكون مباهاة' کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۶۶)

تواضع سے بلندی پیدا ہوتی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا۔ معافی صرف بندہ کی عزت کو بڑھاتی ہے اور تواضع سے ہمیشہ آدمی کا درجہ بلند ہوتا ہے (ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله عبدا بعفو الا عزا وما تواضع احد لله الا رفعه الله، مسلم)

رسول نے اپنا ہاتھ چومنے کی اجازت نہ دی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دکان دار کے یہاں سے کپڑا خریدا۔ خریداری سے فارغ ہو کر جب آپ اٹھنے لگے تو دکان دار نے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہا آپ نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا: یہ کام وہ ہے جس کو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ مگر میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں صرف تم میں سے ایک آدمی ہوں (هذا تفعله الاعاجم بملوكها ولست بملك انما انا رجل منكم)

حق کے ساتھ تحقیر کا معاملہ کرنا کبر ہے

ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبر کا تذکرہ ہوا تو آپ نے اس کے بارے میں سخت الفاظ کہے پھر یہ آیت پڑھی: ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (اللہ کسی خود پسند اور بڑائی کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا) اس موقع پر ایک شخص نے کہا: خدا کی قسم اے خدا کے رسول میں اپنے کپڑے دھوتا ہوں تو مجھے اس کی سفیدی پسند آتی ہے۔ مجھے اپنے جوتے کا تسمہ پسند آتا ہے۔ مجھے اپنے کوڑے کا لٹکن اچھا معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ کبر نہیں۔ کبر تو یہ ہے کہ تم حق کی ناقدری کرو اور لوگوں کو حقیر جانو (انما الکبر ان تسفہ الحق وتغمط الناس، تفسیر ابن کثیر جلد ثالث، صفحہ ۶۷)

لوگوں کے درمیان امتیاز کے بغیر بیٹھنا

عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں آئے۔ میں نے چمڑے کا ایک تکیہ آپ کو پیش کیا جس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان پڑا رہا (دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالقیت لہ وسادۃ من ادم حشوہا لیف فجلس علی الارض وصارت الوسادۃ بینی وبینہ، الادب المفرد صفحہ ۱۷۲)

معمولی آدمی کی بات پر بھی پوری توجہ دو

ابو رفاعہ تمیم بن اُسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں اپنے وطن سے چل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں پہنچا تو آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسول، میں ایک مسافر آدمی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم دین کیا ہے۔ میں آپ سے دین کی بابت پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف آئے اور خطبہ چھوڑ دیا۔ میرے پاس آکر آپ بیٹھ گئے اور اللہ نے جو کچھ آپ کو بتایا تھا وہ مجھ کو بتانا شروع کیا۔ مجھ کو بتانے کے بعد واپس ہوئے اور دوبارہ اپنے خطبہ کو مکمل کیا۔ (مسلم)

بڑوں کے آگے چلنا گستاخی نہیں ہے

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اپنا اونٹ اس سے آگے نہیں بڑھاتا تھا۔ ایک دن ایک دیہاتی آیا۔ وہ ایک چھوٹی اونٹنی پر سوار تھا۔ اس کی اونٹنی آپ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔ مسلمانوں پر یہ بات شاق گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اندازہ ہوا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے اس کا ذمہ لیا ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی اونچی ہوگی اس کو نیچا کرے گا (حق علی اللہ ان لا یرتفع شیئ من الدنیا الا وضعہ، بخاری)

جو اپنے کو چھوٹا جانے وہی اللہ کے نزدیک بڑا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔ وہ اپنے جی میں اپنے کو حقیر سمجھتا ہے مگر لوگوں کے نزدیک وہ بڑا ہوتا ہے (مختصر تفسیر ابن کثیر، جلد ثانی، صفحہ ۳۷۷)

خود پسندی خدا کو پسند نہیں

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نیا کرتا پہنا۔ میں گھر میں چل رہی تھی اور کپڑے کی طرف دیکھتی جاتی تھی۔ اتنے میں میرے والد ابوبکر میرے یہاں آئے۔ انھوں نے پوچھا تم کیا دیکھ رہی ہو، خدا تمھاری طرف دیکھنے والا نہیں۔ میں نے کہا، کیوں؟۔ انھوں نے کہا "کیا تم کو نہیں معلوم کہ بندے کے اندر جب زینت دنیا کی وجہ سے عجب (خود بینی) پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا خدا اس سے ناراض ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے وہ کپڑا اتارا اور اس کو صدقہ کر دیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا امید ہے کہ یہ تمھارے لئے کفارہ بن جائے (کنز العمال جلد ۸)

درمیانی انداز کا کپڑا پہنو

حضرت وقدان تابعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا۔ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا تھا کہ میں کپڑوں میں سے کون سا کپڑا پہنوں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ایسا کپڑا پہنو کہ نادان لوگ تمھاری تحقیر نہ کریں اور سنجیدہ لوگ تم کو سخت سست نہ کہیں۔ آدمی نے پوچھا کہ وہ کپڑا کون سا ہے۔ انھوں نے جواب دیا وہ کپڑا جس کی قیمت ۵ درہم اور دس درہم کے بیچ میں ہو۔ (سمعت ابن عمر و سأله رجل ما البس من الثياب؟ قال: ما لا يزدريك فيه السفهاء ولا يعتبك به الحلماء، قال: ما هو؟ قال: ما بين الخمسة الى العشرين درهما، حلية الاولياء لابی نعيم)

دسترخوان پر اپنے قریب کی پلیٹ سے کھانا

حضرت عمرو بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ تو میں پیالہ کے ہر طرف سے ہاتھ بڑھا کر گوشت لینے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہا جو تمھارے قریب ہے اس میں سے کھاؤ (كل مما يليك، کنز العمال جلد ۸)

اللہ اپنے نبی سے کس چیز پر راضی ہوا

حضرت عطار خراسانی تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر دیکھے ہیں۔ وہ کھجور کی ٹہنیوں کے تھے۔ ان کے دروازوں پر ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے تھے جو کالے بال سے تیار کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی طرف سے مدینہ کے حاکم کے پاس خط آیا جس میں مسجد نبوی کی نئی تعمیر کا حکم تھا اور یہ ہدایت دی گئی تھی کہ ازواج رسول کے حجرے توڑ کر مسجد نبوی میں داخل کر دئے جائیں۔ اس حکم کو معلوم کر کے مدینہ کے بہت سے لوگ رو پڑے۔ حضرت ابو امامہ انصاری نے کہا کاش کہ یہ حجرے اسی طرح چھوڑ دئے جاتے اور گرائے نہ جاتے تاکہ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے سے رک جاتے۔ اور وہ دیکھ

لیتے کہ اللہ اپنے نبی سے کس چیز پر راضی ہوا حالانکہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں اس کے ہاتھ میں تھیں (لیتھا ترکت فلم تھدم حتی یقصر الناس عن البنار ، دیروا مارضی اللہ لنبیہ ومفاتیح خزائن الدنیا بیدہ ، طبقات ابن سعد جلد ۸)

بیٹی کے نکاح کے لئے غریب دیندار کو پسند کرنا

حضرت ابوالدرداء انصاری کی ایک لائق لڑکی تھی جس کا نام درداء تھا۔ یزید ابن معاویہ نے درداء سے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت ابوالدرداء نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ایک عام مسلمان نے درداء سے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت ابوالدرداء نے اس کو قبول کر لیا اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا۔ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا کہ امیر معاویہ کے لڑکے نے ابوالدرداء کے یہاں پیغام دیا مگر اس کو انھوں نے رد کر دیا اور کمزور مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پیغام دیا تو اس کو انھوں نے قبول کر لیا اور اس کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی۔ حضرت ابوالدرداء نے اس کو سنا تو کہا۔ اس رشتہ میں میں نے درداء کا لحاظ کیا۔ تمھارا کیا خیال ہے۔ جب درداء کے سرہانے غلاموں کی قطار کھڑی ہوتی اور وہ اپنے آپ کو ایسے گھر میں پاتی جس کو دیکھ کر آنکھیں چکاچوند ہوں تو ایسے وقت میں اس کا دین کہاں رہ جاتا (این دینھا منھا یومئذ ، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم)

سکھ کا راز قناعت ہے

حضرت سعد نے اپنے بیٹے سے کہا : اے میرے بیٹے ، جب تم مال طلب کرو تو اس کو قناعت کے ساتھ طلب کرو۔ کیونکہ جس کے اندر قناعت نہ ہو مال اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتا (اذا طلبت الغنار فاطلبہ بالقناعۃ فانہ من لم یکن لہ قناعۃ لم یغنہ مال ، کنز العمال جلد ۲)

ہر آدمی یا جنت کی طرف جا رہا ہے یا دوزخ کی طرف

مسلم بن بشیر کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ اپنی بیماری میں روئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ اے ابو ہریرہ کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے۔ انھوں نے کہا : میں تمھاری اس دنیا کے لئے نہیں روتا۔ بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میرا سفر لمبا ہے اور زاد راہ کم ہے۔ میں نے ایک ایسے ٹیلہ پر صبح کی ہے جو جنت یا دوزخ کی طرف اتر رہا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ مجھے ان دونوں میں سے کس طرف چلایا جائے گا (بکی ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی مرضہ فقیل لہ ما یبکیک یا ابا ھریرۃ ، قال اما انی لا ابکی علی دنیاکم ھٰذہ ولکنی ابکی لبعد سفری وقلۃ زادی۔ اصبحت فی صعود مھبطۃ علی جنۃ ونار فلا ادری الی ایھما یسلک بی ،

طبقات ابن سعد جلد ۴)

بندوں کے درمیان متواضع بن کر رہو

عن عیاض بن حمار رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ اللّٰہ اوحیٰ الیّ ان تواضعوا حتی لایفخر احدٌ علی احدٍ ولایبغی احدٌ علی احدٍ۔ (مُسلم)

حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص پر فخر نہ کرے اور ایک شخص دوسرے شخص پر زیادتی نہ کرے۔

توکل

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں

ابن عساکر نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: من لم یدر ان للہ علیہ نعمۃ الا فی الاکل والشرب فقد قل فہمہ وحضر عذابہ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱) جس شخص نے یہ نہ جانا کہ کھانے پینے کے سوا بھی اس کے اوپر اللہ کی نعمتیں ہیں، اس کی سمجھ بہت کم ہے اور عذاب اس کے لئے تیار ہے۔

اللہ سے تعلق روح کی غذا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے پلاتا ہے (انی ابیت لی مُطعِم یطعمنی وساق یسقینی)

ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو

ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضہ کو ایک خط میں نصیحت کرتے ہوئے لکھا: کونوا من اللہ علی وجل وتعلموا کتاب اللہ فانہ ینابیع العلوم وربیع القلوب (کنزالعمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۸) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کی کتاب کو سیکھو کیوں کہ وہ علوم کی سرچشمہ اور دلوں کے لئے موسم بہار ہے۔

اللہ کی رحمتوں کی کوئی حد نہیں

ابن ماجہ نے محمد بن کعب قرظی کے واسطہ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما کان اللہ لیفتح باب الشکر ویخزن باب المزید وما کان اللہ لیفتح باب الدعاء ویخزن باب الاجابۃ وما کان اللہ لیفتح باب التوبۃ ویخزن باب المغفرۃ (کنزالعمال جلد ۲)

اللہ ایسا نہیں کرتا کہ وہ کسی کے اوپر شکر کا دروازہ کھولے اور زیادتی کے دروازہ کو بند کردے۔ اللہ ایسا نہیں کرتا کہ دعا کا دروازہ کھولے اور قبولیت کے دروازہ کو بند کردے۔ اللہ ایسا نہیں کرتا کہ توبہ کے دروازہ کو کھولے اور مغفرت کے دروازہ کو بند کردے۔

اللہ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمام بن ثعلبہ رضہ کو بھیجا کہ وہ اپنے قبیلہ بنوسعد بن بکر کے لوگوں کو توحید کا پیغام پہنچائیں۔ حضرت ضمام نے آکر اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا اور کہا: بئست اللات والعزیٰ (کیسے برے ہیں لات اور عزیٰ کے بت) لوگوں نے جواب دیا: مہ یا ضمام! اتق البرص اتق الجذام واتق الجنون (رکو اے ضمام۔ برص سے ڈرو، جذام سے ڈرو، پاگل پن سے ڈرو۔ لات اور عزیٰ ان کے بزرگوں کے مجسمے تھے جن کو وہ پوجنے لگے تھے۔ ان کو ڈر ہوا کہ بزرگوں کو برا کہنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ ضمام بن ثعلبہ پاگل ہوجائیں یا ان کو برص اور جذام جیسی بیماری ہوجائے۔ انھوں نے کہا: ویلکم انہما واللہ لا یضران ولا ینفعان (سیرۃ ابن ہشام) تمھارا برا ہو۔ خدا کی قسم لات اور عزیٰ نہ تو کوئی نقصان کرسکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے۔

جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا ہم آپ کی پہرہ داری نہ کریں۔ آپ نے فرمایا: آدمی کی تقدیر اس کی پہرہ داری کرتی ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: وانہ لا یجد طعم الایمان حتی یعلم ان ما اصابہ لم یکن لیخطئہ وما اخطأہ لم یکن لیصیبہ (ابوداؤد) ایمان کی لذت آدمی اس وقت تک نہیں پاتا جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ جو کچھ اس پر گزرا ہے وہ اس سے چوکنے والا نہ تھا اور جو کچھ اس پر نہیں گزرا وہ اس پر گزرنے والا نہ تھا۔

ایک معمولی چیز بھی بہت بڑی نعمت ہے

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے: ما من عبد یشرب الماء القراح فید خل بغیر اذی ویخرج بغیر اذی الا وجب علیہ الشکر (کنز العمال جلد ۲) ایک بندہ سادہ پانی پیے۔ اور وہ پانی تکلیف کے بغیر اندر داخل ہوجائے اور تکلیف کے بغیر باہر نکل جائے تو اس پر اللہ کا شکر واجب ہے۔

اسلام اس لئے ہے کہ آدمی اس کے ساتھ جئے

عن حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف ان رجلا اتی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ علّمنی کلماتٍ اعیشُ بھن ولا تکثر علی فانسیٰ۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تغضب (موطا الامام مالک، کتاب الجامع)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے خدا کے رسول مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جس کے ساتھ میں جیوں اور لمبا نہ کیجئے کہ میں بھول جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کر

اللہ سے اس حال میں ملو کہ کسی کا بوجھ تم پر نہ ہو

ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے بتائیے کہ علم کیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا: علم کی باتیں اس سے زیادہ ہیں کہ میں ان کو تمھیں لکھوں۔ مختصر یہ کہ اگر تم سے ہوسکے تو اللہ سے اس طرح ملو کہ تم نے اپنی زبان کو مسلمانوں کی عزت پر حملہ کرنے سے روکا ہو۔ تمھاری پیٹھ ان کے خون سے ہلکی ہو۔ تمھارا پیٹ ان کے مال سے خالی ہو۔ تم نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت سے باندھ رکھا ہو (کتب رجل الی ابن عمر رضی اللہ عنہ یسألہ عن العلم فاجابہ: ان العلم اکثر من ان اکتب بہ الیک ولکن اذا استطعت ان تلقی اللہ کافّ اللسان عن اعراض المسلمین، خفیف الظہر من دمائھم، خمیص البطن من اموالھم، لازما لجماعتھم فافعل)

آدمی غیر معمولی حالات میں پہچانا جاتا ہے

لا یعرف الحلم الا ساعۃ الغضب۔ حلم و بردباری کی پہچان صرف اس وقت ہوتی ہے جب کہ آدمی غصہ کی حالت میں ہو (ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ۱۵۵)

خدا کے انتظام پر قانع رہنا

عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزوجل ان من عبادی من لا یصلح ایمانہ الا الفقر وان بسطت علیہ افسدہ ذالک۔ وان من عبادی من لا یصلح ایمانہ الا الغنی ولو افقرتہ لافسدہ ذالک۔ وان من عبادی من لا یصلح ایمانہ الا الصحۃ ولو اسقمتہ لافسدہ ذالک۔ وان من عبادی من لا یصلح ایمانہ الا السقم ولو اصححتہ لافسدہ ذالک۔ وان من عبادی من یطلب بابًا من العبادۃ فاکفہ عنہ لکیلا یدخلہ العجب انی ادبر امر عبادی بعلمی بما فی قلوبھم انی علیم خبیر۔

(طبرانی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندوں میں کوئی ہے جس کے ایمان کو صرف محتاجی درست کر سکتی ہے اور اگر میں اس کے لیے کشادگی کر دوں تو وہ اس کو بگاڑ دے اور میرے بندوں میں کوئی ہے جس کے ایمان کو صرف دولتمندی درست کر سکتی ہے اور اگر میں اس کو محتاجی میں ڈال دوں تو وہ اس کو بگاڑ دے۔ اور میرے بندوں میں کوئی ہے جس کے ایمان کو صرف تندرستی درست رکھ سکتی ہے اور اگر میں اس کو بیمار کر دوں تو وہ اس کو بگاڑ دے اور میرے بندوں میں کوئی ہے جو عبادت کا ایک دروازہ مجھ سے طلب کرتا ہے میں اس کو اس سے روک دیتا ہوں تاکہ اس کے اندر گھمنڈ نہ پیدا ہو جائے۔ میرے بندوں کے دلوں میں جو کچھ ہے میں اس کو جانتا ہوں اور اپنے علم کے مطابق اپنے بندوں کے معاملہ کی تدبیر کرتا ہوں۔

آداب کلام

اس معاشرہ میں کوئی خوبی نہیں جس میں تنقید اور نصیحت کا ماحول نہ ہو

طبرانی نے عبدالعزیز بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ کچھ لوگوں کو آپ سے شکایت ہوئی۔ انھوں نے ایک موقع پر آپ کو دھکا دے کر گرا دیا۔ آپ کے لڑکے دوڑے تو آپ نے فرمایا: ٹھیرو۔ خدا کی قسم کوئی جان جو نکالی جانے والی ہو، اس کا نکالا جانا مجھ کو ابو بکرہ کی جان نکالے جانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ لڑکوں نے پوچھا کیوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں وہ زمانہ پاؤں جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرسکوں، کیوں کہ اس وقت کوئی خیر نہ ہوگا (انی اخشی ان ادرك زمانا لا استطیع ان آمر بالمعروف ولا انہی عن منکر۔ ولا خیر یومئذ)

تنقید سن کر برہم نہ ہونا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خالد بن الولید کو فوج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا۔ امام احمد نے ناشرہ بن سمی الیزنی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے یوم جابیہ میں عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو بتاتا ہوں کہ میں نے خالد بن الولید کو کیوں معزول کیا۔ میں نے ان کو حکم دیا کہ اس مال کو کمزور مہاجرین کے لئے روکیں۔ مگر انھوں نے اس کو صاحب شرف اور صاحب لسان کو دے دیا۔ اس بنا پر میں نے ان کو معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ ابو عبیدۃ بن جراح کو مقرر کر دیا۔" ابو عمرو بن حفص (حضرت خالد کے رشتہ دار) مجمع میں موجود تھے۔ وہ اس کو سن کر اٹھے اور کہا: خدا کی قسم اے عمر بن خطاب! یہ کیا عذر ہے جو تم نے بیان کیا۔ تم نے اس شخص کو ہٹا دیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا، تم نے وہ تلوار میان میں ڈال دی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نیام کیا تھا، تم نے وہ جھنڈا گرا دیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا (ووضعت لواء نصبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

تم نے اپنے چچا کے لڑکے سے حسد کا معاملہ کیا"۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنا اور اس کے بعد نرمی کے ساتھ فرمایا: تم خالد کے قریبی ہو، نو عمر ہو، اپنے چچا زاد بھائی کے معاملہ میں غصہ میں آگئے ہو (انك قریب القرابۃ، حدیث السن، معغضب فی ابن عمك)

ان کا اختلاف حق کے لئے ہوتا تھا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وظائف کی تقسیم میں مساوات برتتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ مہاجرین و انصار کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دیجئے۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: ان کی فضیلت اللہ کے یہاں ہے۔ یہ گزر بسر کی چیز ہے، اس میں برابری بہتر ہے (فضائلھم عند اللہ واما ھذا المعاش فالسویۃ فیہ خیر، احمد)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے اختلاف تھا۔ آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے تقسیم وظائف میں درجات کے اعتبار سے فرق کیا۔ آپ نے مہاجرین و انصار کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے چار چار ہزار درہم۔ اس اصول کے مطابق اسامہ بن زید کو چار ہزار درہم ملے۔ تاہم اپنے لڑکے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو صرف

تین ہزار درہم دیئے۔ انھوں نے کہا: "اسامہ بن زید کو آپ نے چار ہزار درہم دیئے اور میرے لیے تین ہزار درہم مقرر کئے۔ ان کو یا ان کے باپ کو کون سی فضیلت حاصل ہے جو مجھ کو نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ (ان اباہ کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیک وھو کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک، بزار) ایک روایت کے مطابق عمر رضی اللہ عنہ نے آخر عمر میں فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے عملاً زیادہ درست تھی (فرایہ خیر رائی، بزار)

وہ یاد دلاتے ہی واپس دوڑ پڑے

حنین کی جنگ میں ابتداءً مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ وہ میدان مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے۔ ان سے آپؐ نے کہا: اے چچا لوگوں کو پکاریئے۔ انھوں نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا: یا اصحاب السمرۃ (اے کیکر کے درخت کے نیچے موت کی بیعت کرنے والو، کہاں جارہے ہو) حضرت عباس کہتے ہیں: خدا کی قسم جب انھوں نے میری آواز سنی تو انھوں نے کہا یا لبیکاہ، یا لبیکاہ۔ ہم آئے، ہم آئے۔ اور رسول اللہ کی طرف اس طرح دوڑ پڑے جیسے گائے اپنے بچھڑوں کی طرف دوڑتی ہے۔ (رواہ مسلم عن ابن وہب)

قرآن سامنے آتے ہی رک جانا

عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں عُیینہ بن حِصن مدینہ آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے یہاں ٹھہرے۔ حر بن قیس ان لوگوں میں تھے جن کو عمر رضی اللہ عنہ کی قربت حاصل تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور ان کے مشوروں میں شریک ہونے والے قرآن کے علماء ہوتے تھے خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ عیینہ نے حر بن قیس سے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کو امیرالمومنین کے یہاں رتبہ حاصل ہے، میرے لئے امیرالمومنین سے ملنے کی اجازت حاصل کرو۔ انھوں نے اجازت مانگی اور عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ عیینہ آئے اور کہا: اے خطاب کے لڑکے! تم ہم کو نہ مال دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو (ھی یا ابن الخطاب! فواللہ ما تعطینا الجزل ولا تحکم فینا بالعدل)۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آگئے۔ قریب تھا کہ ان پر ٹوٹ پڑیں۔ اتنے میں حر بن قیس نے کہا: اے امیرالمومنین! اللہ نے اپنے رسول سے کہا ہے "معافی کا طریقہ اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو (اعراف ۱۹۹) اور یہ شخص یقیناً جاہل ہے۔ راوی کہتے ہیں: واللہ ما جاوزھا عمر حین تلاھا وکان وقافا عند کتاب اللہ (بخاری) خدا کی قسم۔ قرآن کی آیت سننے کے بعد عمر رضؓ نے ذرا بھی تجاوز نہیں کیا۔ وہ قرآن کے سامنے بہت زیادہ رک جانے والے تھے۔

ضد اور عناد ان کے لئے سچائی کو پہچاننے میں رکاوٹ نہ بن سکا

ہجرت سے چند سال پہلے مدینہ میں اسلامی دعوت کا آغاز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضؓ کو مدینہ بھیجا۔ وہ وہاں پہنچ کر خاموشی سے لوگوں کے درمیان اسلام کی تبلیغ کرتے اور قرآن پڑھ کر سناتے۔ سعد بن معاذ

مدینہ کے قبیلہ بنو عبد الاشہل کے سردار تھے۔ ان کو معلوم ہوا تو بہت خفا ہوئے۔ ایک روز نیزہ لے کر مصعب بن عمیر کی تلاش میں نکلے۔ بستی کے باہر ایک کنوئیں پر ان کو پایا جو کچھ لوگوں کو جمع کر کے ان کو دینی باتیں بتا رہے تھے۔ سعد بن معاذ قریب آئے اور غصہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا: کون اس اجنبی شخص کو یہاں لایا ہے جو ہمارے کمزور لوگوں کو بہکاتا ہے کیا تم ہمارے گھروں میں وہ چیز داخل کرنا چاہتے ہو جس کو ہم برا سمجھتے ہیں۔ بس آج کے بعد میں تم کو یہاں نہ دیکھوں۔" اسعد بن زرارہ جو ان کے ہم قبیلہ تھے اور اسلام لا چکے تھے بولے: "میرے خالہ زاد بھائی! ان کی بات بھی سن لو۔ اگر نامعقول ہو تو رد کر دینا اور معقول دکھائی دے تو مان لینا۔" سعد بن معاذ کچھ نرم پڑے۔ انھوں نے کہا ان کی بات کیا ہے۔ مصعب بن عمیر نے اس کے جواب میں قرآن سے سورہ زخرف کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا۔ قرآن کو سنتے ہی ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ نئی سوچ میں پڑ گئے۔ یہاں تک کہ چند روز بعد انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اب انھوں نے خود ہی بنو عبد الاشہل میں تبلیغ شروع کر دی۔ انھوں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے کہا:

من شك من صغير او كبير او ذكر او انثى فليأتنا باهدى منه نأخذ به فوالله لقد جاء امر لتحزن فيه الرقاب (ابونعیم فی دلائل النبوۃ)

کسی چھوٹے یا بڑے، مرد یا عورت کو اس کے بارے میں شک ہو تو وہ ہمارے پاس اس سے زیادہ ہدایت والی چیز لے آئے ہم اس کو لے لیں گے۔ خدا کی قسم یہ ایک ایسی بات آگئی ہے کہ اس کے آگے گردنیں جھک جائیں۔

اپنے خلاف تنقید کو پسند کرنا

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیوب کا تحفہ مجھے بھیجے۔

انصاف میں بڑے چھوٹے کا لحاظ نہیں

امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ایک زرہ جنگ جمل میں کھو گئی تھی۔ حضرت علی ایک روز بازار میں چل رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک نصرانی زرہیں بیچ رہا ہے۔ انھوں نے اپنی گم شدہ زرہ اس کے پاس پہچان لی اور کہا کہ یہ میری زرہ ہے۔ مسلمان قاضی میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ حضرت علی امیر المومنین تھے اور قاضی شریح اس وقت قضا کے عہدہ پر تھے۔ مقدمہ قاضی شریح کی عدالت میں پیش ہوا۔ حضرت علی نے کہا: "اے شریح! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرو۔" قاضی شریح نے کہا "اے امیر المومنین۔ آپ کا دعویٰ کیا ہے۔" حضرت علی نے کہا "یہ زرہ میری ہے۔" قاضی شریح نے نصرانی سے کہا: "تم کیا کہتے ہو۔" نصرانی نے کہا: "امیر المومنین غلط بیانی کر رہے ہیں یہ زرہ میری ہے۔" قاضی شریح نے حضرت علی سے کہا: آپ کے گواہ کون ہیں۔ حضرت علی نے اپنے لڑکے حسن اور اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا: حسن کی جگہ کوئی اور گواہ لائیے۔ حضرت علی نے کہا: اتردّ شهادة الحسن (کیا تم حسن کی شہادت کو رد کر رہے ہو) قاضی شریح نے جواب دیا: یہ بات نہیں۔ مگر میں نے آپ ہی سے سن کر یاد کیا ہے کہ لڑکے کی گواہی باپ کی موافقت میں جائز نہیں۔ (لا، ولكن حفظت عنك انه لا تجوز شهادة الولد على والده، (کنز العمال، جلد ۴، صفحہ ۶)

مجلس میں گفتگو کے آداب

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ آپ جب گفتگو کرتے تو مجلس میں بیٹھنے والے اس طرح سر جھکا لیتے گویا ان کے سروں کے اوپر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ جب آپ اپنی بات کہہ کر چپ ہو جاتے تب دوسرے لوگ بولتے۔ آپ کے پاس لوگ کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔ ایک شخص بولتا تو دوسرے لوگ چپ ہو کر سنتے یہاں تک کہ بولنے والا اپنی بات کو پورا کرلے۔ آپ کی مجلس میں ہر شخص کی بات یکساں توجہ سے سنی جاتی (لا یتنازعون عندہ الحدیث۔ ومن تکلم عندہ انصتوا لہ حتی یفرغ۔ حدیثہم عندہ حدیث اولہم، الشمائل للترمذی)

جواب میں الزام تراشی نہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب ابتدائی زمانہ میں آپ کے سرپرست تھے۔ بعثت کے دسویں سال ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو مکہ والوں کو موقع مل گیا۔ انھوں نے آپ کو برادری سے خارج کر دیا۔ اب ضروری تھا کہ آپ اپنے لئے کوئی نیا حمایتی تلاش کریں۔ آپ اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو لے کر عکاظ کے میلہ میں گئے۔ وہاں مختلف قبائل کے خیموں میں جاکر ان سے کہا کہ مجھے اپنی حمایت میں لے لو تاکہ میں اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھ سکوں۔ مگر قریش مکہ کے ڈر سے کوئی تیار نہ ہوا۔ اگلے سال دوبارہ آپ عرب کے میلوں میں حمایتی کی تلاش میں نکلے۔ بالآخر یثرب (مدینہ) کے قبائل اوس و خزرج کے چھ آدمیوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان کو اسلام کا پیغام دیا۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ پر جو وحی آتی ہے وہ کیا ہے۔ آپ نے ان کو سورہ ابراہیم کی آیتیں سنائیں۔ اس کو سن کر ان کا دل نرم ہو گیا۔ انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ یہ رات کا وقت تھا۔ آپ ان لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ عباس بن عبد المطلب ادھر سے گزرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہچان کر وہ وہاں آ گئے۔ انھوں نے پوچھا: "اے میرے بھتیجے یہ کون لوگ تمھارے پاس ہیں"۔ آپ نے جواب دیا: اے میرے چچا یہ یثرب کے رہنے والے ہیں۔ میں نے ان کو وہ دعوت پیش کی جو اس سے پہلے دوسرے قبائل کے سامنے پیش کی تھی، انھوں نے مان لیا اور میری تصدیق کی۔ وہ اس کے لئے تیار ہیں کہ مجھ کو اپنے یہاں لے جائیں۔ عباس بن عبد المطلب سواری سے اتر پڑے۔ انھوں نے اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور کہا: اے اوس اور خزرج کی جماعت! یہ میرا بھتیجا ہے اور وہ مجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر تم نے اس کی تصدیق کی ہے اور اس پر ایمان لائے ہو اور اس کو اپنے یہاں لے جانا چاہتے ہو تو میں تم لوگوں سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل مطمئن رہے۔ وہ یہ کہ تم اس کو رسوا نہیں کروگے اور اس کو دھوکا نہیں دوگے۔ کیوں کہ تمھارے پڑوس میں یہود ہیں اور یہود اس کے دشمن ہیں۔ اور میں اپنے بھتیجے کو ان کے مکر سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ اسعد بن زرارہ، جو یثرب والوں کے سردار تھے، ان کو عباس بن عبد المطلب کا یہ قول برا معلوم ہوا۔ کیوں کہ انھوں نے ان کے کردار پر شک و شبہ کا اظہار کیا تھا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے عباس بن عبد المطلب کا جواب دینے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم جواب دو، مگر جواب میں الزام کا طریقہ نہ اختیار کرنا (اجیبوہ غیر متہمین، ابو نعیم، دلائل النبوۃ ص۱۰۵)

بے فائدہ باتوں کا جواب نہ دینا

ابوسفیانؓ کی بیوی ہند بنت عتبہ فتح مکہ کے بعد اسلام پر بیعت ہونے کے لئے آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے الفاظ ادا کرتے ہوئے فرمایا ولا تقتلن اولادکن (تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگی)۔ ہند نے کہا: انت قتلتھم یوم بدر (ان کو تو آپ ہی نے جنگ بدر میں قتل کردیا)۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: وھل ترکت لنا اولادا نقتلھم (کیا آپ نے ہماری اولاد کو باقی رکھا ہے جو ہم انھیں قتل کریں، تفسیر ابن کثیر جلد ۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور ہند بنت عتبہ کی بیعت قبول کرلی۔

طعن وطنز کی زبان میں کلام کرنا درست نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچ کر جب دیکھا کہ لشکر میں کعب بن مالک رضؓ نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا: ما فعل کعب (کعب نے کیا کیا)۔ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کہا: اے خدا کے رسول، ان کو ان کی چادر نے اور اپنے کاندھوں کو دیکھنے نے روک دیا (حبسہ بُرداہ ونظرہ فی عطفیہ) معاذ بن جبل نے جواب دیا: تم نے نہایت بری بات کہی۔ اے خدا کے رسول! ہم نے کعب میں خیر کے سوا کوئی اور بات نہیں دیکھی (بئس ما قلت، واللہ یا رسول اللہ ما علمنا علیہ الا خیرا، البدایہ والنہایہ)

زبان کو روکنا تمام بھلائیوں کا دروازہ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انھوں نے آپ سے پوچھا: اے خدا کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کردے۔ آپ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات پوچھی۔ اور یہ آسان ہے جس پر اللہ اس کو آسان کردے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ، نماز ادا کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ بھلائی کے دروازے کیا ہیں۔ سنو، روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور رات کی خاموشی میں اٹھ کر نماز پڑھنا۔ پھر فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ دین کا سرا کیا ہے اور اس کا ستون کیا ہے اور اس کی چوٹی کیا ہے۔ میں نے کہا ضرور اے خدا کے رسول۔ فرمایا: اس کا سرا اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ ان تمام چیزوں کی جڑ کیا ہے۔ میں نے کہا ضرور اے خدا کے رسول۔ آپ نے اپنی زبان پکڑلی اور فرمایا کُفَّ علیک ھٰذا (اس کو روکے رکھو) میں نے کہا اے خدا کے رسول ہم جو کچھ بولتے ہیں، کیا اس کا بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تمھاری ماں تمھیں گم کرے۔ لوگ اپنی زبان کی بدولت ہی تو آگ میں منھ کے بل گرائے جائیں گے (ثکلتک امک وھل یکبّ الناس فی النار علی وجوھھم الا حصائد السنتھم، ترمذی)

کھانے کو برا نہ کہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو کبھی اس کو برا نہ کہتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ اگر رغبت ہوتی تو کھا لیتے، ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے (ماعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط۔ ان اشتھاہ اکلہ وان کرھہ ترکہ، بخاری ومسلم)

مشتعل ہوئے بغیر معترض کو جواب دینا

علقمہ کہتے ہیں۔ بنو اسد کی ایک عورت جس کا نام ام یعقوب تھا، عبداللہ بن مسعود رض کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ گودنے والے اور گودنا گدانے والے پر لعنت کرتے ہیں۔ حالاں کہ میں نے قرآن کو شروع سے آخر تک پڑھا ہے اور اس میں میں نے وہ بات نہیں پائی جو آپ کہتے ہیں۔" پھر اس نے کہا: اور میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ کے گھر والے بھی ضرور ایسا کرتے ہوں گے (انی لاظن اھلک یفعلون بعض ذلک) عبداللہ بن مسعود رض نے کہا تم میرے گھر میں جا کر دیکھ لو۔ وہ گھر کے اندر گئی اور دیکھا۔ مگر کسی پر گودنے کا نشان نہ پایا۔ وہ واپس آئی تو عبداللہ بن مسعود رض نے اس سے کہا: کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ "رسول جو دے اس کو لے لو اور جس سے وہ روکے اس سے رک جاؤ"۔ عورت نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا: فانہ قد نھی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے) جامع بیان العلم وفضلہ دوم ۱۸۸

کسی کو حقیر الفاظ میں یاد نہ کیا جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ عائشہ رض کے حجرہ میں تھے۔ گفتگو کے دوران عائشہ رض کی زبان سے اپنی سوکن صفیہ رض کے بارے میں نکل گیا: "حسبک من صفیۃ کذا وکذا"۔ وہ حضرت صفیہ رض کے ناٹے قد کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ یہ سنتے ہی اچانک آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہی کہ اگر اس کو سمندر میں ملایا جائے تو سمندر کا پانی بھی بدل جائے (لقد قلتِ کلمۃ لو مزجت بماء البحر لمزجتہ، ابو داؤد، ترمذی)

خاموش رہنا اور اہل تر کو بولنے کا موقع دینا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو مدینہ میں نفاق نے زور پکڑا اور عرب وعجم مرتد ہونے لگے۔ نہاوند (ایران) سے ان کی سازباز ہو گئی۔ انھوں نے کہا وہ آدمی (رسول) وفات پا گیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو خدا کی مدد حاصل ہوتی تھی۔ اس وقت خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور کہا: ان عربوں نے بکری اور اونٹ (زکوٰۃ) دینا بند کر دیا ہے۔ وہ اسلام سے پھر گئے ہیں۔ عجمیوں نے نہاوند والوں سے سازباز کر لی ہے تاکہ وہ مل کر تم سے لڑیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ شخص چلا گیا جس کی وجہ سے تمھاری مدد ہوتی تھی۔ اب تم لوگ مجھ کو مشورہ دو۔ میں بھی تمھاری طرح ایک آدمی ہوں۔ بلکہ خلافت کا بوجھ اٹھانے کے لئے تم سب سے زیادہ کمزور ہوں۔" عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں: صحابہ کرام نے سنا اس کے بعد وہ چپ ہو کر بہت دیر تک گردن جھکائے رہے پھر عمر بن الخطاب رض بولے ۔۔۔ (فاطرقوا طویلا۔ ثم تکلم عمر بن الخطاب رض فقال ۔۔۔ کنز

بولنے میں احتیاط

اشعث بن شعبہ کہتے ہیں کہ انھوں نے فزاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے پوچھا گیا کہ جنگ صفین میں جو لوگ لڑے اور مارے گئے۔ ان کی بابت آپ کی کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا: یہ وہ خون ہے جس سے اللہ نے میرے ہاتھ کو محفوظ رکھا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں اپنی زبان کو اس سے آلودہ کروں (تلک دماء کف اللہ عنہا یدی لا ارید ان الطخ بہا لسانی، ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ۹۳)

تنقید مگر بحث وجدال نہیں

بیان کیا گیا ہے کہ طاؤس اور وہب ابن منبہ دونوں ملے۔ طاؤس نے وہب سے کہا۔ اے ابوعبداللہ میں نے آپ کے بارے میں ایک سنگین بات سنی ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا بات۔ طاؤس نے کہا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ اللہ ہی تو تھا جس نے قوم لوط کو ایک دوسرے پر سوار کیا۔ وہب نے یہ سن کر کہا۔ اللہ کی پناہ۔ پھر وہ چپ ہو گئے۔ میں نے پوچھا۔ کیا دونوں میں کوئی بحث ہوئی۔ راوی نے کہا نہیں۔ (رودینا ان طاؤسا و وھب ابن منبہ التقیا فقال طاؤس لوھب یا ابا عبد اللہ بلغنی عنک امر عظیم۔ فقال ما ھو۔ قال تقول ان اللہ حمل قوم لوط بعضھم علی بعض۔ قال اعوذ باللہ۔ ثم سکتا۔ قال فقلت ھل اختصما، قال لا۔ ابن عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ۹۵)

تنقید غلطی کی نشان دہی کا نام ہے نہ کہ عیب لگانے کا

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں جو باہمی لڑائیاں ہوئیں، ان سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بالکل الگ رہے تھے۔ اپنی علیحدگی کے بارے میں انھوں نے بار بار کہا کہ "میں مسلمان کے ہاتھ سے مسلمان کا خون کرنا جائز نہیں سمجھتا، اس لئے اس سے الگ ہوں"۔ تمام امت آپ کے اخلاص اور تقویٰ اور اصابت رائے پر متفق ہے۔ مگر آپ کے معاصرین نے آپ کو متہم کرنے کے لئے ایک پہلو نکال لیا۔ کچھ لوگ آپ سے ملے اور کہا کہ آپ کیوں "جہاد" کے لئے نہیں نکلتے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کی اس لڑائی کو جہاد نہیں سمجھتا۔ یہ مسلمانوں کا باہمی قتل و خون ہے نہ کہ جہاد۔ مگر لوگ ان کے جواب سے مطمئن نہ ہوئے۔ انھوں نے کہا:

واللہ ما رأیت ذلک ولکنک اردت ان یفنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعضھم بعضا حتی اذا لم یبق غیرک قیل: بایعوا لعبد اللہ بن عمر بامارۃ المومنین۔ (ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، جلد ۱ صفحہ ۲۹۴)

خدا کی قسم تمھاری یہ رائے کچھ نہیں۔ بلکہ تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپس میں لڑ کر ایک دوسرے کو فنا کر دیں۔ یہاں تک کہ جب تمھارے سوا کوئی باقی نہ رہے تو کہا جائے: مسلمانوں کی امارت کے لئے عبداللہ بن عمرؓ سے بیعت کر لو۔

اختلاف رائے کو برداشت کرنا علم کی نشانی ہے

قال سعید بن ابی عروبۃ من لم یسمع الاختلاف فلا تعدوہ عالما جو شخص اختلاف کو نہ سنے اس کو عالم نہ شمار کرو (جامع ۴۶)

عمل کا آخری درجہ زبان کو روکنا ہے

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مسند احمد میں نقل ہوئی ہے۔ اس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ عَلِّمْنِی عَمَلاً یُدْخِلُنِی الجنۃ (مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں لے جائے) آپ نے فرمایا: گردنوں کو آزاد کرو، دودھ والی اونٹنی دوسرے کو دودھ پینے کے لئے دو۔ قطع تعلق کرنے والے سے تعلق جوڑو۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ لوگوں کو بھلی بات بتاؤ اور بری بات سے روکو۔ آخر میں آپ نے فرمایا: فإن لم تطق ذلك فكفّ لسانك إلا عن خير (اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اپنی زبان کو روکو اور کلمۂ خیر کے سوا اس سے کچھ نہ نکالو)

دوسرے کی پردہ پوشی خود اپنی پردہ پوشی ہے

حضرت ابوایوب انصاری رض نے ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ مگر بعد کو انھیں اس حدیث کے الفاظ کے بارے میں کچھ شک ہوا۔ اس کے سننے میں عقبہ بن عامر بھی شریک تھے جو مصر جا چکے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے اونٹ لیا اور مدینہ سے مصر کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت عقبہ بن عامر کے مکان پر پہنچ کر ان سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بیان کرو جو تم نے مسلمانوں کی پردہ پوشی کے بارے میں سنی تھی۔ اس حدیث کے سننے والوں میں اب میرے اور تمھارے سوا کوئی باقی نہیں ہے۔ انھوں نے وہ حدیث ان کے سامنے دہرائی۔ حدیث یہ تھی: جو شخص کسی رسوائی کی بات پر دنیا میں مومن کی پردہ پوشی کرے گا خدا قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا (من ستر مومنا فی الدنیا علیٰ خزیۃ سترہ اللہ یوم القیامۃ، الادب المفرد)

جھوٹ بولنے والا منافق ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا: کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی شخص ایک جھوٹ بات کہتا تھا تو اس کی وجہ سے وہ منافق ہو جاتا تھا۔ اور آج میں سنتا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اس طرح کی جھوٹ بات ہر روز دس بار کہتا ہے (ان الرجل کان یتکلم بالکلمۃ علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصیر بها منافقا وانی لاسمعها من احدکم فی الیوم عشر مرات (یعنی الکذب)

توجیہہ کے فرق سے بات بدل جاتی ہے

ایک صحابی دعا کرنے لگے تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: اللّٰھم ارحمنی ومحمدا ولا ترحم معنا احدا (اے اللہ مجھ پر رحم کر اور محمد پر رحم کر۔ اور ہم دونوں کے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر) ایک شخص صحابی پر الزام لگانا چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ رسول کے اصحاب ایک دوسرے سے بغض و حسد رکھتے تھے۔ ان کو یہ پسند نہ تھا کہ

ان کے سوا کسی اور کو خیر میں حصہ نہ ملے۔ مگر مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا: صحابہ حسد اور بغض سے پاک تھے۔ ان کا یہ کلام غلبۂ محبت کے سبب سے تھا نہ کہ حسد کے سبب سے۔

زبان پر قابو رکھئے

قال ابوعمر بلغنی عن سهل بن عبد اللّٰہ التستری انه قال: ما احدث احد فی العلم شیئا الا سئل عنه یوم القیامة فان وافق السنة سلم والا فهو العطب (جامع بیان العلم وفضله، جزء ثانی، صفحہ ۱۵۰) عبداللّٰہ تستری نے کہا۔ علم دین میں جو شخص کوئی نئی بات کہے گا تو ضرور اس سے قیامت میں اس کی بابت سوال ہوگا۔ اگر اس کی بات سنت کے مطابق ہو تو وہ بچ جائے گا۔ ورنہ اس کے لئے ہلاکت ہے۔

زیادہ بولنا اچھی علامت نہیں

قال نعیم بن حماد قال سمعت ابن عیینة یقول: اجسر الناس علی الفتیا اقلهم علما (جامع بیان العلم وفضله، جزء ثانی، صفحہ ۱۶۵) ابن عیینہ تابعی نے کہا: فتوی دینے میں سب سے زیادہ جری وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو علم میں سب سے کم ہوں۔

جھوٹا الزام سب سے زیادہ سنگین جرم ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: آسمان سے زیادہ بھاری کیا چیز ہے۔ فرمایا: کسی بے گناہ پر جھوٹا الزام لگانا۔

برا وہ ہے جو اپنی زبان پر قابو نہ رکھے

عن اسماء بنت یزید عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: الا انبئکم بشرارکم قالوا بلی یا رسول اللّٰہ قال المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاحبة الباغون للبراء العیب (احمد)

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں بتاؤں کہ تم میں برے لوگ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں اے خدا کے رسول۔ فرمایا وہ لوگ جو چغلی کرتے پھریں۔ اور دوستوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے والے اور بے عیب لوگوں میں عیب چاہنے والے۔

کم بولنا اخلاص کی علامت ہے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بہتر لوگ نہیں دیکھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات تک صرف تیرہ مسئلے دریافت کئے جو سب کے سب قرآن میں موجود ہیں۔ (ما رأیت قوما کانوا خیرا من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، ما سألوه الا عن ثلاث عشرة مسئالة حتی قبض، کلهن فی القرآن) حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا: صحابہ ہمیشہ صرف وہی بات پوچھتے تھے جو ان کے لئے نفع کی بات ہو (قال ما کانوا یسألون الا عما ینفعهم)۔

زبان جنت بھی ہے اور زبان جہنم بھی

حضرت ابوالدرداء انصاری نے فرمایا۔ مومن کے جسم کا کوئی حصہ اللہ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اس کی زبان، اس کے ذریعہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور کافر کے جسم کا کوئی حصہ اللہ کو اتنا مبغوض نہیں جتنا کہ اس کی زبان، جس کے ذریعہ وہ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ (ما فی المومن بضعة احب الی اللہ عز وجل من لسانه به یدخله الجنة وما فی الکافر بضعة ابغض الی اللہ عز وجل من لسانه، به یدخله النار، حلیة الاولیاء لابی نعیم جلد ۱)

چپ رہنا بھی ایک عمل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چپ رہو الا یہ کہ بھلی بات کہنا ہو (الصمت الا من خیر)

اللہ سے ڈرنے والا زبان کو روکنے والا ہوتا ہے

ایک شخص نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے، انھوں نے کہا: اپنے گھر کو اپنے لئے کافی سمجھ، اپنی زبان کو روک لے اور اپنی خطاؤں کو یاد کرکے رویا کر (لیسعك بیتك واکفف لسانك وابك علی ذکر خطیئتك، حلیة الاولیاء لابی نعیم)

سب سے زیادہ گناہ زبان سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کی اکثر خطائیں زبان سے ہوتی ہیں (اکثر خطایا ابن آدم من لسانه)

بولنے کے وقت بولنا اور چپ رہنے کے وقت چپ رہنا

ابن عساکر نے حضرت ابوالدرداء انصاری سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا، تم خاموشی کو سیکھو جس طرح تم بولنا سیکھتے ہو۔ کیونکہ خاموشی بہت بڑی بردباری ہے۔ اور تم سنانے سے زیادہ سننے کے حریص بنو۔ اور تم ایسی چیز کے بارے میں بات مت کرو جس کا تمھیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور تعجب کے بغیر ہنسنے والا نہ بن۔ اور غیر حاجت کی طرف چلنے والا نہ بن (تعلموا الصمت کما تعلمون الکلام فان الصمت حلم عظیم وکن الی أن تسمع احرص منك الی ان تتکلم ولا تتکلم فی شیٔ لا یعنیك ولا تکن مضحاکا من غیر عجب ولا مشاء الی غیر ادب، کنز الاعمال جلد دوم)

کسی کو برے نام سے نہ پکارو

حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ جب حضرت صفیہ (ازوجۂ رسول) خیبر سے مدینہ آئیں تو حارثہ بن نعمان کے گھر اتاری گئیں۔ جب انصار کی عورتوں نے یہ خبر سنی تو وہ ان کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئیں۔ حضرت عائشہ بھی اپنے اوپر نقاب ڈالے ہوئے آئیں۔ جب وہ دیکھ کر واپس ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے عائشہ تم نے کیا دیکھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ایک یہودیہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کہو، کیونکہ وہ اسلام لے آئی اور اس کا اسلام اچھا رہا (قالت: رایت یهودیة، فقال: لا تقولی ذلك، فانها اسلمت وحسن اسلامها، طبقات ابن سعد)

اس ماحول میں کوئی خیر نہیں جہاں احتساب پر پابندی ہو

حضرت ابوبکرہ بیمار ہوئے تو ان کے لڑکے چیخ پڑے۔ حضرت ابوبکرہ نے کہا کہ مجھ پر چلاؤ نہیں۔ خدا کی قسم کوئی جان جو نکالی جانے والی ہو اس کا نکالا جانا مجھے ابوبکرہ کی جان نکالے جانے سے زیادہ پسند نہیں۔ یہ سن کر لوگ گھبرا گئے۔ ان کے لڑکوں نے کہا اے باپ کیوں۔ انھوں نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ پر وہ زمانہ آجائے جب کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرسکوں اور اس زمانہ میں کوئی خیر نہ ہوگا (انی اخشیٰ ان ادرك زمانًا لا استطیع ان آمر بالمعروف ولا انہی عن منکر ولا خیر یومئذ، طبرانی)

خدا کا ڈر آدمی کی زبان کو روک دیتا ہے

خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا کہ عورتوں کی مہر میں زیادتی نہ کرو۔ اور جب بھی مجھے کسی کے بارے میں یہ اطلاع ملے گی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر (تقریباً ۴۰۰ درہم) سے زیادہ مہر مقرر کیا ہے تو میں اس زیادتی کو لے کر بیت المال میں جمع کر دوں گا۔ اس کے بعد وہ منبر سے اترے تو قریش کی ایک عورت ان کے سامنے آئی۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین، خدا کی کتاب زیادہ قابل اتباع ہے یا آپ کا قول (اکتاب اللہ احق ان یتبع ام قولك) حضرت عمر نے کہا کہ اللہ کی کتاب۔ مگر یہ بات تو نے کس لئے کہی۔ عورت نے کہا۔ آپ نے ابھی لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ عورتوں کی مہر زیادہ نہ باندھیں۔ حالانکہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وآتیتم احدٰھن قنطارًا فلا تاخذ وا منه شیئًا۔ یعنی اگر تم نے ان میں سے کسی کو ڈھیر سا مال دیا ہے تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ حضرت عمر نے کہا ہر شخص عمر سے زیادہ عالم ہے (کل احد افقه من عمر) اس جملہ کو تین بار فرمایا۔ اس کے بعد دوبارہ منبر کی طرف لوٹے اور کہا میں نے تم کو عورتوں کا مہر زیادہ باندھنے سے منع کیا تھا اب ہر آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے کرے۔ حضرت عمر نے مزید کہا کہ مہر اگر آخرت میں فخر اور بڑائی کی چیز ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اور آپ کی عورتیں اس کی زیادہ مستحق تھیں (لو کان المهر سناء ورفعة فی الآخرة کان بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونساؤہ احق بذلك، کنز الاعمال جلد ۸)

نصیحت کا گوارا کرنا اسلامیت کی پہچان ہے

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک تم خیر پر رہو گے جب تک تم برائیوں کو پہچانو گے اور جب تک تم بھلائیوں کا انکار نہ کرو گے۔ اور جب تک تمہارا عالم تم میں کھڑا ہو کر تم کو نصیحت کرے گا اور اس کو ہلکا نہ سمجھا جائے گا (انکم لن تبرحوا بخیر ما دمتم تعرفون ما کنتم تنکرون ولا تنکرون ما کنتم تعرفون وما قام عالمکم تیکلم بینکم غیر مستخف، کنز الاعمال جلد ۲)

مومن نرم مزاج والا انسان ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس آدمی پر رحم فرمائے جو خریدتے اور بیچتے وقت نرم ہو اور قرض کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی کا طریقہ اختیار کرے (رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتریٰ واذا اقتضیٰ)

زبان شر ہے اور زبان خیر بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلی بات کہو تم فائدہ حاصل کرو گے اور شر سے خاموشی برتو تم محفوظ رہو گے (قولوا خیرا تغنموا واسکتوا عن شر تسلموا، طبرانی)

ہر چیز پر صبر وشکر کے ساتھ راضی رہنا

حضرت ابوایوب انصاری سے ایک شخص نے پوچھا کہ پیغمبر اسلام کا مزاج کیسا تھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ آپ کا حال یہ تھا کہ آپ نے کبھی کسی کھانے کی فرمائش نہیں کی اور جو کھانا آپ کے سامنے پیش کیا گیا، آپ نے کبھی اس کی برائی نہ کی، وفاءالوفاء جلد ۱)

ٹکراؤ کرنے سے پہلے اپنی طاقت کا جائزہ لو

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ اس نے ایک ایسی بات کہی جو مجھے اچھی نہ لگی۔ میں نے چاہا کہ اس کی تردید کروں۔ مگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آگیا کہ مومن کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے خدا کے رسول، کوئی شخص کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایسی آفت سے چھیڑ کرے جس سے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ قال قلت یارسول اللہ، کیف یذل نفسہ۔ قال یتعرض من البلاء لما لا یطیق، رواہ البزار والطبرانی)

مومن کی زبان کیسی زبان ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن نہ کسی کو طعنہ دیتا ہے، نہ وہ کسی کو لعنت کرتا ہے، نہ وہ فحش گوئی کرتا ہے اور نہ وہ بدزبانی کرنے والا ہوتا ہے (لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی، ترمذی)

اچھا مسلمان وہ ہے جو کردار میں اچھا ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون مسلمان سب سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، متفق علیہ)

بے فائدہ بولتے رہنا بھی گناہ ہے

حضرت ابوہریرہ سے ایک مرفوع حدیث ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ گناہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ بے فائدہ کلام کرتے ہیں (اکثر الناس ذنوبا اکثرھم کلاما فیما لا یعنیہ، جامع العلوم والحکم)

کچھ لوگ ایک صحابی کے پاس مرض الموت میں آئے اور صحابی کا چہرہ چمک رہا تھا۔ انہوں نے اس کا سبب پوچھا۔ صحابی نے کہا میرے اعمال میں صرف دو چیزیں ہیں جن کا مجھے بھروسہ ہے۔ میں بے فائدہ بات نہیں بولتا تھا۔ اور میرا دل مسلمانوں کی طرف سے پاک صاف تھا۔ (کنت لا اتکلم فیما لا یعنینی۔ وکان قلبی سلیما للمسلمین، جامع العلوم والحکم)

اجتماعی آداب

بندوں کے ساتھ جو کروگے وہی خدا تمھارے ساتھ کرے گا

عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو حاکم ضرورت مندوں اور کمزور لوگوں کے لئے اپنا دروازہ بند کرے گا تو اللہ اس کی حاجت اور اس کی ضرورت اور اس کی مسکینی کے وقت اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دے گا (مامن امام یغلق بابہ دون ذوی الحاجۃ والخلۃ والمسکنۃ الا اغلق اللہ ابواب السماء دون خلتہ وحاجتہ ومسکنتہ، ترمذی)

برائی کا جواب بھلائی سے دینا

قال عمر: ماعاقبتَ من عصی اللہ فیک بمثل ان تطیع اللہ فیہ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۶۴)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص تمھارے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کرے، اس کا سب سے اچھا بدلہ یہ ہے کہ تم اس کے معاملہ میں اللہ کی فرماں برداری کرو

لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے صبر کرو

حضرت احنف بن قیس تابعی فرماتے ہیں: جو شخص ایک کڑوی بات پر صبر نہیں کرے گا اس کو بہت سی کڑوی باتیں سننی پڑیں گی۔ بہت بار میں غصہ کو اس لئے پی گیا کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو اس سے بھی زیادہ سخت چیز کا اندیشہ تھا (من لم یصبر علی کلمۃ سمع کلمات ورب غیظ تجرعتہ مخافۃ ماھو اشد منہ)

کسی کے خلاف زیادتی ہوجائے تو اس کی تلافی کے لئے اس کے حق میں دعا کیجئے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰھم انی اتخذ عندک عھدا لن تخلفہ۔ انما انا بشر فای المومنین آذیتہ اوشتمتہ او جلدتہ اولعنتہ فاجعلھا صلاۃ وزکاۃ وقربۃ تقربہ بھا یوم القیامۃ (صحیفہ ابن منبہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں تو اس کے خلاف نہ ہونے دے۔ میں صرف ایک بشر ہوں، پس میں نے جس مسلمان کو تکلیف دی ہو یا اس کو گالی دی ہو یا اس کو مارا ہو یا اس پر لعنت کی ہو تو تو اس کو اس شخص کے حق میں رحمت اور پاکیزگی بنا دے اور اس کو قربت بنا دے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن تیرا قرب حاصل کرے۔

جو دوسرے کا برا چاہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے

قال ابو العیناء قلت لاحمد بن ابی دواد ان قوما تظاھروا علیّ۔ قال: ید اللہ فوق ایدیھم (فتح) قلت انھم عدد وانا واحد۔ قال: کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ (بقرہ) قلت ان للقوم مکرا۔ قال: ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ (فاطر)

ابو العیناء کہتے ہیں۔ میں نے احمد بن ابی دواد سے کہا کہ کچھ لوگوں نے میرے اوپر چڑھائی کی ہے۔ انھوں نے کہا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ میں نے کہا وہ لوگ تعداد میں زیادہ ہیں اور میں اکیلا ہوں۔ انھوں نے کہا کتنے چھوٹے گروہ اللہ کے حکم سے بڑے گروہ پر غالب آئے ہیں۔ میں نے کہا ان لوگوں نے تدبیریں کر رکھی ہیں۔ انھوں نے کہا بری تدبیر کا

وبال تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے (قرآن)

ناحق میں کسی کا ساتھ دینا گناہ ہے

واسلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عصبیت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم ظلم میں اپنے لوگوں کی حمایت کرو (ان تعین قومک علی الظلم، ابوداؤد)

ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنا خواہ وہ کمزور ہو یا طاقت ور

معاویہ بن ابی سفیان نے ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار، مجھ سے علی کی صفت بیان کرو (یا ضرار صف علیا) اس کے جواب میں انھوں نے جو کچھ کہا اس کے چند جملے یہ تھے: وہ ہمارے اندر ایک شخص کی مانند تھے۔ کوئی طاقت ور اپنے باطل میں ان سے امید نہ کر سکتا تھا اور کوئی کمزور ان سے عدل پانے میں مایوس نہ ہو سکتا تھا (کان فینا کاحدنا لا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییأس الضعیف من عدلہ)

جو معافی طلب کرے اس کی معافی قبول کرو

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ اَتَاہُ اَخُوہُ مُتَنَصِّلاً فَلْیَقْبَلْ ذٰلِکَ مُحِقًّا کَانَ اَوْ مُبْطِلاً فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی صفائی کرنے کے لئے آئے تو اس کو چاہئے کہ اس کا عذر قبول کرے خواہ وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط۔ اگر وہ عذر قبول نہ کرے گا تو وہ حوض کوثر پر مجھ تک نہیں پہنچے گا۔

قرآن میں غیبت کی تین قسمیں

قال الحسن الغیبۃ ثلاثۃ اوجہ کلھا فی کتاب اللہ تعالیٰ: الغیبۃ والافک والبھتان۔ فاما الغیبہ فھو ان تقول فی اخیک ماھو فیہ۔ واما الافک فان تقول فیہ ما بلغک۔ واما البھتان فان تقول فیہ مالیس فیہ

حسن بصری نے کہا، غیبت کی تین صورتیں ہیں۔ غیبت، افک اور بہتان۔ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کہو جو اس کے اندر موجود ہے۔ افک یہ ہے کہ اس کے بارے میں وہ بات کہو جو تم کو پہنچے۔ بہتان یہ ہے کہ اس کے بارے میں وہ بات کہو جو اس کے اندر نہیں ہے۔

مومن کا سلوک دوسروں کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا:

قد ترک نفسہ من ثلاث: المراء والاکبار ومالا یعنیہ۔ وترک الناس من ثلاث: کان لا یذم احدا ولا یعیبہ ولا یطلب عورتہ ولا یتکلم الا فیما رجا ثوابہ (الشمائل للترمذی)

تین چیزوں سے آپ نے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔ جھگڑا، گھمنڈ اور لایعنی کام۔ اور لوگوں کو بھی تین چیزوں سے محفوظ رکھا تھا۔ آپ کسی کی برائی نہ کرتے، کسی کو عیب نہ لگاتے۔ آپ کسی کی کمزوریوں کے پیچھے نہ پڑتے۔ آپ صرف اس معاملہ

میں گفتگو کرتے جس سے کسی ثواب کی امید ہوتی۔

کم بولنا اور کسی کے خلاف دل میں شکایت نہ ہونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا انتقال ہونے لگا۔ لوگ ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کا چہرہ چمک رہا ہے لوگوں نے سبب پوچھا تو انھوں نے کہا: میرے پاس اپنے اعمال میں سب سے زیادہ قابل اعتماد میری دو عادتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں بے فائدہ بات نہیں کرتا تھا۔ دوسرے یہ کہ میرا دل مسلمانوں کے معاملہ میں بالکل صاف تھا (کنت لا اتکلم فیما لا یعنینی و کان قلبی سلیماً للمسلمین، جامع العلوم والحکم ۹۹)

برے سلوک کے جواب میں اچھا سلوک کرنا

عن عُبادۃَ بنِ الصامتِ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اَدُلُّکُمْ علی ما یَرفَعُ اللہ بہ الدَّرجاتِ۔ قالوا نعم یا رسول اللہ قال تَحْلُمُ علی مَن جَہِلَ علیکَ وتعفوا عمن ظَلَمَکَ وتعطی من حَرمکَ وتصِلُ من قَطَعکَ (ترغیب وترہیب بحوالہ بزار وطبرانی)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ درجات کو بلند کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں اے خدا کے رسول۔ آپ نے فرمایا: جو تمھارے ساتھ جہالت کرے اس کے ساتھ تم بردباری کرو۔ جو تمھارے اوپر ظلم کرے اس کو تم معاف کردو۔ جو تم کو نہ دے تم اس کو دو۔ جو تمھارے ساتھ قطع رحم کرے تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

غصہ پی جانے سے ایمان بڑھتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے حالاں کہ وہ اس کو نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اس کے دل کو ایمان اور سکون سے بھر دیتا ہے (من کظم غضبا وھو یقدر علی انفاذہ ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا)

عبادت، اتحاد، خیر خواہی

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تین عمل سے راضی ہوتا ہے۔ وہ اس پر راضی ہوتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ کی رسی کو خوب پکڑ لو اور متفرق نہ ہو۔ اور جو تمھارے معاملات کا ذمہ دار ہو اس کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ مسند احمد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے خیف میں خطبہ دیتے ہوئے کہا: تین چیزیں ہیں جن کے بارے میں مومن کا قلب کبھی خیانت نہیں کرتا۔ خالص اللہ کے لئے عمل۔ امراء کے ساتھ خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کو پکڑے رہنا (اخلاص العمل للہ ومنا صحۃ ولاۃ الامر ولزوم جماعۃ المسلمین)

گمان کی بات پر نہ جاؤ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گمان کی تحقیق نہ کرو (اذا ظننتم فلا تحققوا، احکام القرآن للجصاص)

جس کی بات ہو خود اس سے تحقیق کئے بغیر نہ ماننا

ابوالعالیہ تابعی (متوفی ۹۳ھ) کہتے ہیں: ہم بصرہ میں لوگوں سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایسا کہا ہے۔ مگر ہم اس طرح سننے پر راضی نہ ہوتے تھے بلکہ ہم سوار ہو کر مدینہ جاتے اور وہاں صحابی کی اپنی زبان سے حدیث کو سنتے (کنا نسمع الروایۃ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن بالبصرۃ۔ فما نرضی حتی نرکب الی المدینۃ فَنَسْمَعُھا من افواھھم، الکفایہ فی علم الروایہ، خطیب بغدادی صفحہ ۴۰۳)

عمومی فساد ہمیشہ انفرادی شرارت سے پیدا ہوتا ہے

واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا (اسراء ۱۶)	اور جب ہم کسی بستی کو غارت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے سرکش لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ شرارت کرتے ہیں تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ پھر ہم اس بستی کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: یعنی ان کے اوپر ہم ان کے شریر لوگوں کو مسلط کر دیتے ہیں۔ پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں۔ جب وہ ایسا کر لیتے ہیں تو اللہ ان کو عذاب بھیج کر ہلاک کر دیتا ہے (سلطنا اشرارھا فعصوا فیھا فاذا فعلوا ذلک اھلکھم اللہ بالعذاب، تفسیر ابن کثیر)

اجازت نہ ملے تو برا مانے بغیر واپس آجانا

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزید علی ثلاث تسلیمات فان اذن لہ والا انصرف (رواہ البزار عن انس بن مالک)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے یہاں جاتے تو تین بار سلام کرتے۔ اگر اجازت مل جاتی تو ملتے ورنہ واپس ہو جاتے۔

اپنی ذات سے زیادہ ماں باپ کا خیال کرنا

حضرت ابوہریرہ کو اپنے ماں کے حقوق ادا کرنے کا بہت زیادہ خیال رہتا تھا۔ مدنی زندگی کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے گھر سے نکلا اور مسجد پہنچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ اندر کئی کئی لوگ ہیں۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس وقت تم کو کیا چیز یہاں لے آئی ہے۔ میں نے کہا بھوک۔ انھوں نے کہا: خدا کی قسم ہم بھی صرف بھوک کی وجہ سے اس وقت یہاں آئے ہیں۔ پھر ہم سب لوگ اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا کہ اس وقت تم لوگ کیسے یہاں آئے۔ ہم نے بتایا۔ آپ نے ایک برتن منگوایا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے ہم میں سے ہر شخص کو دو کھجوریں دیں اور کہا کہ ان دو کھجوروں کو کھاؤ اور اس کے بعد پانی پیو۔ وہ تمھارے آج کے لئے کافی ہو جائیں گی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک کھجور کھائی اور دوسری کھجور چھپا کر رکھ لی۔ آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ تم نے کیوں ایک کھجور رکھ لی۔ میں نے کہا کہ اپنی ماں کے لئے۔ آپ نے فرمایا: اس کو کھاؤ، تمھاری ماں کے لئے ہم اور دو کھجوریں دے دیں گے۔

مسلمان کی ہر مصیبت اپنی لائی ہوئی ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز رات کو باہر نکلے۔ آپ انصار کی ایک بستی بنو معاویہ کی مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد غیر معمولی طور پر لمبی دعا فرمائی۔ حضرت خباب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے خدا کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آج کی رات آپ نے ایسی نماز پڑھی جیسی نماز اس سے پہلے میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں وہ رغبت اور خوف کی نماز تھی۔ میں نے اللہ عز وجل سے تین چیزیں مانگیں۔ اللہ نے مجھ کو دو چیزیں دے دیں اور ایک سے انکار فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے مانگا کہ ہم کو اس طرح ہلاک نہ کرے جس طرح پچھلی امتوں کو ہلاک کیا تھا۔ اللہ نے اس کو قبول فرمایا۔ پھر میں نے اپنے رب سے مانگا کہ وہ ہمارے اوپر ہمارے علاوہ کسی دشمن کو غالب نہ کرے۔ اللہ نے اس کو قبول فرمایا۔ پھر میں نے اپنے رب سے مانگا کہ وہ ایسا نہ کرے کہ ہم کو گروہوں میں تقسیم کردے (اور ایک کو دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھائے) اللہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ سألت ربی عز وجل ثلاث خصال فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ۔ سألت ربی ان لا یهلکنا بما اهلك به الامم فاعطانیها۔ وسألت ربی ان لا یظهر علینا عدواً من غیرنا فاعطانیها وسألت ربی ان لا یلبسنا شیعا فیذیق بعضهم بأس بعض) فمنعنیها، رواہ الترمذی)

سخت بات پر مشتعل نہ ہونا

خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز لوگوں کے سامنے کہا کہ تم میں سے جو شخص میرے اندر ٹیڑھ دیکھے تو وہ اس کو سیدھا کردے۔ یہ سن کر ایک آدمی اٹھا اور کہا: خدا کی قسم اگر ہم تمہارے اندر ٹیڑھ دیکھیں گے تو اس کو ہم اپنی تلوار سے سیدھا کردیں گے۔ حضرت عمر رض نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے امت محمدؐ میں ایسے لوگ بنائے جو عمر کی ٹیڑھ کو تلوار سے سیدھا کردیں (خاطب عمر بن الخطاب اصحابہ ذات یوم فقال: من رجل فیّ اعوجاجا فلیقومه، فنهض رجل وقال: واللہ لو وجدنا فیك اعوجاجا لقومناہ بسیوفنا۔ فقال عمر: الحمد للہ الذی جعلنی فی امة محمد من یقوم اعوجاج عمر بالسیف)

اجتماعی زندگی ہر حال میں ضروری ہے

عن ابی الدرداء قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقولُ ما من ثلٰثةٍ فی قریةٍ ولا بدوٍ لا تُقامُ فیهمُ الصلوٰةُ الا استحوذَ علیهم الشیطانُ فعلیکمُ بالجماعةِ فانّما یاکل الذئبُ من الغنم القاصیةَ وان ذئبَ الانسانِ الشیطانُ اذا خلا به اکلَه (ترغیب وترہیب)

حضرت ابو الدرداء رض کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

اختلاف کو تعلقات کے بگاڑ تک نہ لے جانا

امام طبری نے روایت کیا ہے کہ ایک بار حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن وقاص میں کسی ذاتی معاملہ میں اختلاف ہو گیا۔ اس کے بعد کسی شخص نے حضرت سعد کے سامنے حضرت خالد کا ذکر برے الفاظ میں کرنا چاہا۔ حضرت سعد نے فوراً اس آدمی کو روک دیا اور کہا: اس کو چھوڑ دو، میرے اور خالد کے درمیان جو اختلاف ہے وہ میرے اور ان کے دینی تعلقات پر اثر انداز نہیں ہو سکتا (مه، فان ما بیننا لم یبلغ دیننا، مجمع الزوائد)

متحد رہنا اور اقدام میں پہل نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے دسویں سال نجران (یمن) بھیجا۔ انھوں نے وہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ خالد بن ولید رضؓ واپس ہوئے تو ان کے ساتھ بنو حارث بن کعب کے لوگ مسلمان ہو کر مدینہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جاہلیت کی جنگوں میں تم کس طرح ہمیشہ غالب رہتے تھے۔ انھوں نے کہا: ہم کسی پر غلبہ حاصل نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں، مگر جو تم سے جنگ کرتا تھا، تم اس کے اوپر غالب رہتے تھے۔ انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول جو ہم سے جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب رہتے تھے۔ ہم متحد رہتے تھے کبھی متفرق نہیں ہوتے تھے۔ اور کسی کے اوپر ظلم سے آغاز نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا (کنا نغلب من قاتلنا یا رسول اللہ، انا کنا نجتمع ولا نفترق ولا نبدأ احدا بظلم، قال صدقتم، ابن ہشام، جزء ثانی، ۱۳۴)

بغض آدمی کے دین کو کھا جاتا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغض مونڈنے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا وہ بال کو مونڈتا ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم جنت میں نہیں داخل ہو سکتے جب تک مومن نہ بنو اور مومن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ (البغضاء ھی الحالقۃ، لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین۔ والذی نفس محمد بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتیٰ تومنوا، ولا تومنوا حتیٰ تحابوا، جامع بیان العلم، جزء ثانی، صفحہ ۱۵۰)

بحث و جدال نیکی کو مٹا دیتا ہے

عوام بن حوشب نے کہا: لوگو دین میں جھگڑا کرنے سے بچو کیونکہ دین میں جھگڑا کرنے سے آدمی کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں (عن العوام بن حوشب قال ایاکم والخصومات فی الدین فانہا تحبط الاعمال، ابن عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ۹۳)

آپس کا اختلاف نہ ہو تو دشمن کا کوئی خطرہ نہیں

عن عوف ابن مالکؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یجمع اللہ علیٰ ھٰذہ الامۃ سیفین سیفاً منہا وسیفاً من عدوھا (ابوداؤد)

عوف بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس امت پر کبھی دو تلواروں کو جمع نہیں کرے گا۔ اس کی اپنی تلوار اور اس کے دشمن کی تلوار

بحث و جدال تنزل کی علامت ہے

قال الاوزاعی بلغنی ان اللہ اذا اراد بقوم شرا الزمھم الجدل ومنعھم العمل ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ جزء ثانی، صفحہ ۹۳ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر (اللہ جب کسی قوم کے لئے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو جدال میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس کو عمل سے روک دیتا ہے)

مومن کی لذت غصہ کو پی جانے میں ہے نہ کہ غصہ کو ظاہر کرنے میں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی بندہ کے لئے دودھ یا شہد کا گھونٹ پینا اتنا شیریں نہیں جتنا غصہ کا گھونٹ پی لینا (ما تجرع عبد جرعۃ من لبن او عسل خیر من جرعۃ غیظ، رواہ احمد)

مومن کی جنگ فتنہ کو ختم کرنے کے لئے نہ کہ فتنہ کو پیدا کرنے کے لئے

نافع رض سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رض کے پاس عبداللہ بن زبیر رض کے فتنہ میں دو آدمی آئے اور کہا: لوگ تباہ ہو گئے۔ آپ عمر فاروق رض کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ پھر آپ کو نکلنے میں کیا چیز مانع ہے۔ عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا: میرے لئے یہ چیز مانع ہے کہ اللہ نے میرے لئے میرے بھائی کے خون کو حرام کر دیا ہے۔ دونوں آدمیوں نے کہا: کیا اللہ نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا ہے وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ (ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے) عبداللہ بن عمر رض نے جواب دیا: ہم لوگوں سے لڑے یہاں تک کہ فتنہ نہ رہا اور دین اللہ کے لئے ہو گیا۔ اور تم لوگ چاہتے ہو کہ تم لڑو یہاں تک کہ فتنہ پیدا ہو جائے اور دین غیر اللہ کے لئے ہو جائے (فانتم تریدون ان تقاتلوا حتی تکون فتنۃ ویکون الدین لغیر اللہ، بخاری)

اپنے خلاف تنقید سننے کا شوق

خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ اور حضرت معاذ سے خطاب کرتے ہوئے کہا: میری نگرانی رکھو، میں تم لوگوں کی نگرانی سے بے نیاز نہیں ہوں۔

اپنے خلاف تنقید سن کر بپھرنا خلاف ایمان ہے

عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں خوش حالی بڑھی تو لوگ شادیوں میں بڑی بڑی مہریں باندھنے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کی حیثیت سے یہ طے کیا کہ مہر کی مقدار چار سو درہم سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ ایک خطبہ میں آپ نے اس کا اعلان فرمایا اور کہا کہ جو شخص چار سو درہم سے زیادہ مہر باندھے گا تو زائد رقم کو ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا۔ آپ اس اعلان کے بعد ممبر سے اترے تو ایک دراز قد، چپٹی ناک والی بوڑھی عورت کھڑی ہو گئی۔ اس نے کہا: عمر کو مہر کی حد بندی کا کوئی حق نہیں، جب کہ قرآن نے اس معاملہ میں رخصت دی ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی وان اردتم استبدال زوج مکان زوج وآتیتم احداھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئا (نساء) یعنی اگر تم ایک عورت کی جگہ دوسری عورت بدلنا چاہو اور

تم نے اس کو بہت سا مال دے رکھا ہو تو اس سے کچھ واپس نہ لو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فوراً کہہ اٹھے : امرأۃ خاصمت عمر فخصمته، ایک عورت عمر سے جھگڑ پڑی اور غالب ہوگئی (مصنف عبد الرزاق) دوسری روایت میں ہے: اللھم عفوا، کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز (خدایا مجھے معاف فرما۔ تمام لوگ عمر سے زیادہ جانتے ہیں حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی) اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ دوبارہ منبر پر چڑھے اور اعلان کیا کہ میں اپنا فیصلہ واپس لیتا ہوں۔ جو شخص جتنا چاہے مہر دے۔ اس کو اپنے معاملہ کا اختیار ہے (فتح الباری) البتہ بطور نصیحت فرمایا کہ زیادہ مہر اگر کرامت و شرافت کی علامت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حق دار تھے۔ حالاں کہ آپ نے عام طور پر مہریں چار سو درہم تک رکھی ہیں (مسند احمد، ترمذی)

آپس کی لڑائی اسلام کے خلاف ہے

من حمل علینا السلاح فلیس منا (حدیث) جس نے ہمارے اوپر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

اللہ کے حوالے کر کے صبر کر لینا

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے امیر معاویہ کے بعد یزید کی خلافت پر بیعت کی تھی۔ بیعت کے وقت انھوں نے فرمایا: اگر یہ خیر ہے تو ہم اس سے راضی ہیں۔ اور اگر یہ شر ہے تو ہم نے اس پر صبر کیا۔ (ان کان خیراً رضینا وان کان شراً فصبرنا)

ٹکراؤ کے باوجود ایک دوسرے کا احترام

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں میں جو باہمی لڑائیاں ہوئیں وہ اگرچہ ایک ناپسندیدہ فعل تھا۔ تاہم یہ اونچے انسانوں کی لڑائیاں تھیں، نہ کہ ذلیل طبیعت کے لوگوں کی۔ عین جنگ کے وقت کے بہت سے قصے تاریخوں میں درج ہیں جو ان کی طبیعت کی بلندی اور بہادری کو بتاتے ہیں۔ مثلاً حضرت علی اور امیر معاویہ کی جنگوں میں یہ حال تھا کہ دونوں فریق دن کے وقت ایک دوسرے سے لڑتے اور رات کے وقت ایک لشکر کے لوگ دوسرے لشکر میں جا کر مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیتے (البدایہ والنہایہ، جلد ۷، صفحہ ۲۲۷۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر، جلد ۱، صفحہ ۴۰) اسی طرح حضرت حسین کی لڑائی جو یزید بن معاویہ کی فوجوں سے ہوئی، اس میں یہ حال تھا کہ دونوں فوجیں جو ایک دوسرے کے خلاف برسر جنگ تھیں۔ جب نماز کا وقت آتا تو سب مل کر نماز پڑھتے۔ ایک فوج کا سردار دوسری فوج کے سپاہیوں کی امامت کرتا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت حسین رضہ امام ہوتے اور فریق مخالف ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز ادا کرتا

دوستی میں بھی اعتدال، دشمنی میں بھی اعتدال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمھارا دشمن بن جائے۔ اور اپنے دشمن سے اعتدال کے ساتھ دشمنی کرو، ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمھارا دوست بن جائے (احبب حبیبک ھوناً ما عسی ان یکون بغیضک یوماً ما وابغض بغیضک ھوناً ما عسی ان یکون حبیبک یوماً ما)

حالات کا لحاظ ضروری

خالد بن ولید رضؓ اسلامی فوج کے سب سے بڑے سپہ سالار اور فاتح تھے۔ مگر ۱۷ھ میں عین فتوحات کے زمانہ میں خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ نے ان کو معزول کر دیا۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ خالد بن ولید رضؓ اپنی جرأت اور دلیری کی وجہ سے بعض اوقات ایسے اقدام کر دیتے تھے جس کے لئے پہلے سے پوری تیاری نہ کی گئی ہو۔ چنانچہ محاصرۂ حمص (۱۵ھ) میں جب کہ ہرقل اہل جزائر سے متفق ہو کر حمص پر حملہ آور ہوا تو خالد بن ولید مرکز خلافت کی ممانعت کے باوجود قلعہ سے باہر نکل آئے اور فوری جنگ پر تیار ہو گئے۔ اطراف و جوانب سے جو اسلامی کمک آنے والی تھی، اس کا انتظار نہیں کیا۔ حضرت عمر رضؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس اقدام کو سخت ناپسند فرمایا۔ شاہ ولی اللہ صاحب اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اگرچہ اس لڑائی میں اللہ کا فضل شامل حال رہا اور تائید الٰہی سے فتح حاصل ہوئی۔ (مگر اس قسم کا اقدام احتیاط کے خلاف تھا) کیونکہ ایسی صورتوں میں بلا امداد لئے ہوئے جرأت کر کے جنگ میں کود پڑنا بعض اوقات شکست کا باعث ہوتا ہے" (ازالۃ الخفاء)

معاملہ کے وقت راز داری کی قسم

ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے راستہ کی رہنمائی کے لئے قبیلہ بنو الدیل کے ایک مشرک کی خدمات اجرت پر حاصل کیں۔ اس کا نام عبد اللہ بن اریقط تھا اور وہ حجاز کے راستوں کا ماہر تھا۔ اس شخص نے عرب دستور کے مطابق پانی کے پیالے میں انگلیاں ڈال کر قسم کھائی کہ وہ راز داری کے ساتھ کام کرے گا۔ اس نے معروف شاہراہ کو چھوڑ کر ساحلی راستہ سے آپ کو مدینہ پہنچایا (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین)

جواب نہ دینا بہادری کے خلاف نہیں

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ غزوۂ احد کے بعد جب مسلمانوں کی جماعت منتشر ہو گئی تو قریش کے سردار ابوسفیان نے قریب آکر آواز دی: کیا تم میں محمدؐ موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا "جواب مت دو" اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی "کیا تم میں ابن ابی قحافہ موجود ہیں" آپ نے فرمایا "چپ رہو" پھر ابوسفیان نے پکار کر کہا "کیا تم میں ابن خطاب موجود ہیں"۔ آپ نے فرمایا چپ رہو، کوئی جواب مت دو۔ جب تین بار جواب نہیں ملا تو ابوسفیان نے کہا "بلاشبہ یہ سب مارے گئے، اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے"۔ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر ضبط نہ کر سکے اور فرمایا "اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ کہا۔ اللہ تجھ کو ذلیل ہونے کے لئے زندہ رکھے (بخاری)

سوال بدل کر حقیقت معلوم کر لی

مسلمان جنگ بدر کے لئے کوچ کر رہے تھے۔ راستہ میں مکہ کے دو آدمی نظر آئے۔ ایک قریشی اور دوسرا غلام مسلمانوں نے پکڑنے کی کوشش کی۔ قریشی بھاگ گیا اور غلام کو گرفتار کر لیا گیا۔ لوگوں نے غلام سے مکہ کی فوج کی تعداد پوچھی جو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہی تھی۔ اس نے جواب میں کہا: ان کی تعداد بہت ہے اور ان کی طاقت بڑی ہے"

سختی کرنے پر بھی اس نے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا۔ اس کے بعد اس غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ کے سوال پر بھی اس نے اپنے اسی سابقہ جملہ کو دہرایا: "ان کی تعداد بہت ہے اور ان کی طاقت بڑی ہے"۔ آپ نے کوشش کی کہ وہ دشمن کی صحیح تعداد بتائے۔ مگر وہ راضی نہ ہوا۔ آخر آپ نے اپنے سوال کو بدل دیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: "وہ لوگ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں"؟ غلام نے کہا "دس اونٹ" آپ نے فوراً کہا: اس حساب سے دشمن کی فوج کی تعداد ایک ہزار ہے۔ کیونکہ ایک اونٹ ایک سو آدمیوں کی خوراک کے لئے کافی ہوتا ہے"۔

اس کام میں نہ پڑو جو تمہارے بس کا نہ ہو

خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۳ سو برس پہلے فرمایا: جس نے بھیڑیے کی چرواہی کی اس نے ظلم کیا (من استرعی الذئب ظلم، ابن مردویہ عن ابن عمر)

معاملات میں صرف نیک نیت ہونا کافی نہیں

جنگ جمل (۳۶ھ) زوروں پر تھی۔ دونوں طرف مسلمانوں کی لاشیں میدان میں گر رہی تھیں۔ حضرت عائشہ رضؓ اگرچہ جنگ جمل میں شریک تھیں مگر وہ مقام جنگ سے بہت دور تھیں۔ کعب بن سور مسلمانوں کے خون سے پریشان تھے۔ وہ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور کہا کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو جائیں اور میدان جنگ کی طرف چلیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی سواری کو دیکھ کر لوگ جنگ سے رک جائیں اور صلح کی صورت پیدا ہو جائے۔ حضرت عائشہ خود بھی باہمی کشت و خون سے پریشان تھیں وہ فوراً راضی ہو گئیں اور اپنے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ آپ کے ہودج کے چاروں طرف لوگوں نے احتیاط کی غرض سے زرہیں پھیلا دیں۔ اور ان کے اونٹ کو لا کر ایسے مقام پر کھڑا کر دیا جہاں سے پورا لشکر ان کو دیکھ سکتا تھا۔ مگر نتیجہ امید کے بالکل خلاف نکلا۔ لڑائی کم ہونے کے بجائے اور بڑھ گئی۔ لوگ سمجھے کہ ام المومنین بنفس نفیس میدان جنگ میں آگئی ہیں اور ان کو بہادری کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دے رہی ہیں۔ اس طرح ان کی موجودگی مزید اشتعال و اشتداد پیدا کرنے کا سبب بن گئی۔ حضرت عائشہ کا اونٹ مسلمانوں کے کشت و خون کا مرکز بن گیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس اونٹ کو مار کر گرا دو۔ جب تک یہ اونٹ نہیں گرے گا جنگ نہیں رک سکتی۔

کبھی بولنے کے بجائے چپ رہنا ضروری ہوتا ہے

احد کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ مشہور ہو گیا کہ آپ قتل ہو گئے (ان محمد اقد قتل) مسلمان کہنے لگے کہ جب آپ قتل ہو گئے تو اب ہم کس پر لڑیں (علام نقاتل اذا کان محمداً قد قتل) اس دہشت میں سب سے پہلے جس نے آپ کو گڑھے میں دیکھا وہ کعب بن مالک انصاری تھے۔ وہ پکار اٹھے: اے مسلمانوں کے گروہ تم کو خوش خبری ہو (یا معشر المسلمین ابشروا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ چپ رہو (فاشار الیہ الرسول ان اصمت)

استعداد کے بغیر اقدام کرنا مومن کا طریقہ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے (لیس للمومن ان یذل نفسہ) پوچھا گیا کہ کوئی شخص خود اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرتا ہے۔ فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو ایسی آفت میں ڈال دے جس سے نمٹنے کی طاقت اس کو نہ ہو۔ (یعرضها من البلاء ما لا طاقة له به، جامع العلوم والحکم)

انفاق

مال دین اور دنیا کے لئے مددگار

بیہقی نے حضرت اسلم کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح سے کوئی سرکاری کام لیا اور اس کے بعد ان کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس کر دیا اور کہا: اے ابن خطاب! یہ کام میں نے تمھارے لئے نہیں کیا تھا۔ میں نے اس کو اللہ کے لئے کیا تھا۔ اس لئے میں اس بارے میں کچھ نہ لوں گا۔" عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کام پر بھیجا اور ہم کو عطیات دئے تو ہم کو اس کے لینے میں کراہت ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم لوگوں کو لینا چاہئے:

فاقبلها ایها الرجل فاستعن بها علیٰ دینك ودنیاك — پس اے آدمی اس کو قبول کر اور اس کے ذریعہ سے اپنے دین اور اپنی دنیا میں مدد حاصل کر۔

اس کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا۔

قریب کے صدقہ میں زیادہ ثواب

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے محمدؐ کی امت اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، اس آدمی سے اللہ کوئی صدقہ قبول نہیں کرے گا جس کے ضرورت مند رشتہ دار ہوں اور وہ ان کو دینے کے بجائے دوسروں کو دے (یا امة محمد والذی بعثنی بالحق لا یقبلُ اللہ صدقةً من رجل وله قرابة محتاجون الی صلته ویصرفها الی غیرهم، طبرانی) ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

محنت کی کمائی مومن کے لئے زیادہ بہتر ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سوال کیا۔ آپؐ نے پوچھا: تمھارے گھر میں کچھ ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے پاس ایک معمولی چادر ہے جس کو اوڑھتا ہوں۔ ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ آپؐ نے اس سے پیالہ منگوایا۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اس پیالہ کی قیمت لگاؤ۔ ایک شخص نے ایک درہم قیمت لگائی۔ دوسرے نے قیمت میں اضافہ کرکے دو درہم بتایا اور لے لیا۔ آپؐ نے یہ دونوں درہم انصاری کو دئے اور کہا: ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر دے دو اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ خرید کر لائے۔ آپ نے کلہاڑی میں اپنے ہاتھ سے دستہ ڈالا اور فرمایا:

اذهب فاحتطب ولا ارینك خمسة عشر یوما — جاؤ۔ جنگل سے لکڑی کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔ پندرہ دن تک میرے پاس نہ آنا

وہ انصاری اپنے کام میں لگ گئے۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور ان کو فروخت کرتے۔ دو ہفتہ بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی آمد و خرچ کا حساب پیش کیا۔ اس مدت میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے بعد انھیں دس درہم بچے تھے۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا:

هذا خیر لك من ان تجئ المسئلة نكتة فی وجهك یوم القیامة (ابو داؤد، ابن ماجہ) — یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم سوال کرو اور وہ قیامت کے دن تمہارے چہرے پر ایک داغ کی صورت میں ظاہر ہو۔

فضول خرچی کسی بہتر خرچ کی قیمت پر ہوتی ہے

ما رأیت اسرافاً الا وبجانبہ حق مضیّع میں نے جب بھی کسی اسراف کو دیکھا تو میں نے پایا کہ اس کے پاس ایک حق کو ضائع کر دیا گیا تھا۔ یعنی جب بھی آدمی کسی غیر ضروری مد میں اپنا پیسہ برباد کرتا ہے تو وہ ہمیشہ اس قیمت پر ہوتا ہے کہ کسی ضروری مد میں پیسہ نہ خرچ کیا گیا ہو۔

مال کے بجائے اللہ پر بھروسہ

سلمہ بن سعید اور عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں عراق سے مال آیا۔ آپ نے اس کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا مال تقسیم کر کے ختم کر دیں گے۔ عبدالرحمن بن عوف رض کھڑے ہوئے اور کہا:

یا امیر المومنین لو ابقیت من هذا المال لعدو ان حضر او نائبة ان نزلت (حلیة الاولیاء) — اے امیر المومنین! اس مال سے آپ کچھ روک لیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دشمن سے مقابلہ پڑے یا کوئی ناگہانی مصیبت آجائے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا:

مالك، قاتلك الله، نطق بها علیٰ لسانك شیطان واللہ لا اعصین اللہ الیوم لغد — تم کو کیا ہوا۔ اللہ تم کو قتل کرے۔ یہ بات شیطان نے تمہاری زبان سے کہلائی ہے۔ خدا کی قسم میں کل کے اندیشہ سے آج کے دن اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

تعمیر دنیا سے زیادہ فکر تعمیر آخرت کی

مدینہ میں ایک مسلمان نے اپنا گھر بنایا۔ وہ دیوار کے اوپر مٹی لیپ رہے تھے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے۔ آپ نے پوچھا کیا کر رہے ہو۔ انھوں نے جواب دیا: شیئا نطین (مٹی لگا رہے ہیں) آپ نے فرمایا: الامر اسرع من ذلك (فیصلہ کی گھڑی اس سے زیادہ قریب ہے)

شہادت سے بھی قرض معاف نہیں ہوتا

ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان تمام اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول آپ کیا فرماتے ہیں، اگر میں اللہ کے راستہ میں مارا جاؤں تو میری خطائیں مجھ سے دور ہو جائیں گی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اگر تم اللہ کے راستہ میں مارے جاؤ اس حال میں کہ تم صبر کرنے والے ہو، تمہاری نیت رضائے الٰہی کو پانا ہو، تم آگے بڑھنے والے ہو، پیچھے مڑنے والے نہ ہو۔ پھر کچھ دیر میں آپؐ نے فرمایا "تم نے کیا کہا تھا"۔ انھوں نے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں اللہ کے راستہ میں مارا جاؤں تو میری خطائیں مجھ سے دور ہو جائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: "ہاں اگر تم صبر کرنے والے ہو، تمھاری نیت رضائے الٰہی کو پانا ہو، تم آگے بڑھنے والے ہو پیچھے مڑنے والے نہ ہو۔ الا یہ کہ تمھارے اوپر قرض ہو۔ کیوں کہ جبریل نے مجھ کو اسی طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

انفاق اپنے آپ کو آگ سے چھڑانے کے لئے

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فمن لم یجد فبکلمۃ طیبۃ آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ کیوں نہ ہو اور جو یہ بھی نہ پائے تو ایک پاکیزہ بات کے ذریعہ

مسلمان کے لئے ایک مسلمان درہم و دینار سے زیادہ محبوب ہوتا ہے

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رض سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا:

اتی علینا زمان وما یری احد منا انہ احق بالدینار والدرھم من اخیہ المسلم۔ وانا فی زمان الدینار والدرھم احب الینا من اخینا المسلم

ہمارے اوپر ایسا زمانہ گزرا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص نہ تھا جو اپنے بھائی کے مقابلہ میں اپنے آپ کو درہم و دینار کا زیادہ مستحق سمجھتا ہو۔ اور اب میں ایسے زمانہ میں ہوں کہ درہم و دینار ہمارے لئے اپنے بھائی سے زیادہ محبوب بن گئے ہیں۔

اس وقت انفاق جب کہ اسلام بے کسی کی حالت میں ہو

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکر رض ایمان لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ انھوں نے یہ پورا کا پورا مال اسلام کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر رض کے مال نے پہنچایا (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین)

زیادتی کی حالت میں بھی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رض کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رض کے پاس سے گزرے۔ وہ بڑے برتن میں پانی لے کر بے تکلفی کے ساتھ وضو کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ما ھذا السرف یا سعد (اے سعد! یہ کیا فضول خرچی ہے) حضرت سعد رض نے کہا: کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

نعم وان کنت علیٰ نھر جار (احمد)

ہاں۔ خواہ تم بہتے دریا کے کنارے کیوں نہ ہو

حقوق کی ادائگی میں عجلت

عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ)

مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دو

نصیحت مال سے زیادہ قیمتی ہے

عن ابی عمیر الطوری ابان ابن سلیم قال: کلمۃ حکمۃ لک من اخیک خیر لک من مال یعطیک لان المال یطغیک والکلمۃ تھدیک (جامع بیان العلم، جزء اول، صفحہ ۵۳) تمھارا بھائی تم کو حکمت کا ایک کلمہ دے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ تم کو مال دے۔ کیوں کہ مال تم کو سرکش بناتا ہے اور حکمت کی بات تم کو راہ دکھاتی ہے۔

پیشہ کی بنیاد پر کسی کو حقیر سمجھنا جہالت ہے

غزوۂ بدر میں مشرکین کی فوج کی سرداری ابوجہل کے ہاتھ میں تھی۔ انصار کے دو نوجوان معوذ بن عفراء اور معاذ بن عفراء نے باہم طے کیا کہ وہ ابوجہل کو قتل کریں گے۔ دونوں بھائی مشرکین کی صفوں میں گھس گئے اور اپنی جان پر کھیل کر ابوجہل کو قتل کر ڈالا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ آخر وقت میں جب کہ ابوجہل کو معلوم ہوا کہ اس کو قتل کرنے والے مدینہ کے باشندے ہیں تو ابوجہل نے کہا:

لو غیر اکار قتلنی (بخاری و مسلم)

کاشتکار کے علاوہ کسی اور نے کاش مجھ کو قتل کیا ہوتا

مدینہ کے لوگوں کا ذریعہ معاش زیادہ تر کاشتکاری تھا۔ ابوجہل نے کاشتکاری کرنے والوں کو حقیر سمجھا۔

دولت اور اقتدار سے بغض و عداوت پیدا ہوتا ہے

مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس قادسیہ کا مال غنیمت آیا وہ اس کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے کہا: اے امیرالمومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں۔ اللہ نے آپ کو فتح دی آپ کو آپ کے دشمنوں پر غالب کیا۔ ان کے اموال آپ کے قبضہ میں دے کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ عمر رضؓ نے فرمایا:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا تفتح الدنیا علی احد الا القی اللہ عز وجل بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ، وانا اشفق من ذلک (احمد، بیہقی، بزار)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب بھی کسی کے اوپر دنیا کھولی جاتی ہے تو اللہ قیامت تک کے لئے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیتا ہے۔ اور میں اسی سے ڈر رہا ہوں۔

خوش حالی زیادہ سخت آزمائش ہے

ابویعلی اور بزار نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لانا لفتنۃ السراء اخوف علیکم من فتنۃ الضراء انکم ابتلیتم لفتنۃ الضراء فصبرتم وان الدنیا حلوۃ خضرۃ

میں تمہارے بارے میں خوش حالی کے فتنہ سے زیادہ ڈرتا ہوں بہ نسبت تنگ حالی کے فتنہ کے۔ تم تنگ دستی کے فتنہ میں مبتلا کئے گئے اور تم نے صبر کیا۔ مگر دنیا بڑی شیریں اور سرسبز ہے۔

طبرانی نے عوف بن مالک کے واسطہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

تصب علیکم الدنیا صبا حتی لا یزیغکم بعد ان زغتم الا ھی

دنیا تمہارے اوپر بہہ پڑے گی۔ یہاں تک کہ میرے بعد تمہارے اندر کجی آئی تو دنیا کے سوا کسی اور سبب سے نہیں آئے گی۔

تین چیزیں ہر مسلمان پر حرام ہیں

کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (حدیث)

مسلمان پر مسلمان کی آبرو اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے

دنیا میں دینے والا آخرت میں پاتا ہے

حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو، اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ اگر وہ بھی نہ پاؤ تو ایک اچھے بول کے ذریعہ

اتقوا النار ولو بشق تمرة - فان لم تجدوا فبكلمة طيبة ، (بخاری و مسلم)

مال دینے سے مال نہیں گھٹتا

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : مانقصت صدقة من مال ومازاد الله عبدًا بعفو الا عزًا و ماتواضع احد لله الارفعه الله عزوجل. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور جب بھی کوئی بندہ عفو و درگذر کرتا ہے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے اور جو شخص اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو اونچا کر دیتا ہے۔

دینے والے کو اور دیا جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر کوئی صبح ایسی نہیں گزرتی کہ دو فرشتے نہ اترتے ہوں۔ ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما۔ اور دوسرا فرشتہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو بخیل کے مال کو ضائع کر دے (متفق علیہ)

حکمت اسلام

ایسے مسئلہ میں نہ پڑو جس سے نمٹنے کی طاقت نہ ہو

بزار نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حجاج نے خطبہ دیا اور ایسی بات کہی جو مجھے ٹھیک معلوم نہ ہوئی (فذکر کلاما انکرتہ) میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کا رد کروں۔ مگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول یاد آگیا جس کی وجہ سے میں چپ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا: لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ (مومن کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے) میں نے پوچھا: اے خدا کے رسول! کوئی مومن کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ایسی چیز سے مقابلہ چھیڑ دے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو—

(یتعرض من البلاء لما لا یطیق)

چھوٹے شر پر راضی نہ ہونے والے کو بڑے شر پر راضی ہونا پڑتا ہے

طبرانی نے ابوجعفر خطمی سے نقل کیا ہے۔ ان کے دادا عمیر بن حبیب بن حماشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: نادانوں کی صحبت سے بچو اور نادانوں کی طرف سے ڈالی ہوئی تکلیفوں کو برداشت کرو۔ کیوں کہ جو شخص نادان کے چھوٹے شر پر راضی نہیں ہوگا اس کو نادان کے زیادہ بڑے شر پر راضی ہونا پڑے گا ——

(ومن لا یرضی بالقلیل مما یاتی بہ السفیہ یرضی بالکثیر)

ٹکراؤ کی حالت ختم کرنے کے لئے ہر قیمت پر صلح کرلی

صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھا جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ سے کہا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو اس وقت قریش کے نمائندہ تھے، انھوں نے کہا: خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ "رحمٰن" کیا ہے! آپ تو ہمارے معروف طریقہ کے مطابق باسمک اللّٰہم لکھئے۔ مسلمانوں نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لکھو: باسمک اللّٰہم۔ پھر آپ نے کہا: لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے طے کیا"۔ سہیل بن عمرو نے دوبارہ کہا: خدا کی قسم اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو ہرگز نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ مسلمانوں کو یہ بات بھی سخت ناگوار ہوئی۔ مگر آپ نے کاتب کو حکم دیا کہ لکھو: "محمد بن عبداللہ"— اس سے پہلے محمد رسول اللہ کا لفظ لکھا جاچکا تھا۔ علی بن ابی طالبؓ اس کو اپنے ہاتھ سے مٹانے پر تیار نہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اس کو مٹایا۔ پھر آپ نے کہا کہ لکھو: "قریش ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان سے ہٹ جائیں گے تاکہ ہم اس کا طواف کرسکیں"۔ سہیل بن عمروؓ نے کہا: "نہیں۔ اس وقت آپ واپس جائیں اور اگلے سال آکر طواف کریں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی مان لیا۔ پھر سہیل بن عمرو نے یہ شرط کی کہ قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہوکر مدینہ جائے تو اس کو مسلمان لوٹا دیں گے۔ اور اگر مدینہ کا کوئی مسلمان قریش کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کو واپس نہیں کریں گے"۔ اس پر مسلمان بے حد مشتعل ہوگئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی مان لیا۔ آپ نے قریش کی تمام شرطوں کو مان کر ان سے دس سال کے لئے ناجنگ معاہدہ کرلیا۔ (بخاری ومسلم)

اسباب کے قانون سے پیغمبر کی اولاد بھی مستثنیٰ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی زینب رضی اللہ عنہا آپ کی ہجرت کے بعد مکہ میں رہ گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا کہ وہ حضرت زینب کو مکہ سے مدینہ لے آئیں۔ وہ مکہ گئے اور حضرت زینب کو اونٹ پر بٹھا کر روانہ ہوئے۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریش کے دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا اور مکہ سے کچھ فاصلہ پر ان کو پکڑ لیا۔ یہ دونوں آدمی زید بن حارثہ رضی سے لڑے اور ان پر غالب آگئے۔ پھر ان دونوں نے حضرت زینب کی سواری کو بدکایا۔ وہ اونٹ سے گر پڑیں۔ حضرت زینب کو اس وقت حمل تھا۔ ان کو اسقاط ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ اس کے بعد لوگ ان کو ابوسفیان کے مکان پر لے گئے۔ وہاں بنی ہاشم کی عورتیں آئیں اور ابوسفیان نے ان کو ان عورتوں کے حوالے کر دیا۔ کچھ دن کے بعد وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں۔ مگر اس حادثہ نے انھیں مستقل مریض بنا دیا، حتیٰ کہ اسی میں انتقال ہو گیا (فلم تزل وجعة حتی ماتت من ذلك الوجع، طبرانی)

نازک موقع پر حکیمانہ جواب

ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں تین رات رہے۔ اس کے بعد نکلے اور معروف راستہ کو چھوڑ کر سمندر کے کنارے کا راستہ اختیار کیا۔ دونوں دو اونٹوں پر سوار تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی آپ کے پیچھے۔ آپ نے پوچھا "ابوبکر تمھیں کیا ہوا کہ تم کبھی آگے چلتے ہو اور کبھی پیچھے"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "جب مجھے تعاقب کرنے والوں کا خیال ہوتا ہے تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب گھات میں بیٹھنے والوں کو سوچتا ہوں تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے تجارتی تعلقات اور تجارتی سفروں کی وجہ سے لوگوں میں معروف تھے، راستہ میں کوئی جاننے والا مل جاتا جو پوچھتا کہ یہ تمھارے ساتھ کون ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو مختصر جواب دیتے: ھادٍ یھدینی (ایک رہبر جو مجھ کو راستہ بتاتا ہے۔ طبرانی)

دنیا دے کر آخرت کا سفر جاری رکھنا

صہیب رومی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ سے ہجرت کی۔ وہ مکہ میں لوہاری کا کام کرتے تھے۔ وہ مکہ سے روانہ ہوئے تو قریش کے کچھ لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور راستہ میں انھیں پکڑ لیا۔ انھوں نے کہا: "صہیب! تم ہمارے یہاں ایسی حالت میں آئے کہ تمھارے پاس کچھ مال نہ تھا۔ اب تم بھی جاؤ گے اور اپنا مال بھی لے جاؤ گے۔ خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا"۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر میں اپنا مال تم کو دے دوں تو کیا تم میرا پیچھا چھوڑ دو گے۔ انھوں نے کہا ہاں۔ صہیب رضی اللہ عنہ کے پاس چند اوقیہ سونا تھا۔ انھوں نے یہ سونا ان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد وہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ صہیب رومی رضی مدینہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

صہیب کی تجارت کامیاب رہی، صہیب کی تجارت کامیاب رہی (ربح صھیب ربح صھیب، تفسیر ابن کثیر جلد اول)

پسپائی میں بھی نئے اقدام کا راز ہوتا ہے

مؤتہ موجودہ اردن کی ایک بستی ہے۔ اسی مقام پر ۸ ھ میں غزوۂ موتہ واقع ہوا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی اور رومی فوج میں ایک لاکھ مسلح افراد تھے۔ جنگ ہوئی تو ایک کے بعد ایک تین سردار (زید بن حارثہ، جعفر طیار، عبداللہ بن رواحہ) شہید ہوگئے۔ اس کے بعد خالد بن ولید مسلمانوں کی فوج کے سردار مقرر ہوئے۔ انھوں نے نئی فوجی تدبیر سے حملے کیے اور رومیوں پر رعب طاری کر دیا۔ وہ میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت خالد رض نے اس کے بعد آگے بڑھنا مصلحت کے خلاف سمجھا اور ایک ہزار بچی ہوئی فوج کو لے کر مدینہ واپس آگئے۔ مدینہ میں کچھ مسلمانوں نے ان کی طرف خاک پھینکی اور کہا: یا فرار! فررتم فی سبیل اللہ (اے بھاگنے والو! تم اللہ کے راستے سے بھاگے ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: وہ بھاگنے والے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ وہ حملہ کرنے والے ہیں۔ (لیسوا بالفرار ولکنہم الکرار انشاء اللہ تعالیٰ، رواہ احمد بن حنبل)

اسلام میں علم کی اہمیت

بدر کی جنگ میں ستر مشرکین گرفتار ہوئے۔ ان میں سے جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے، ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ وہ انصار میں سے دس آدمیوں کو لکھنا سکھا دیں۔ زید بن ثابت انصاری نے اسی طریقہ پر کتابت سیکھی۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب مقرر ہوئے اور انھوں نے بڑی عمر میں کئی اور زبانیں سیکھیں۔ وہ چھ زبانیں جانتے تھے۔

غصہ کا علاج یہ ہے کہ غصہ کے وقت چپ ہو جائے

امام احمد نے عبداللہ بن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو جب غصہ آئے تو وہ چپ ہو جائے۔ آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا (اذا غضب احدکم فلیسکت، قالہا ثلاثا)

معاملات میں حکمت کا طریقہ اختیار کرنا

فتح مکہ کے موقع پر انصار کے دستہ کے سردار سعد بن عبادہ رض تھے۔ جب وہ مکہ میں داخل ہوئے تو انھوں نے بلند آواز سے کہا: آج گھمسان کا دن ہے۔ آج حرمت حلال کی جائے گی۔ آج اللہ نے قریش کو نیچا کر دیا۔" ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ سعد بن عبادہ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا: نہیں، آج کا دن رحمت کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا۔ آج اللہ کعبہ کو عظمت دے گا۔ (بل الیوم یوم المرحمۃ الیوم یعز اللہ قریشا ویعظم اللہ الکعبۃ، فتح الباری، جلد ۸، صفحہ ۷)

اس کے بعد آپ نے سعد بن عبادہ سے انصار کے دستہ کا جھنڈا لے لیا اور اس کو ان کے بیٹے قیس کو دے دیا۔ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کو کوئی احساس نہیں ہوا۔ کیوں کہ انھوں نے دیکھا کہ جھنڈا اب بھی انھیں کے لڑکے کے ہاتھ میں ہے (ورأی ان اللواء لم یخرج عن سعد اذ صار الی ابنہ، زاد المعاد)

دین میں تنگی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کو لینا ہوتا تو آپ ہمیشہ دونوں میں سے آسان کو اختیار کرتے۔ اور اگر وہ گناہ کی بات ہوتی تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے (ماخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امرین قط الا اختار الیسرھما، مالم یکن اثما۔ فان کان اثما کان ابعد الناس، مسلم)

ناکافی تیاری کے ساتھ اقدام سے پرہیز

خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے جہاد کا ارادہ کیا تو صحابہ کو جمع کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ مختلف لوگوں نے اپنی اپنی رائیں دیں۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا "اے خلیفۂ رسول! ہم آپ کی مخالفت کرنے والے نہیں ہیں اور نہ آپس میں اختلاف کرنے والے ہیں۔ جب آپ نکلنے کے لئے کہیں گے تو ہم نکل پڑیں گے اور جب حکم دیں گے تو ہم اس کی اطاعت کریں گے"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی باتوں سے خوش ہوئے۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ رومیوں سے جہاد کے لئے نکلیں۔ لوگ جمع ہونا شروع ہوئے، یہاں تک کہ بڑی تعداد جمع ہو گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک روز لشکر گاہ میں آئے۔ آپ کے ہمراہ دوسرے کئی اصحاب تھے۔ جمع ہونے والوں کی تعداد اگرچہ کم نہیں تھی۔ مگر رومیوں سے مقابلہ کے لئے آپ کو وہ کم نظر آئی۔ آپ نے دوبارہ مشورہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس تعداد کو رومیوں سے مقابلہ کے لئے کافی نہیں سمجھتا (ما ارضی ھذہ العدۃ لجموع بنی الاصفر کنز العمال جلد ۳) چنانچہ کوچ کو روک کر یمن خط لکھا گیا تاکہ ان کی مدد سے تیاری مکمل کی جائے۔

فریق مخالف سے وہی مطالبہ کرنا جو اس کے لئے قابل قبول ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کی طرف اپنا مکتوب روانہ کیا تو انھوں نے باہم مشورہ کیا اور تین آدمیوں کا وفد مدینہ روانہ کیا تاکہ وہ تحقیق حال کرے۔ یہ شرحبیل بن وداعہ، عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض تھے۔ یہ لوگ مدینہ پہنچے اور حالات کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ معاملہ بڑا سخت ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ شخص واقعی پیغمبر ہے اور ہم اس کی بات کو رد کر دیتے ہیں تو تمام عرب میں ہم پہلے لوگ ہوں گے جو اس کی نظروں میں کھٹکیں گے۔ وہ اور ان کے ساتھی ہم کو کبھی معاف نہ کریں گے"۔ دونوں ساتھیوں نے کہا: پھر تمھاری کیا رائے ہے۔ شرحبیل نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں ان سے مصالحت کی بات کروں کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے آدمی ہیں جو کبھی زیادہ بڑی چیز کا حکم نہیں دیتے۔ (اری ان اکلمہ فانی اری رجلا لا یحکم شططا ابدا، البدایہ والنہایہ، جلد ۵، صفحہ ۵۵)

لوگوں کے ساتھ نرمی اور برداشت کا رویہ اختیار کرو

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کو مارنے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا اور کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ البتہ جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں پانی کا ایک ڈول بہا دو تاکہ صفائی ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم سختی کے لئے نہیں بھیجے گئے ہو، تم اس لئے بھیجے گئے ہو کہ آسانی پیدا کرو۔ (انما بُعثتم مُیسّرین ولم تُبعثوا مُعسّرین، بخاری)

معاملات میں باقاعدگی

ابن سعد اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے۔ وہ ابو موسی اشعری رضؓ کے یہاں سے آٹھ لاکھ درہم لے کر مدینہ آئے۔ صبح کی نماز کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: رات میرے پاس وہ مال آیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے اب تک اتنا مال کبھی نہیں آیا۔ میری رائے ہے کہ میں اس کو کیل سے ناپ ناپ کر لوگوں میں تقسیم کردوں۔ اس معاملہ میں تم لوگ اپنی رائے دو (فاشیروا علیّ) عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمام لوگوں کے لئے مال کثیر کی ضرورت ہوگی اگر لوگوں کا شمار نہ کیا جائے جس سے یہ پہچان ہو جائے کہ کس نے لیا اور کس نے نہیں لیا تو اندیشہ ہے کہ یہ کام منتشر ہو جائے" (اری مالا کثیرا یسع الناس وان لم یحصوا حتی یعرف من اخذ ممن لم یاخذ خشیۃ ان ینتشر الامر) یہ سن کر ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا: اے امیر المومنین، میں ملک شام گیا، وہاں کے بادشاہوں کو میں نے دیکھا کہ انھوں نے رجسٹر بنائے ہیں اور اس کام پر کارندے مقرر کئے ہیں۔ اس لئے آپ بھی رجسٹر اور کارندے مقرر کیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو مان لیا اور عقیل بن ابی طالب، مخرمہ بن نوفل، جبیر بن مطعم کو رجسٹر تیار کرنے پر متعین فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ ۲۱۶)

چپ رہنا سیکھو جس طرح تم بولنا سیکھتے ہو

ابن عساکر نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: تم چپ رہنے کو اسی طرح سیکھو جس طرح تم بولنے کو سیکھتے ہو۔ کیوں کہ چپ رہنا بہت بڑی بردباری ہے۔ اور بات کرنے سے زیادہ سننے کے حریص بن جاؤ۔ کسی ایسی چیز کے بارے میں بات نہ کرو جو تمھارے لئے بے فائدہ ہو۔ تعجب کے بغیر ہنسنے والا نہ بن اور ضرورت کے بغیر چلنے والا نہ بن۔ (تعلموا الصمت کما تعلمون الکلام فان الصمت حلم عظیم وکن الیٰ ان تسمع احرص منک الی ان تتکلم ولا تتکلم فی شئ لا یعنیک ولا تکن مضحاکا من غیر عجب ولا مشاء الیٰ غیر ارب، کنز العمال جلد ۲، صفحہ ۱۵۹)

نصیحت کا راستہ تکلیفوں کا راستہ ہے

طبرانی نے ابو جعفر خطمی سے نقل کیا ہے۔ ان کے دادا عمیر بن حبیب بن حماشہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: تم میں سے کوئی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہے تو وہ اپنے آپ کو لوگوں کے آزار پر صبر کرنے کے لئے تیار کرلے۔ وہ اللہ کی طرف سے ملنے والے اجر پر بھروسہ رکھے۔ کیوں کہ جس نے اللہ کے اجر پر بھروسہ کیا، اس کو لوگوں کا آزار کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا (اذا اراد احدکم ان یامر بالمعروف او ینھی عن المنکر فلیوطن نفسہ علی الصبر علی الاذی ویثق بالثواب من اللہ تعالیٰ۔ فانہ من وثق بالثواب من اللہ عزوجل لم یضرہ مس الاذی)

رسول اللہ کی جنگ اشاعت اسلام کے لئے تھی نہ کہ اقتدار کے لئے

خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں جو باہمی لڑائیاں ہوئیں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ ان میں شریک نہیں تھے۔ لوگوں نے

کہا: آپ فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جنگ کیوں نہیں کرتے۔ سعید بن جبیر کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عمر رضؓ نے جواب دیا: تم جانتے ہو کہ فتنہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے لڑتے تھے اور اس کا مقصد ان میں اسلام داخل کرنا تھا۔ تمہاری طرح آپ کی جنگ اقتدار کے لئے نہ تھی (ولیس بقتالکم علی الملک، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۸)

اختلاف کی قیمت پر اقتدار حاصل کرنا درست نہیں

خالد بن سُمیر کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہا گیا: بہتر ہو کہ آپ خلافت کا کام سنبھالنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ کیوں کہ آپ کے ساتھ تمام لوگ راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم بتاؤ اگر ایک آدمی مشرق میں مخالفت کر دے۔ لوگوں نے کہا۔ کسی نے مخالفت کی تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور امت کی بہتری کے لئے ایک آدمی کا قتل کر دیا جانا کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے کہا: خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیں کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزے کا ڈنڈا پکڑے اور میں اس کی نوک پکڑے ہوئے ہوں اور اس نیزے سے مسلمانوں میں سے ایک شخص قتل کر دیا جائے اور اس کے بدلے میں میرے لئے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، وہ سب ہو۔" حضرت قطن کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے پاس آیا اور کہا: تم سے زیادہ برا امت محمدؐ کے لئے اور کوئی نہیں (ما احد شر لامۃ محمد منک) آپ نے کہا کیوں۔ میں نے تو خدا کی قسم نہ ان کا خون بہایا ہے اور نہ ان کی جماعت میں تفریق ڈالی ہے اور نہ ان کے عصا کو توڑا ہے۔" آدمی نے کہا: اگر آپ چاہیں تو امت کے دو آدمی بھی آپ کے بارے میں اختلاف نہ کریں۔ حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا: مجھے پسند نہیں کہ خلافت مجھے ملے اور ایک آدمی کہے نہیں۔ دوسرا کہے ہاں (ما احب انہا اتتنی ورجل یقول لا وآخر یقول بلی، طبقات ابن سعد)

تبدیلی حکومت کے نام پر مسلمانوں کا قتل درست نہیں

حاکم نے ابو عریف کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ معاویہؓ کے مقابلہ میں حسن بن علی رضؓ کی جو فوج تھی، میں اس کے مقدمۃ الجیش میں تھا۔ ہم بارہ ہزار تھے اور ہماری تلواریں اہل شام سے جنگ کے لئے گویا ابھی سے خون ٹپکا رہی تھیں۔ ہمارے سردار ابو عمرطہ تھے۔ جب ہم کو یہ خبر پہنچی کہ حسن بن علی رضؓ اور معاویہ رضؓ کے درمیان صلح ہو گئی تو گویا غصہ اور گرمی کی وجہ سے ہماری کمریں ٹوٹ گئیں۔ حضرت حسن بن علی رضؓ جب کوفہ آئے تو ہم میں سے ایک آدمی نکل کر ان کی طرف گیا۔ اس کا نام ابو عامر سفیان بن لیل تھا۔ اس نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: السلام علیک یا مذل المومنین (السلام علیک اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے) حضرت حسن بن علی رضؓ نے فرمایا: اے ابو عامر! ایسا مت کہو۔ میں نے مسلمانوں کو ذلیل نہیں کیا۔ بلکہ مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ میں اقتدار کے لئے لوگوں کو قتل کروں (لم اذل المومنین ولکنی کرھت ان اقتلھم فی طلب الملک، البدایہ والنہایہ، جلد ۸)

اپنی خواہشات سے مقابلہ کرنا زیادہ بڑا جہاد ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ سے لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔ لوگوں نے پوچھا بڑا جہاد کیا ہے — فرمایا: بندے کا اپنی خواہش کے خلاف جہاد کرنا (مجاھدۃ العبد لھواہ، جامع العلوم والحکم صفحہ ۱۷۱)

ہر آدمی کا شیطان اس کے ساتھ لگا ہوا ہے

ابن ابی شیبہ نے حضرت سلیم بن حنظلہ رضہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تاکہ ان سے کچھ سنیں۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ اٹھے اور ہم بھی اٹھے اور ان کے پیچھے چلنے لگے۔ راستہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا: کیا تم کو نہیں معلوم کہ یہ آگے چلنے والے کے لئے فتنہ اور پیچھے چلنے والے کے لئے ذلت ہے (اما تری فتنۃ للمتبوع ذلۃ للتابع، کنزالعمال جلد ۸)

اللہ کو وہی عمل پسند ہے جو مستقل کیا جائے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی۔ دن کو آپ اس پر بیٹھتے اور رات کو اس پر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے۔ لوگ آپ کے پاس آنے لگے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! اتنا ہی عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس کو مستقل کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو (وان احب الاعمال الی اللّٰہ مادام وان قل) ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے جب کوئی عمل کرتے تو وہ اس پر قائم رہتے تھے (وکان آل محمد اذا عملوا عملا اثبتوہ، بخاری ومسلم)

خدا اکثر اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کو حقیر سمجھ کر آدمی نظرانداز کر دیتا ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کہے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو میری عیادت کے لئے نہیں آیا۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تیری عیادت کیسے کر سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ کہے گا کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا مگر تو اس کی عیادت کو نہیں گیا۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ تو اگر اس کی عیادت کو جاتا تو تو مجھ کو اس کے پاس پاتا (اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ) پھر اللہ کہے گا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھ کو کھانا نہیں دیا۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب، میں کیسے تجھ کو کھانا کھلا سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ کہے گا۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے اس کو نہیں کھلایا۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔ پھر اللہ کہے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھ کو پانی نہیں پلایا۔ بندہ کہے گا، اے میرے رب، میں کیسے تجھ کو پانی پلا سکتا ہوں تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ کہے گا۔ میرے فلاں بندہ نے پانی مانگا مگر تو نے اس کو پانی نہیں دیا۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔ (صحیح مسلم)

جس نے دنیا میں اپنے کو چھپایا وہ آخرت میں نمایاں ہوگا

ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی ذات کو اس طرح چھپا دو کہ تمھارا تذکرہ نہ کیا جائے اور خاموشی اختیار کرو، تم سلامت رہوگے (وارشخصك لا تذکر واصمت تسلم، کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

آدمی کے مال میں دوسرے کا بھی حق ہے

طبرانی نے جدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ بڑے پیٹ والا تھا۔ آپ نے اپنی انگلی اس کے پیٹ پر رکھی اور فرمایا:

لوکان ھذا فی غیر ھذا المکان لکان خیرا لک (احمد، طبرانی)
یہ کھانا اگر دوسرے کے پیٹ میں ہوتا تو تیرے لئے زیادہ بہتر تھا۔

باپ کی ذمہ داریاں

ابونعیم نے ابورافع رضؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: کیف بک یا ابا رافع اذا افتقرت (اے ابورافع! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم محتاج ہو جاؤ گے) میں نے کہا: کیوں نہ ابھی سے میں اس سے بچنے کی تیاری کروں۔ آپ نے فرمایا ضرور ایسا کرو۔ پھر پوچھا تمہارے پاس کتنا مال ہے۔ میں نے کہا چالیس ہزار۔ اور یہ اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ ایک حصہ اللہ کے راستہ میں دو اور ایک حصہ روک کے رکھو۔ اور اس سے اپنی اولاد کی اصلاح کرو۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسول کیا ان کا ہمارے اوپر حق ہے جس طرح ہمارا ان کے اوپر حق ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ باپ کا حق اپنے بیٹے پر یہ ہے کہ وہ ان کو کتاب اللہ کی تعلیم دے۔ تیر اندازی اور تیراکی سکھائے:

وان یورثہ طیبا (حلیۃ الاولیاء ۱ جلد ۱)
اور ان کو خوشبو (دینی اخلاق) کا وارث بنائے۔

بہت سی شکایتوں کا سبب غلط فہمی ہے

معاویہ رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص سہل بن سعد رضؓ کے پاس آیا اور کہا کہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) علی رضؓ کو سب وشتم کرتا ہے۔ سہل نے پوچھا وہ کیا کہتا ہے۔ آنے والے نے کہا وہ ان کو ابوتراب کہتا ہے (یقول لہ ابوتراب) سہیل یہ سن کر ہنس پڑے اور بولے: واللہ ماسماہ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما کان لہ اسم احب الیہ منہ خدا کی قسم اس نام سے تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا ہے۔ اور آپ کے نزدیک ان کا اس سے پیارا نام کوئی نہ تھا۔ (بخاری کتاب المناقب، باب مناقب علی)

مردہ کو برا بھلا کہنے سے پرہیز

عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام فتح مکہ کے دن اسلام لائیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے شوہر عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ انھیں اندیشہ ہے کہ آپ ان کو قتل کرا دیں گے۔ میری درخواست ہے کہ آپ انھیں امن دے دیں۔ آپ نے فرمایا ان کو ہماری طرف سے امن ہے۔ ام حکیم اپنے رومی غلام کو لے کر عکرمہ کی تلاش میں نکلیں۔ عکرمہ اس وقت تہامہ کے ساحل پر پہنچ چکے تھے۔ اور کشتی پر سوار ہو کر سمندر پار چلے جانا چاہتے تھے۔ عین اس وقت ام حکیم وہاں پہنچ گئیں اور کہا کہ میں اس ہستی کی جانب سے آرہی ہوں جو تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے۔ تم اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو" انھوں نے بڑی مشکل سے ان کو واپسی کے لئے تیار کر لیا۔ ام حکیم نے کہا: میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمھارے لئے امان طلب کرلی ہے۔ عکرمہ نے کہا "تم نے"۔ انھوں نے کہا: ہاں میں نے۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ واپس روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے کہا:

یاتیکم عکرمة بن ابی جهل مومنا مهاجرا فلا تسبوا اباه فان سبّ المیت یوذی الحی ولا یبلغ المیت

عکرمہ بن ابوجہل مومن اور مہاجر ہوکر آرہے ہیں۔ تم لوگ ان کے باپ کو برا نہ کہنا۔ کیوں کہ مردہ کو برا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ مردہ کو نہیں پہنچتی۔

تعلقات میں دوسروں کی عزت کا لحاظ رکھنا

ہجرت کا سفر طے کرکے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو لوگوں نے بستی سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا۔ راستوں میں اور چھتوں پر مردوں اور عورتوں اور بچوں کا ہجوم تھا۔ وہ کہہ رہے تھے اللہ اکبر اجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ اکبر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے) انصار میں آپس میں اس بات پر نزاع ہونے لگی کہ کون آپ کو اپنے یہاں ٹھہرائے۔ مدینہ میں آپ کے ننہالی رشتہ کے لوگ رہتے تھے۔ آپ نے ان کی خاطر کے لئے اولاً انھیں کے یہاں قیام پسند فرمایا۔ آپ نے کہا:

انزل اللیلة علی بنی النجار اخوال عبد المطلب لاکرمهم بذلك (البدایہ والنہایہ، جلد ۳)

اس وقت میں عبد المطلب کے ماموں بنو نجار کے یہاں ٹھہروں گا تاکہ ان کو میرے ٹھہرنے سے عزت حاصل ہو۔

ابو ایوب انصاری (خالد بن زید نجاری خزرجی) جن کے یہاں آپ ابتدائی چند مہینے ٹھہرے، اسی خاندان بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ مسجد نبوی اور اس کے گرد حجروں کی تعمیر کے بعد آپ اس میں منتقل ہوگئے۔

شبہ پر رائے شیطان کی رائے ہوتی ہے

ام المومنین صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ رات کو میں آپ سے ملنے گئی۔ میں نے آپ سے باتیں کیں پھر واپس آنے کے لئے اٹھی۔ آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں انصار کے دو آدمی ادھر سے گزرے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو چاہا کہ تیز چل کر جلدی سے نکل جائیں۔ آپ نے ان کو آواز دے کر فرمایا: "جلدی نہ کرو۔ یہ میری بیوی صفیہ بنت حُیَی ہیں"۔ وہ دونوں آدمی بولے "سبحان اللہ! اے خدا کے رسول"۔ آپ نے فرمایا:

ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم۔ وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرا اوقال شیئا (متفق علیہ)

شیطان آدمی کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ شیطان تمھارے دلوں میں میری طرف سے کوئی برا گمان نہ ڈال دے۔

جس نے دنیا میں اپنے کو چھپایا وہ آخرت میں نمایاں ہوگا

ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا اپنی ذات کو اس طرح چھپاؤ کہ تمھارا تذکرہ نہ کیا جائے اور خاموشی اختیار کرو۔ تم سلامت رہو گے (وادفن شخصك لا تذکر واصمت تسلم، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

بچائے گا (من ردعن عرض اخیہ رد اللہ عن وجہہ النار یوم القیامۃ)

صدقہ ہر آدمی پر فرض ہے

كُلُّ سُلَامَىٰ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ۔ تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ۔ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔ وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الْأَذَىٰ عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ (بخاری ومسلم)

آدمی کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہے ہر دن جب کہ سورج طلوع ہو۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔ آدمی کو سواری پر چڑھنے میں یا سامان اتارنے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ ایک اچھا بول صدقہ ہے۔ راستہ سے تکلیف کی ہر چیز کو ہٹادینا صدقہ ہے۔

اللہ کا محبوب بندہ وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو

طبرانی اور ابن حبان نے اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور ہم اس طرح چپ تھے جیسے کہ ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، ہم میں سے کوئی بھی بول نہیں رہا تھا اتنے میں کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے پوچھا: اللہ کے بندوں میں سے کون اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: جو ان میں سے اخلاق میں اچھے ہیں (احسنہم خلقا، الترغیب والترہیب جلد ۴)

بندوں کے حقوق ادا کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند دن پہلے خلاف معمول ایک لمبی تقریر فرمائی۔ آخر میں آپ نے کہا: میں اللہ کے یہاں اپنا صحیفہ زندگی صاف ستھرا لے کر جانا چاہتا ہوں۔ اگر کسی کا کوئی قرض مجھ پر رہ گیا ہو جس کو میں ادا کرنا بھول گیا ہوں۔ یا غیر ارادی طور پر کسی شخص کو مجھ سے کوئی ذہنی یا جسمانی تکلیف پہنچی ہو تو وہ مجھ سے اس کا بدلہ لے لے یا مجھے معاف کردے،، آپ نے تقریر ختم کرکے انتظار فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ اب ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ نے جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز ظہر کے بعد آپ دوبارہ ممبر پر آئے اور وہی سوال پھر دہرایا کہ میرے ذمہ کسی کا قرض ہو یا مجھ سے کسی کی اہانت ہوئی ہو تو وہ اپنا بدلہ لے لے۔ اب ایک شخص اٹھا اس نے کہا کہ "اے خدا کے رسول! آپ کے اوپر میرا پانچ درہم کا قرض ہے" اس کے بعد آپ نے حکم دیا اور ان کے پانچ درہم اسی وقت مسجد میں ادا کردیے گئے۔

ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنا خواہ وہ کمزور ہو یا طاقت ور

معاویہ بن ابوسفیان نے ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار، مجھ سے علی کی صفت بیان کرو (یا ضرار صف لی علیا) اس کے جواب میں انھوں نے جو کچھ کہا اس کے چند جملے یہ تھے: وہ ہمارے اندر ہمارے ایک شخص کی مانند تھے۔ کوئی طاقت ور اپنے باطل میں ان سے امید نہ کرسکتا تھا اور کوئی کمزور ان سے عدل پانے میں مایوس نہ ہوسکتا تھا (کان فینا کاحدنا لا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییأس الضعیف من عدلہ)

اللہ سے ڈرنا سب سے بڑی دانائی ہے

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ حکمت کا سرا اللہ کا خوف ہے (راس الحکمۃ مخافۃ اللہ) ابو العالیہ نے آیت قرآن (یوتی الحکمۃ من یشاء) کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ حکمت سے مراد اللہ کا ڈر ہے۔ کیونکہ اللہ کا ڈر تمام حکمتوں کا سرا ہے (الحکمۃ خشیۃ اللہ فان خشیۃ اللہ راس کل حکمۃ، تفسیر ابن کثیر)

اخلاق

بہتر اخلاق یہ ہے کہ غصہ نہ کرے

ابوالعلاء بن الشخیر نے روایت کیا ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سامنے سے آیا اور کہا: اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اخلاق۔ پھر وہ دائیں سے آیا اور پوچھا: اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اخلاق۔ پھر وہ بائیں سے آیا اور پوچھا اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اخلاق۔ پھر وہ پیچھے سے آیا اور پوچھا اے خدا کے رسول! کون سا عمل افضل ہے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

مالک لا تفقہ حسن الخلق۔ ھو ان لا تغضب ان استطعت (محمد بن نصر المروزی، کتاب الصلاۃ)

تم کو کیا ہو گیا کہ تم اچھے اخلاق کو نہیں سمجھتے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو تم غصہ نہ کرو

جنت میں پہنچانے والے اعمال

طبرانی نے حمید طویل سے روایت کی ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ کچھ لوگ ان کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ نے اپنی خادمہ سے فرمایا: ہمارے ساتھیوں کے لئے کچھ لاؤ۔ اگرچہ روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

مکارم الاخلاق من اعمال الجنۃ (الترغیب والترہیب جلد ۳) اچھے اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہیں۔

سب کے ساتھ رحم کا برتاؤ

سہیل بن عمرو کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام سے گزرے تو آپ نے ایک اونٹ کو دیکھا جس کا پیٹ اس کی پیٹھ سے لگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا:

اتقوا اللہ فی ھٰذہ البہائم المعجمۃ۔ فارکبوھا صالحۃ وکلوھا صالحۃ (ابوداؤد)

ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ان پر صالح طریقہ سے سواری کرو اور ان کو صالح طریقہ سے کھلاؤ۔

داعی کا اخلاق کیسا ہوتا ہے

عمرو بن المرہ الجہنی رضؓ نے سنا کہ مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہوا ہے۔ وہ اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ آپ نے فرمایا: "اے عمرو بن مرہ! میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں تمام انسانوں کی طرف۔ ان کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ ان کو یہ تعلیم دیتا ہوں کہ خون نہ بہاؤ، رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو، ایک اللہ کی عبادت کرو، بتوں کو چھوڑ دو، بیت اللہ کا حج کرو، رمضان کے مہینے کے روزے رکھو۔ جس نے ان باتوں کو مان لیا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ اے عمرو! ایمان لاؤ، اللہ تم کو جہنم کی ہولناکیوں سے بچائے گا"۔ عمرو بن مرۃ پہلی ہی ملاقات میں متاثر ہو گئے اور کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ آمنت بکل ماجئت بہ من حلال و حرام وان رغم ذلک کثیر من الاقوام (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ہر اس حلال و حرام پر ایمان لایا جس کو آپ لے کر آئے ہیں۔ خواہ بہت سے لوگوں کو یہ بات

بڑی لگے) پھر انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول! مجھ کو میری قوم کی طرف بھیج دیجئے۔ شاید اللہ میرے ذریعہ سے ان پر احسان کرے جس طرح اس نے آپ کے ذریعہ میرے اوپر احسان کیا ہے۔ آپ نے ان الفاظ میں نصیحت کرتے ہوئے ان کو روانہ کیا:

علیك بالرفق والقول السدید ولا تکن فظا ولا متکبرا ولا حسودا (کنز العمال)

ہمیشہ نرمی اختیار کرنا، سیدھی بات کہنا، تند خو مت بننا، تکبر اور حسد نہ کرنا۔

چار اہم ترین نصیحتیں

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ دن تک روزانہ مجھ سے کہتے رہے۔ "اے ابوذر! خوب سمجھ لو جو تم سے کہا جانے والا ہے۔" جب ساتواں دن آیا تو آپ نے فرمایا:

اوصیك بتقوی اللہ فی سر امرك وعلانیتہ، واذا اسأت فاحسن، ولا تسئلن احدا شیئا وان سقط سوطك، ولا تقبضن امانۃ (الترغیب والترہیب جلد۲)

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کھلے اور چھپے ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کی۔ اور جب تم سے کوئی برائی ہو جائے تو اس کے بعد بھلائی کرو کسی سے کوئی چیز نہ مانگو خواہ تمھارا کوڑا گر گیا ہو۔ اور کسی کی امانت پر قبضہ مت کرنا۔

انسان کے ساتھ رعایت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس کو مارنے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع کیا اور فرمایا:

دعوہ واریقوا علی بولہ سجلا من الماء اوذنوبا من ماء۔ فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین (بخاری)

اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول لے کر ڈال دو۔ کیوں کہ تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

جو دھوکہ دے وہ مسلمانوں میں سے نہیں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص غلہ کا ڈھیر لگائے ہوئے اس کو فروخت کر رہا ہے۔ آپ نے غلہ کے ڈھیر میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیاں تر ہو گئیں۔ آپ نے غلہ کے مالک سے کہا کہ اس میں یہ تری کیسی ہے۔ اس نے کہا کہ بارش میں بھیگ گیا۔ آپ نے فرمایا:

افلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس۔ من غشنا فلیس منا (متفق علیہ)

تم نے اس بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیتے۔ یاد رکھو جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

صحابی کا سب سے زیادہ محبوب عمل

ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا:

لان اعول اھل بیت من المسلمین شھرا اوجمعۃ اوماشاء اللہ احب الیّ من حجۃ بعد حجۃ۔ ولطبق

اگر میں مسلمانوں میں سے کسی کے گھر کی خبرگیری کروں، ایک مہینہ یا ایک ہفتہ تک تو یہ مجھ کو حج پر حج کرنے سے

بدانق اهديه الى اخ لى فى الله عزوجل احب الىّ من دينار انفقه فى سبيل الله عزوجل (حلیۃ الاولیاء جلد ۱)

زیادہ محبوب ہے۔ اگر میں ایک طبق دانق (پیسے) اپنے بھائی کو ہدیہ کردوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک طبق دینار فی سبیل اللہ خرچ کردوں۔

بے فائدہ بات نہ کرنا ، کسی کا برا نہ چاہنا

زید بن اسلم کہتے ہیں۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ لوگ ان کے پاس آئے۔ وہ بیمار تھے مگر ان کا چہرہ چمک رہا تھا، لوگوں نے پوچھا: کیا بات ہے کہ آپ کا چہرہ اس قدر چمک رہا ہے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

ما من عملى شيئ اوثق عندى من اثنتين۔ اما احدهما فكنت لا اتكلم فيما لا يعنينى۔ واما الاخرى فكان قلبى للمسلمين سليما (ابن سعد جلد ۳)

میرے عمل میں میرے نزدیک دو چیزیں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ایک یہ کہ میں بے فائدہ بات نہیں کرتا تھا۔ دوسرے یہ کہ میرا دل مسلمانوں کی طرف سے ہمیشہ صاف رہا۔

اسلام میں نزاکت احساس

عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نے ذبح کی غرض سے ایک بکری کو پہلو کے بل لٹا رکھا تھا اور اپنی چھری تیز کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

اتريد ان تميتها موتتين۔ هلا احددت شفرتك قبل ان تضجعها (طبرانی، احمد)

کیا تم بکری کو دو موت مارنا چاہتے ہو۔ تم نے اس کو پہلو کے بل لٹانے سے پہلے اپنی چھری کیوں نہ تیز کرلی۔

خادم کی کوتاہیوں پر اس کو معاف کرنا

عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں۔ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا: "اے خدا کے رسول! اپنے خادم کو میں روزانہ کتنی بار معاف کروں۔ آپ نے فرمایا: سبعين مرة (ستر بار معاف کرو) ترمذی، ابوداؤد

کسی انسان کے ساتھ وحشیانہ سلوک جائز نہیں

غزوۂ بدر کے بعد جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔ یہ قریش کا بہت مشہور خطیب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت سخت تقریریں کیا کرتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کے اگلے دو دانت توڑ دوں، تاکہ آئندہ یہ اسلام کے خلاف تقریریں نہ کرسکے۔ آپ نے کہا:

لا امثل به فيمثل الله بى وان كنت نبيا (من اخلاق النبی)

میں اس کا چہرہ نہیں بگاڑوں گا ورنہ اللہ میرا بھی چہرہ بگاڑ دے گا۔ اگرچہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اجرت ادا کرنے میں دیر نہ کرو

ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعطوا الاجير اجره قبل ان يجف عرقه

مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دو

برائی کرنے والے کے حق میں اچھی دعا کرو

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا۔ آپ کے حکم سے اس کو کوڑے مارے گئے۔ جب وہ چلا گیا تو کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ اس شخص کو رسوا کر۔ اے اللہ! اس شخص پر لعنت کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقولوا ھکذا ولا تکونوا للشیطان علی اخیکم۔ ولکن قولوا اللّٰھم اغفر لہ اللّٰھم اھدہ (ابن جریر)

اس طرح مت کہو اور اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے ساتھی نہ بنو۔ بلکہ اس طرح کہو: اے اللہ اس کو معاف فرما۔ اے اللہ اس کو ہدایت دے۔

مسلمان کو لعنت کرنا بہت بڑا گناہ ہے

طبرانی نے سلمہ بن اکوع رضہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب ہم کسی کو دیکھتے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر لعنت بھیج رہا ہے تو ہم سمجھتے تھے کہ وہ بڑے گناہوں کے دروازہ میں سے ایک دروازہ میں داخل ہو گیا ہے (کنا اذا رأینا الرجل یلعن اخاہ رأینا ان قد اتی بابا من ابواب الکبائر)

مومن کو حقیر سمجھنا بے دینی تک لے جاسکتا ہے

عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حج میں تھے۔ آپ نے عرفات سے کوچ کرنے میں اسامہ بن زید رضہ کی وجہ سے دیر کر دی۔ آپ ان کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک لڑکا آیا جو کالے رنگ اور چپٹی ناک والا تھا۔ اہل یمن جو آپ کے ساتھ تھے، یہ دیکھ کر بولے:

انما حبسنا من اجل ھذا (ابن سعد جلد ۴)

اسی کی وجہ سے ہم روکے گئے تھے

عروہ رضہ کہتے ہیں کہ اہل یمن اپنے اسی قول کی وجہ سے کافر ہوئے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے پوچھا عروہ رضہ کے اس قول کا کیا مطلب تھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اہل یمن کا مرتد ہونا۔

اولاد کسی آدمی کی سب سے بڑی کمزوری ہے

بزار نے اسود بن خلف رضہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضہ کو اٹھایا اور ان کا بوسہ لیا۔ پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

ان الولد مبخلۃ مجھلۃ مجبنۃ (بیہقی جلد ۸)

لڑکا آدمی کو بخیل بناتا ہے، نادانی کے کام کراتا ہے، بزدل بنا دیتا ہے۔

طبرانی نے عبداللہ بن عمر سے ایک روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

قاتل اللہ الشیطان ان الولد فتنۃ

اللہ شیطان کو ہلاک کرے۔ بے شک اولاد آدمی کیلئے فتنہ ہے۔

گھریلو معاملات میں گھر کے بڑے کا کردار

بیہقی نے حسن بن علی رضہ سے روایت کیا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضہ کی صاحبزادی ام کلثوم

سے نکاح کا پیغام دیا جو آپ سے عمر میں بہت چھوٹی تھیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں حسن اور حسین سے کہا کہ اپنے چچا کے ساتھ اپنی بہن کی شادی کا انتظام کرد۔ دونوں نے کہا:

ھی امرأۃ من النساء تختار لنفسھا (کنز العمال جلد ۸)	وہ عورتوں میں سے ایک عورت ہے۔ اس کو اپنی ذات کے بارے میں اختیار ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہو گئے اور اٹھ کر جانے لگے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: "اے باپ! آپ کی جدائی کو میں برداشت نہیں کرسکتا۔" پھر دونوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔

کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے

حسن بن ابی طالب رض کہتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک جماعت ابوموسیٰ اشعری رض کے پاس آئی جو خلافت فاروقی میں گورنر کے عہدہ پر تھے۔ ابوموسیٰ اشعری رض نے عربوں کو عطیے دیئے اور ان کے ساتھ جو عجمی تھے ان کو چھوڑ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رض کو لکھا:

الا سویت بینھم۔ بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم (کنز العمال جلد ۲)	تم نے دونوں کے درمیان برابری کیوں نہ کی۔ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

مسلمان بھائی کو گھبراہٹ میں ڈالنا جائز نہیں

طبرانی نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے پاس ایک سینگ تھی۔ کچھ لوگوں نے اس کی سینگ لے کر چھپا دی۔ نماز ختم ہوئی تو اعرابی سینگ نہ پاکر گھبرا گیا۔ اس نے کہا: میری سینگ کیا ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یروعن مسلما (ہیثمی جلد ۶)	جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز کسی مسلمان کو نہ ڈرائے۔

نکاح ــــ دعوت ناموں کی تقسیم کے بغیر

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عوف رض ہجرت کرکے مدینہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مواخاۃ سعد بن ربیع انصاری رض سے کرائی۔ سعد رض نے عبدالرحمٰن بن عوف رض سے کہا: اے میرے بھائی! میں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ میرے مال کو دیکھ کر تم اس میں سے آدھا مال لے لو۔ میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تم کو پسند ہو اس کو میں طلاق دے دوں اور تم اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رض نے کہا: اللہ تمھارے اہل اور مال میں برکت دے۔ مجھے تم بازار کا راستہ بتا دو۔ انھوں نے تجارت شروع کردی اور بہت نفع کمایا۔

کچھ دنوں بعد ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ان کے کپڑے پر زعفران کا اثر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمانی زبان میں فرمایا مَھْیَم (یہ کیا) انھوں نے کہا، میں نے ایک عورت سے نکاح کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا، کتنا مہر مقرر کیا۔ انھوں نے کہا، ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ آپ نے فرمایا:

اولم ولو بشاۃ (احمد) ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے۔

گھر کی ذمہ داریوں کو ادا کرنا جہاد فی سبیل اللہ سے کم نہیں

طبرانی اور بزار نے عبداللہ بن عباس رضہ سے نقل کیا ہے۔ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اے خدا کے رسول! میں عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ ان عورتوں میں سے ہر عورت، خواہ آپ اس کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، آپ کے پاس آکر یہ سوال پوچھنا چاہتی ہے۔ اللہ مردوں کا رب ہے اور عورتوں کا بھی۔ وہ دونوں کا الٰہ ہے۔ آپ مردوں کے بھی رسول ہیں اور عورتوں کے بھی۔ اللہ نے مردوں کے لئے جہاد رکھا ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو اجر پاتے ہیں۔ اور اگر مارے جاتے ہیں تو اللہ کے یہاں زندہ ہو کر رزق حاصل کرتے ہیں۔ پھر ہم عورتوں کے لئے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

ان طاعۃ الزوج واعترافا بحقہ یعدل ذلک، وقلیل منکن من یفعلہ (الترغیب والترہیب) شوہر کی فرماں برداری اور اس کے حقوق کا پہچاننا تمہارے لئے جہاد کے برابر ہے۔ اگرچہ عورتوں میں بہت کم ہیں جو ایسا کرتی ہوں۔

دوسروں کو تکلیف دینے سے پرہیز

مالک نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر ایک عورت کو دیکھا۔ وہ کوڑھ کی بیماری میں مبتلا تھی اور بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی۔ آپ نے اس سے کہا:

یا امۃ اللہ لا تؤذی الناس لو جلست فی بیتک اے اللہ کی بندی۔ لوگوں کو تکلیف نہ دے۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھر میں بیٹھے۔

وہ عورت گھر میں بیٹھ گئی۔ کچھ عرصہ بعد ایک آدمی کا اس مجذومہ عورت پر گزر ہوا۔ اس نے کہا: وہ خلیفہ جنھوں نے تجھ کو طواف سے منع کیا تھا وہ وفات پا گئے۔ اب تو گھر سے نکل۔ خاتون نے جواب دیا:

ما کنت لاطیعہ حیا واعصیہ میتا (کنز العمال جلد ۳) میں ایسی نہیں کہ زندگی میں ان کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد ان کی نافرمانی کروں۔

گھر میں داخلہ کے لئے اجازت طلب کرنے کے آداب

طبرانی نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ علی ابن طالب رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ انھوں نے بہت آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا (فدق الباب دقا خفیفا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو ۔۔۔ طبرانی نے ایک اور روایت میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آئے انھوں نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور دروازہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ کنارے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر کچھ دیر میں اندر بلایا اور فرمایا: ھل الاستئذان الا من اجل النظر (اجازت طلب کرنا دیکھنے سے بچنے ہی کے لئے تو ہے)

دستر خوان پر کس کو بلایا جائے

ابن سعد نے معن سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی کھانا تیار کرتے اور ان کے پاس سے کوئی حیثیت والا آدمی گزرتا تو اس کو نہ بلاتے۔ البتہ ان کے لڑکے اور بھتیجے اس کو بلاتے۔ اور جب کوئی مسکین آدمی گزرتا تو عبد اللہ بن عمر رضہ اس کو بلاتے۔ مگر ان کے لڑکے اور بھتیجے اس کو نہ بلاتے۔ انھوں نے فرمایا:

یدعون من لا یشتھیہ ویدعون من یشتھیہ

یہ لوگ اس کو بلاتے ہیں جو خواہش نہیں رکھتا۔ اور جس کو خواہش ہے، اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

گھر والوں کی خواہش پر چلنا دینی مزاج کے خلاف

بیہقی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی اور میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا تھا اور اس کو لے کر گھر جا رہا تھا۔ انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ میں نے کہا:

قرم اھلی فابتعت لھم لحما بدرھم (الترغیب والترہیب جلد ۳)

میرے گھر والوں کی بڑھی ہوئی خواہش ہے۔ میں نے ان کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔

یہ سن کر عمر رضہ میرے لفظ (قرم اھلی) کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ تمنا ہوئی کہ یہ درہم مجھ سے کہیں گر جاتا، یا عمر رضی اللہ سے میری ملاقات نہ ہوتی۔ بیہقی کی ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے گھر والوں کے لئے ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔ اس کے کھانے کی انھیں بہت خواہش ہوئی ہے۔ عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا:

اکلما اشتھیتم شیئا اشتریتموہ

کیا جب بھی تم کو کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تو تم اس کو خرید لیتے ہو۔

یہ آیت تم سے کہاں چلی گئی: اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا (احقاف)

خواہش پر قابو رکھنا مسلمان کے لئے ضروری ہے

احمد اور عبد الرزاق اور ابن عساکر نے حسن بن علی رضہ نے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے لڑکے عبد اللہ رضہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے یہاں گوشت آیا ہوا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیسا گوشت ہے۔ صاحبزادہ نے جواب دیا: آج مجھ کو اس کے کھانے کی خواہش ہوئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وکلما اشتھیت شیئا اکلتہ۔ کفی بالمرء سرفا ان یاکل کل ما اشتھاہ (منتخب الکنز جلد ۴)

جب بھی تم کو کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تو تم اس کو کھاتے ہو۔ آدمی کے اسراف کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش پیدا ہو اس کو کھائے

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے قطع تعلق اس کو قتل کرنے کے برابر ہے

عن ابی خراش السلمی رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من ھجر اخاہ سنۃ فھو کسفک دمہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک جدائی رکھی تو یہ اس کا خون بہانے کی مانند ہے۔ (ابوداؤد)

انصاف پسندی

حق کے معاملہ میں کوئی رعایت نہیں

بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی جس کا نام فاطمہ تھا۔ لوگ ڈرے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ لوگوں نے اسامہ بن زید رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارشی بنا کر بھیجا۔ آپ نے سنا تو آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے۔ آپ نے کہا: کیا تم مجھ سے اللہ کی حد کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہو۔ اسامہ رض نے فوراً کہا: رسول اللہ ص! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ پھر آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: پچھلی امتیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ ان کا کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو یقیناً میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ والذی نفس محمد بیدہ، لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا (بخاری ومسلم)

حسد اور کبر سچائی کے اعتراف میں رکاوٹ بن جاتا ہے

غزوۂ احزاب سے پہلے مدینہ کے کچھ یہودی مکہ گئے۔ انھوں نے مکہ والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑائی پر ابھارا اور کہا کہ تم لوگ مدینہ پر حملہ کرو۔ ہم بھی تمھارا ساتھ دیں گے۔ ان یہودیوں میں حی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ شامل تھے۔ اس وقت مکہ کے سرداروں نے یہودی علمار سے کہا کہ ہم بیت اللہ کے متولی ہیں ہم حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں اور کعبہ کو آباد رکھتے ہیں۔ بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین (افدیننا خیر ام دین محمد) یہودی علمار نے جواب دیا: تمھارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے زیادہ حق پر ہو۔ وانتم اولی بالحق منہ (تہذیب سیرۃ ابن ہشام جزء اول صفحہ ۱۹۶)

انصاف میں چھوٹے اور بڑے برابر ہیں

ابن عبدالحکم نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مصر کا ایک باشندہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں ظلم سے پناہ لینے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو پناہ دی۔ مصری نے کہا: مصر کے عامل کے لڑکے محمد بن عمرو بن العاص سے میرا دوڑ میں مقابلہ ہوا اور میں اس سے آگے نکل گیا۔ وہ خفا ہو گیا اور اس نے مجھے کوڑے سے مارنا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا: خذھا وانا ابن الاکرمین (یہ لے اور میں بڑے آدمیوں کا بیٹا ہوں) یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رض کو لکھا کہ وہ اپنے لڑکے کو لے کر فوراً مدینہ پہنچیں۔ وہ آئے تو آپ نے مصری کو بلایا اور اس کو کوڑا دے کر کہا کہ اس کو مارو۔ اس نے مارنا شروع کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے: اضرب ابن الاکرمین (بڑے آدمیوں کے بیٹے کو مارو) جب وہ لڑکے کو خوب مار چکا تو آپ نے فرمایا کہ اب عمرو بن العاص کو مارو۔ کیوں کہ ان کے لڑکے نے اپنے باپ ہی کے بل پر تم کو مارا ہے (فواللہ ما ضربک ابنہ الا بفضل سلطانہ) مصری نے کہا: مجھ کو جس نے مارا تھا، اس کو میں نے مار لیا۔ اب کسی اور کو مارنے کی مجھے حاجت نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو ان کو مارتا تو ہم تیری راہ میں حائل نہ ہوتے الا یہ کہ تو خود ہی ان کو چھوڑ دے۔ پھر عمرو بن العاص رض سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا حالاں کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا یاعمرو متی تعبدتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا

امیر کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کے کام کو دیکھے

اخرج البیھقی وابن عساکر عن طاؤس ان عمر رضی اللہ قال: ارأیتم ان استعملت علیکم خیرا ممن اعلم ثم امرته بالعدل، اقضیت ما علی - قالوا نعم - قال لا حتی انظر فی عملہ اعمل بما امرته ام لا

عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: بتاؤ اگر میں تمھارے اوپر کسی بھلے آدمی کو عامل بناؤں جس کو میں بھلا جانتا ہوں اور پھر اس کو حکم دوں کہ وہ انصاف کرے تو کیا میں نے اس ذمہ داری کو ادا کر دیا جو میرے اوپر ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: نہیں، جب تک میں اس کے کاموں کا جائزہ نے کر یہ بھی نہ دیکھ لوں کہ جس چیز کا میں نے اس کو حکم دیا تھا اس پر اس نے عمل کیا یا نہیں۔

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کو عامل بناتے اور اس طرف سے کوئی وفد آپ کے پاس آتا تو اس سے پوچھتے: تمھارا امیر کیسا ہے۔ وہ غلاموں کی عیادت کرتا ہے یا نہیں۔ جنازہ کے پیچھے چلتا ہے یا نہیں۔ اس کے دروازہ پر جو لوگ آتے ہیں ان کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہے۔ وہ نرم ہے یا نہیں۔ اگر لوگ کہتے کہ اس کا دروازہ نرم ہے اور وہ غلاموں کی دیکھ بھال کرتا ہے تو کچھ نہ کہتے۔ ورنہ اس سے امارت چھیننے کے لئے فوراً آدمی روانہ کرتے۔ (کنز العمال)

فیصلہ میں جانب داری نہیں

ابن عساکر نے علی بن ربیعہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جعدہ بن ہبیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر المومنین! دو آدمی آپ کے پاس آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا حال یہ ہے کہ آپ اس کے نزدیک اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ دوسرے کا حال یہ ہے کہ اگر وہ آپ کو ذبح کر سکے تو ذبح کر ڈالے اور آپ ایسا فیصلہ دیتے ہیں جو پہلے کے خلاف اور دوسرے کی موافقت میں ہوتا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے جعدہ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: یہ فیصلہ اگر کوئی میری چیز ہوتی تو میں ایسا کرتا۔ مگر وہ صرف اللہ کی چیز ہے۔ ان ھذا الشیئ لو کان لی فعلت۔ ولکن انما ذا شیئ للہ (کنز العمال جلد ۳)

قرآن میں سب سے زیادہ مشغول ہونا

بیہقی نے عاصم بن ابو نجود سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب اپنے عاملوں کو روانہ کرتے تو ان سے یہ اقرار کراتے کہ تم ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا، میدے کی روٹی نہ کھانا، باریک کپڑا نہ پہننا، اپنے دروازوں کو

ضرورت مندوں سے بند نہ رکھنا، اگر تم نے ان میں سے کوئی بات کی تو تم سزا کے مستحق ہو گے۔ یہ اقرار لے کر انھیں رخصت کرتے۔ اور جب وہ کسی عامل کو معزول کرتے تو کہتے: میں نے تم کو مسلمانوں کے خون پر مسلط نہیں کیا تھا۔ نہ ان کی کھال اڑانے اور نہ ان کی عزت لینے کے لئے مقرر کیا تھا اور نہ ان کا مال لینے کے لئے۔ میں نے تم کو اس لئے بھیجا تھا کہ تم ان میں نماز قائم کرو، ان کے درمیان ان کا مال غنیمت تقسیم کرو، ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ طبری (جلد ۵ صفحہ ۱۹) میں ابو حصین سے نقل کیا ہے جس میں اتنا اور اضافہ ہے: قرآن میں زیادہ سے زیادہ مشغول ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں کمی کرو اور میں تمھارا شریک ہوں۔ جردوا القرآن واقلوا الروایۃ عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانا شریککم

خدا کی کتاب کے سامنے جھک جانا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن حصن مدینہ آئے اور اپنے چچازاد بھائی حُر بن قیس کے یہاں ٹھہرے۔ یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ قرآن جاننے والوں کو اپنی مجلس میں بٹھاتے اور ان سے مشورہ لیا کرتے تھے، خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان۔ حُر بن قیس بھی ایک عالم قرآن تھے اور خلیفہ دوم کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ عیینہ نے حُر بن قیس سے کہا: اے میرے بھتیجے! امیرالمومنین کے یہاں تمھاری پہنچ ہے، میرے لئے ان سے اجازت حاصل کرو اور ان سے میری ملاقات کرا دو۔ انھوں نے اجازت حاصل کی اور عیینہ کو امیرالمومنین عمر فاروق رضہ کے یہاں لے گئے۔ عیینہ جب وہاں پہنچے تو انھوں نے کہا: ھی یا ابن الخطاب فواللہ ما تعطینا الجزل ولا تحکم فینا بالعدل (اے خطاب کے لڑکے، خدا کی قسم تم نہ ہم کو کچھ دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کرتے ہو) عمر فاروق رضہ یہ سن کر غصہ ہو گئے۔ قریب تھا کہ ان پر ٹوٹ پڑیں۔ اتنے میں حر بن قیس بولے۔ انھوں نے کہا: اے امیرالمومنین، اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے کہ معاف کرو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو (اعراف ۱۹۹) اور یہ شخص یقیناً جاہلوں میں سے ہے۔" عبداللہ بن عباس رضہ کہتے ہیں: خدا کی قسم جب انھوں نے قرآن کی آیت پڑھی تو عمر رضہ فوراً رک گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ذرا بھی تجاوز نہیں کیا۔ وہ خدا کی کتاب کے سامنے ہمیشہ گردن جھکا دیتے تھے۔ (بخاری)

بات کو غلط انداز سے کہنے کا اثر نہ لینا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپؐ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ راستہ میں ایک دیہاتی آپ سے ملا۔ اس نے آپ کی چادر پکڑی اور بڑے زور سے آپ کو جھٹکا دیا۔ میں نے دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے آپ کے کندھے پر چادر کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس نے کہا: یا محمد مُر لی من مال اللہ الذی عندک (اے محمد اللہ کا جو مال تمھارے پاس ہے اس میں سے مجھ کو دلاؤ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخی کا کوئی اثر نہیں لیا۔ آپ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور حکم دیا کہ اس کی ضرورت کے مطابق اس کو بیت المال سے دے دیا جائے (متفق علیہ)

خواص امانت دار ہوں تو عوام بھی امانتدار ہو جاتے ہیں

ابن جریرؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت قیس العجلی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ کے پاس کسریٰ (شاہِ ایران) کی قیمتی تلوار اور اس کی پیٹی اور اس کی زینت کا سامان لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ چیزیں لاکر دی ہیں وہ یقیناً امانت والے لوگ ہیں حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے پاک دامنی اختیار کی تو رعایا بھی پاک دامن ہو گئی۔ (لما قُدم بسیف کسریٰ علی عمر رضی اللہ عنه ومنطقته وزبرجه قال: ان اقواماً ادوا ھذا لذوو امانة۔ فقال علی رضی اللہ عنه: انك عففت فعفت الرعیة)

خدا کے لیے نرم اور خدا کے لیے سخت

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ کے معاملہ میں میرا دل نرم ہوا یہاں تک کہ وہ پانی کے جھاگ سے زیادہ نرم ہو گیا اور اللہ کے معاملہ میں میرا دل سخت ہوا یہاں تک وہ پتھر سے زیادہ سخت ہو گیا۔ (قال عمر رضی اللہ عنه، واللہ لقد لَانَ قلبی فی اللہ حتیٰ لھو الین من الزبد۔ واشتد قلبی فی اللہ حتیٰ لھو اشد من الحجر)

اختلافی عمل کبھی شرارت ہوتا ہے

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے زمانے میں مکہ اور منیٰ میں قصر (دو رکعت) پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں ایسا ہی کیا۔ پھر بعد کو حضرت عثمان رضی اللہ نے چار رکعتیں پڑھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہونچی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اس کے بعد نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور چار رکعت نماز ادا کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے چار رکعت (بغیر قصر) نماز پڑھنے پر إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیہِ رَاجِعُوْن کہا اور پھر خود بھی چار رکعت پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ خلاف کرنا شر ہے۔ (الخلاف شرٌ) حضرت عثمان کے اس عمل کی اطلاع حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے بھی اس کے خلاف سخت رد عمل ظاہر کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوے اور چار رکعت نماز ادا کی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ سے شدید اختلاف کیا اور اس کے بعد خود بھی وہی عمل کیا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ خلاف عمل کرنا اس سے زیادہ سنگین ہے (الخلاف اشد)

خدا کس عمل سے راضی ہوتا ہے اور کس عمل سے راضی نہیں ہوتا

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان الله يرضى لكم ثلاثا. و يسخط لكم ثلاثا. يرضى لكم ان تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وان تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وان تناصحوا من ولاه الله امركم ويسخط لكم ثلاثا. قيل وقال وكثرة السؤال واضاعة المال.

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تم سے تین چیزوں پر راضی ہوتا ہے اور تین چیزوں پر ناراض ہوتا ہے وہ اس پر راضی ہوتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ ہو اور خدا جس کو تمہارا صاحب امر بنائے اس کے ساتھ خیر خواہی کرو اور وہ تم سے تین باتوں پر ناراض ہوتا ہے۔ بحث و تکرار کرنا۔ اور بہت سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا۔

اتحاد

بعد کے دور میں لوگوں کی ہلاکت کا سب سے بڑا سبب باہمی اختلاف

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی قتلیٰ احد فصلی علیھم بعد ثمان سنین کالمودّع للاحیاء والاموات ثم طلع الی المنبر فقال: انی بین ایدیکم فرط و انا شھید علیکم۔ وان موعدکم الحوض و انی لانظر الیہ من مقامی ھذا۔ وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا وتقتتلوا فتھلکوا کما ھلک من کان قبلکم۔ قال عقبۃ فکانت آخر ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر (بخاری ومسلم)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کے آٹھ سال بعد احد کے مقام پر گئے اور وہاں شہید ہونے والوں کے لئے دعا فرمائی۔ ایسی دعا جو کوئی رخصت ہوتے وقت کرتا ہے۔ پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ میں تمھارے لئے میر منزل ہوں اور تمھارے اوپر گواہ ہوں۔ اور تم سے میری ملاقات کی جگہ حوض ہے۔ اس حوض کو میں یہیں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور خدا کی قسم مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگوگے بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی حرص میں پڑ جاؤ گے اور آپس میں لڑو گے اور ہلاک ہو گے جس طرح پچھلی امتیں ہلاک ہوئیں

ذاتی شکایت کو دینی شکایت نہ بنانا

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (جلد ۱) میں طارق بن سہاب سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی بات پر اختلاف پیدا ہوا۔ ایک شخص حضرت سعد کے پاس گیا اور حضرت خالد کے خلاف ان سے کچھ کہنے لگا۔ انھوں نے کہا: ٹھہرو۔ ہمارے اور ان کے درمیان جو جھگڑا ہے وہ ہمارے دین پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ (مہ! ان ما بیننا لم یبلغ دیننا، طبرانی)

زبان اور ہاتھ کو آپس کی جنگ سے روکو

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک تلوار دی اور فرمایا:

یا محمد بن مسلمۃ جاھد بھذا السیف فی سبیل اللہ حتی اذا رأیت من المسلمین فئتین تقتتلان فاضرب بہ الحجر حتی تکسرہ ثم کف لسانک ویدک حتی تاتیک منیۃ قاضیۃ او ید خاطئۃ (ابن سعد جلد ۳)

اے محمد بن مسلمہ! اس تلوار سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ مسلمان دو ٹولیاں میں بٹ کر آپس میں لڑ رہے ہیں تو اس تلوار کو پتھر پر مار کر توڑ دینا۔ پھر اپنی زبان کو اور اپنے ہاتھ کو روک لینا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے یا کوئی خطاکار تم کو ہاتھ بڑھا کر قتل کر دے

باہمی جنگ میں دونوں فریق سے الگ رہو

وائل بن حجر رضہ حضرموت کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ علی بن ابی طالب رضہ اور امیر معاویہ رضہ کے درمیان خون عثمان کے مسئلہ پر جنگ ہوئی تو امیر معاویہ رضہ نے وائل بن حجر رضہ کو بلایا اور کہا کہ تم اس معاملہ میں ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ انھوں نے عذر کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ فتنے تمھاری طرف آگئے جو اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ہیں۔" میں نے پوچھا کہ ہم اس وقت کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: اے وائل! اسلام میں جب دو تلواریں چلیں تو تم دونوں تلواروں سے الگ رہنا (یاوائل اذا اختلف سیفان فی الاسلام فاعتزلهما، طبرانی)

حاکم کے ذمہ دوسروں کی اصلاح، غیر حاکم کے ذمہ اپنی اصلاح

بیہقی نے سائب بن زید رضہ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: میرے لئے کیا یہ بہتر ہے کہ اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کروں یا اپنی ذات پر متوجہ رہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملہ کا ذمہ دار مقرر کیا جائے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ اور جو شخص صاحب امر نہ ہو وہ اپنی ذات پر متوجہ رہے اور اپنے والی کی نصیحت کرے (امامن ولی من امر المسلمین شیئا فلا یخاف فی اللہ لومة لائم۔ ومن کان خلوا فلیقبل علی نفسه ولینصح لولی امره کنز العمال جلد ۳)

انفرادی شکایتوں کو ہر حال میں برداشت کرنا

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اسلام کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے اور مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ نماز میں آخری صف میں شامل ہو گئے۔ نماز کے بعد انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کلمہ توحید کے اقرار کے علاوہ آپ نے ان سے حسب ذیل چیزوں کے لئے بیعت لی: تمھارے اوپر اطاعت لازم ہوگی تنگدستی میں بھی اور آسائش میں بھی۔ پسندیدگی میں بھی اور ناگواری میں بھی۔ اور خواہ تمھارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے (علیك الطاعة فی عسرك ویسرك، ومنشطك ومكرهك، واثرة علیك، کنز العمال جلد ۸)

اجتماعی امور میں امیر کی مکمل اطاعت

بیہقی نے عبداللہ بن یزید سے اور حاکم نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے۔ غزوۂ ذات السلاسل میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا۔ اس دستہ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہ تھے۔ اس دستہ کا سردار آپ نے عمرو بن عاص کو مقرر کیا۔ وہ لوگ چلے یہاں تک کہ مقام جنگ کے قریب پہنچ گئے اور رات کو پڑاؤ کیا۔ عمرو بن عاص رضؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آگ روشن نہ کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ غیر ضروری مشقت معلوم ہوئی۔ وہ غصہ ہو گئے اور اٹھے کہ عمرو بن عاص رضؓ کے پاس جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی لئے تمھارے اوپر امیر بنایا ہے کہ ان کو جنگی معاملات سے زیادہ واقفیت ہے (لم یستعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیك الا لعلمہ بالحرب)

حکمرانوں کو نصیحت تنہائی میں نہ کہ مجمع عام میں

حاکم نے جبیر بن نفیر سے روایت کیا ہے کہ عیاض بن غنم اشعری نے شہر دارا فتح کیا تو اس کے حاکم کو سزا دی۔ ہشام بن حکیم ان کے پاس آئے اور کہا: اے عیاض! کیا تم کو نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ اشد الناس — قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس کا ہوگا
عذابا للناس فی الدنیا — جو دنیا میں لوگوں کو سخت عذاب دیتا تھا۔

ہشام سخت سست باتیں کہہ کر چلے گئے۔ چند روز کے بعد عیاض بن غنم ان سے ملے اور کہا اے ہشام ہم نے بھی وہ بات سنی ہے جو تم نے سنی ہے۔ اور وہ بات دیکھی ہے جو تم نے دیکھی ہے اور وہ صحبت اٹھائی ہے جو صحبت تم نے اٹھائی ہے۔ اے ہشام! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا: جس کسی کو حاکم سے کوئی نصیحت کرنی ہو تو وہ علانیہ طور پر اس سے نہ کہے، بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو تخلیہ میں لے جائے اور تنہائی میں اس سے کہے۔ اگر حاکم نے قبول کر لیا تو قبول کر لیا۔ اور اگر نہیں قبول کیا تو آدمی نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور اس کا جو حق تھا اس کو ادا کر دیا۔ (من کانت عندہ نصیحۃ لذی سلطان فلا یکلمہ بہا علانیۃ ولیاخذ بیدہ ولیخل بہ، فان قبلہا قبلہا والا کان قد ادی الذی علیہ والذی لہ)

گروہی پکار جاہلیت کی پکار ہے

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک بار ہم لوگ کسی غزوہ میں تھے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار کے ایک شخص کی پیٹھ پر گھونسہ مار دیا۔ وہ شخص غصہ میں آگیا اور پکارا: یا للانصار (اے انصار مدد) دوسری طرف مہاجر نے آواز دی: یا للمہاجرین (اے مہاجرین مدد) دونوں گروہ جمع ہو گئے اور دونوں میں جھڑپ بھی شروع ہو گئی۔ پھر کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر فریقین کو ہٹا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: ما بال دعوی جاھلیۃ (یہ زمانۂ جاہلیت جیسی باتیں کیوں ہو رہی ہیں) لوگوں نے کہا: اے خدا کے رسول ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ان باتوں کو چھوڑ دو، یہ بدبودار باتیں ہیں (دعوھا فانہا منتنۃ، مسلم، احمد، بیہقی)

اختلافی محاذ بنانا سب سے زیادہ برا کام

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ابوذر رضی اللہ عنہ کے لئے کچھ چیزیں لے کر چلے۔ وہ ربذہ پہنچے تو وہاں ان کو نہ پایا۔ ان کو بتایا گیا کہ وہ حج کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ وہ دوبارہ روانہ ہو کر منیٰ پہنچے۔ وہ لوگ ابوذر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان سے کہا گیا: خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ بات ابوذر رضی اللہ عنہ کو بہت گراں گزری۔ انھوں نے سخت الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے صرف دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کے ساتھ بھی میں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ اٹھے اور چار رکعت نماز ادا کی۔ لوگوں نے کہا: آپ نے امیر المومنین پر چار رکعت کے لئے اعتراض کیا اور خود وہی کر رہے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا:

الخلاف اشد   مختلف عمل کرنا اس سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

اسی قسم کا واقعہ عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں چار رکعت پڑھنے پر نکیر کی اور پھر خود چار رکعت پڑھی۔ جب پوچھا گیا تو فرمایا: اختلاف کرنا شر ہے (الخلاف شرٌ)

اپنوں سے شکایت کا عذر لے کر دشمن سے مل جانا صحیح نہیں

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس غزوہ کا اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں کیا جب کہ کھجوروں کا پکنا اور درختوں کا سایہ لوگوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے تیاری میں سستی کی۔ میرا گمان تھا کہ مجھ کو تو ہر طرح قدرت حاصل ہے۔ جب چاہوں گا روانہ ہو جاؤں گا۔ یہاں تک کہ لشکر روانہ ہو گیا اور میں ابھی تک تیار نہ ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں آپ سے ملا۔ آپ نے پوچھا: تم کو کس چیز نے غزوہ میں شرکت سے روک دیا"۔ میں غلط بیانی نہ کر سکا۔ میں نے کہہ دیا: میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ میں جانے پر پوری طرح قادر تھا" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کعب (اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) سے کوئی بات نہ کرے۔ پچاس دن تک مدینہ میں ان کا مکمل بائیکاٹ جاری رہا۔ حتیٰ کہ ان کا وہ حال ہو گیا جس کی تصویر قرآن میں ان الفاظ میں ہے: زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ ان کا اپنا وجود بھی ان پر بوجھ بن گیا۔ انھوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ خود اللہ کے سوا نہیں (توبہ ۱۱۸)

کعب بن مالک رضؓ کہتے ہیں۔ اسی دوران ایک روز میں مدینہ کے بازار میں تھا کہ مجھے شام کا ایک نبطی ملا جو تجارت کی غرض سے مدینہ آیا تھا۔ اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا جو ریشم کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ اس میں لکھا تھا:

"مجھے معلوم ہوا کہ تمھارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے۔ خدا تم کو ذلت اور ضائع ہونے کی جگہ پر نہ رکھے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تمھاری قدر کریں گے"

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسی وقت اس کو آگ میں ڈال دیا ــــ بچاسویں دن اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

ورنہ دشمن تمھارے اوپر مسلط ہوجائیں گے

ابن ابی شیبہ نے شمر کے واسطے سے ایک شخص کی روایت نقل کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں عریف (قبیلہ کا چودھری) تھا۔ آپ نے ہم کو کسی چیز کا حکم دیا۔ کچھ دن کے بعد آپ نے پوچھا: کیا تم نے وہ کام کردیا جس کا میں نے تمھیں حکم دیا تھا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ خلیفۂ چہارم نے فرمایا: خدا کی قسم تم لوگ ضرور اس کام کو کرو جس کا تمھیں حکم دیا جائے ورنہ یہود و نصاریٰ تمھاری گردنوں پر سوار ہوجائیں گے (واللہ لتفعلن ماتومرون به اولتركبن اعناقكم اليهود والنصارىٰ، کنزالعمال)

باہمی لڑائی خدا کی مدد سے محروم کردیتی ہے

حضرت خباب بن الارت کہتے ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت کے خلاف بہت لمبی نماز پڑھی۔ صحابہ نے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: یہ رغبت اور ڈر کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں۔ ان میں سے دو قبول ہوگئیں۔ ایک کے بارے میں انکار کردیا گیا۔

فرمایا: میں نے یہ دعا کی کہ میری ساری امت قحط سے ہلاک نہ ہوجائے۔ یہ قبول ہوگئی۔ دوسری دعا یہ کی کہ ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ ہو جو ان کو بالکل مٹادے۔ یہ بھی قبول ہوگئی۔ تیسری دعا یہ کی کہ ان میں آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں۔ یہ بات منظور نہیں ہوئی"

اختلاف کی قیمت پر سرداری قبول نہ کرنا

ابن سعد نے حضرت میمون کے واسطہ سے ایک واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

قال دسّ معاوية عمرو بن العاص وهو يريد يعلم ما في نفس ابن عمر۔ يريد القتال ام لا۔ فقال يا اباعبد الرحمٰن! ما يمنعك ان تخرج فنبايعك وانت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وابن امير المومنين وانت احق الناس بهذا الامر

وہ کہتے ہیں۔ امیر معاویہ رضہ نے عمرو بن العاص رضہ کو حیلہ کرکے عبداللہ بن عمر رضہ کے پاس بھیجا، وہ جاننا چاہتے تھے کہ (خلافت کے بارہ میں) عبداللہ بن عمر رضہ کے دل میں کیا ہے۔ وہ لڑنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ عمرو بن العاص رضہ ان کے پاس آئے اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن،

قال وقد اجتمع الناس كلهم على ما تقول ۔
قال نعم الا نُفَیر یسیر ۔ قال لو لم یبق الا ثلاثة
اعلاج بهَجَر لم یکن لی فیها حاجة ۔ قال
فعلم انه لا یرید القتال

(طبقات ابن سعد جلد ۴)

آپ کو کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ آپ نکلیں تاکہ ہم لوگ آپ سے بیعت کریں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کے صاحبزادے ہیں۔ آپ اس کام کے لئے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا اس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے ۔ انھوں نے کہا ہاں، سوا تھوڑے لوگوں کے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اگر ہجر کے تین موٹے عجمی آدمی بھی باقی رہ جائیں تو مجھے اس کام (خلافت) کی حاجت نہیں۔

عبادت ، اتحاد ، خیر خواہی

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله یرضی لکم ثلاثا۔ یرضی لکم ان تعبدوه ولا تشرکوا به شیئا، وان تعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا، وان تناصحوا من ولاه الله امرکم (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تم سے تین باتوں پر راضی ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور باہم متفرق نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ اللہ تمھارے اوپر جس کو حکمراں بنائے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ثلاث لا یغلّ علیهن قلب امرئ مسلم: اخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الامر ولزوم جماعة المسلمین (مسند احمد) تین چیزیں ہیں جن میں مومن کا قلب دھوکا نہیں کرتا۔ عمل میں اللہ کے لئے اخلاص، اپنے حاکموں کی خیر خواہی، مسلمانوں کی جماعت کو پکڑے رہنا۔

اجتماعی کام میں انفرادی جھگڑوں سے پرہیز

معاہدہ حدیبیہ کے بعد جب عرب میں امن قائم ہوگیا اور راستے محفوظ ہوگئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ ۶ھ میں اپنے اصحاب کو جمع کرکے ان کو عمومی دعوتی کام کی طرف متوجہ کیا۔ آپ نے فرمایا "اللہ نے مجھ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ تم لوگ اس پیغام کو میری طرف سے تمام قوموں تک پہنچا دو۔ اور اختلاف میں نہ پڑنا جس طرح بنو اسرائیل نے عیسیٰ بن مریم سے اختلاف کیا" آپ کے اصحاب نے جواب دیا: اے خدا کے رسول ہم آپ سے کسی بھی چیز میں کبھی اختلاف نہ کریں گے۔ آپ ہم کو حکم دیجئے اور ہم کو بھیجئے (یا رسول الله انا لا نختلف علیك فی شیئ ابدا فمرنا وابعثنا، البدایه والنهایه)

آپس کی لڑائی اسلام کے خلاف ہے

من حمل علینا السلاح فلیس منا (حدیث) جس نے ہمارے اوپر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

متحد رہنا اور اقدام میں پہل نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے دسویں سال نجران (یمن) بھیجا۔ انھوں نے وہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ خالد بن ولید رضی واپس ہوئے تو ان کے ساتھ بنو حارث بن کعب کے لوگ مسلمان ہوکر مدینہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جاہلیت کی جنگوں میں تم کس طرح ہمیشہ غالب رہتے تھے۔ انھوں نے کہا: ہم کسی پر غلبہ حاصل نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں، مگر جو تم سے جنگ کرتا تھا، تم اس کے اوپر غالب رہتے تھے۔ انھوں نے کہا: اے خدا کے رسول جو ہم سے جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب رہتے تھے۔ ہم متحد رہتے تھے، کبھی متفرق نہیں ہوتے تھے۔ اور کسی کے اوپر ظلم سے آغاز نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا (کنا نغلب من قاتلنا یا رسول اللہ، انا کنا نجتمع ولا نفترق ولا نبدأ احدا بظلم، قال صدقتم، ابن ہشام، جزء ثانی، ١٣٤)

بحث و جدال نیکی کو مٹا دیتا ہے

عوام بن حوشب نے کہا: لوگو دین میں جھگڑا کرنے سے بچو۔ کیوں کہ دین میں جھگڑا کرنے سے آدمی کے اعمال حبط ہوجاتے ہیں (عن العوام بن حوشب قال ایاکم والخصومات فی الدین فانہا تحبط الاعمال، ابن عبد البر جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ٩٣)

بغض آدمی کے دین کو کھا جاتا ہے

البغضاء هی الحالقة، لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین۔ والذی نفس محمد بیدہ. لا تدخلوا الجنة حتی تومنوا، ولا تومنوا حتی تحابوا (جامع بیان العلم وفضلہ، جزء ثانی، صفحہ ١٥٠) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغض مونڈنے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا وہ بال کو مونڈتا ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، تم جنت میں نہیں داخل ہوسکتے جب تک کہ مومن نہ بنو اور مومن بن نہیں سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔

اجتماعی زندگی ہر حال میں ضروری ہے

عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ ما من ثلثةٍ فی قریةٍ ولا بدوٍ لا تُقامُ فیهمُ الصلوٰةِ الا استحوذ علیهم الشیطانُ فعلیکم بالجماعةِ فانّما یاکل الذئب من الغنم القاصیة وان ذئب الانسانِ الشیطانُ اذا خلا به اکله

(ترغیب و ترہیب)

ابو الدرداء رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہوجاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

نصرت خداوندی

اللہ اس کا محافظ ہے جو اللہ کا کام کرے

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو میرے حجرہ میں تھے اور جاگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا، کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح آدمی رات کو میرا پہرہ دیتا۔ اتنے میں باہر سے ہتھیار کی آواز آئی۔ آپ نے پکار کر پوچھا کہ کون ہے، آواز آئی "میں سعد بن مالک ہوں" آپ نے پوچھا: کیا چیز تم کو یہاں لے آئی۔ انھوں نے جواب دیا: اے خدا کے رسول میں اس لئے آیا تاکہ آپ کے اوپر پہرہ دوں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ ایک اور روایت میں وہ کہتی ہیں کہ مدینہ آنے کے بعد رات کے وقت آپ پر پہرہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت اتری واللہ یعصمك من الناس (مائدہ ۶۷) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبہ سے اپنا سر نکالا اور فرمایا: اے لوگو واپس جاؤ کیونکہ اللہ نے ہم کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے (یا ایھا الناس انصرفوا فقد عصمنا اللہ عز وجل، تفسیر ابن کثیر، جلد اول۔ صفحہ ۵۳۴)

حکمت اللہ کا سب سے بڑا عطیہ ہے

ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا: حکمت اور علم ایک نور ہے جس سے اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ یہ بہت سے مسائل جاننے کا نام نہیں ہے (الحکمۃ والعلم نور یھدی بہ اللہ من یشاء ولیس بکثرۃ المسائل، جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول ۱۸)

علم کے بغیر عمل کبھی بگاڑ کا باعث ہوتا ہے

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: جو شخص علم کے بغیر عمل کرے گا وہ اصلاح سے زیادہ فساد پیدا کرے گا (من عمل فی غیر علم کان ما یفسد اکثر مما یصلح، جامع بیان العلم وفضلہ، جزء اول، صفحہ ۲۷)

برے سلوک پر اچھے انجام کی فال لینا

ایرانیوں سے جنگ کے زمانہ میں مسلمانوں کا ایک سفارتی وفد شاہ یزدگرد کے دربار میں گیا۔ یزدگرد نے ان سے حقارت آمیز باتیں کیں۔ اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ زمین پر کوئی قوم تم سے زیادہ بدبخت اور تعداد میں کم اور آپس میں لڑنے والی رہی ہو۔ ہم تم لوگوں کو آس پاس کے دیہاتوں کے سپرد کر دیں گے۔ وہی تمھارے لئے ہماری طرف سے کافی ہوں گے۔" مسلمانوں کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ نے کہا: تم نے ہماری جس زبوں حالی کا ذکر کیا، وہ بالکل درست ہے۔ ہمارا مکان صرف زمین کی سطح تھی۔ ہم وہی کپڑے پہنتے تھے جو ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں سے بناتے تھے۔ ہمارا دین یہ تھا کہ ہمارا بعض بعض کو قتل کر دیتا تھا اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت رکھتا تھا۔ ہم میں سے کوئی اپنی زندہ بیٹی کو اس اندیشہ سے دفن کر دیتا تھا کہ وہ اس کے کھانے میں سے کھائے گی۔ پھر اللہ نے ہماری طرف ایک شخص کو بھیجا جس کو ہم اچھی طرح جانتے تھے اور وہ ہم میں سب سے بہتر تھا۔ اس نے ہمارے سامنے ایک دعوت پیش کی۔ ابتداءً ہم میں سے صرف ایک شخص (ابو بکر رض) نے اس کا ساتھ دیا۔ ہم اس کی باتوں کو جھٹلاتے رہے۔

مگر اس نے جو کچھ کہا وہ ہو کر رہا (فلم یقل شیئاً الاکان) پھر اللہ نے ہمارے دلوں میں اس کی تصدیق ڈالی۔ ہم اس کے پیرو بن گئے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم میں سے جو مارا جائے وہ جنت میں جائے گا اور جو باقی رہے گا اس کو مخالفین کے مقابلہ میں اللہ کی مدد حاصل ہوگی۔

یزدگرد نے خفا ہو کر اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ایک ٹوکرا مٹی لاؤ اور ان میں جو سب سے زیادہ شریف ہو اس کے سر پر رکھ کر ان کو بھگا دو یہاں تک کہ وہ مدائن کی سرزمین سے باہر نکل جائیں۔ انھوں نے یہ مٹی عاصم بن عمرو کے سر پر رکھ دی۔ وہ اس کو لے کر ایرانی دربار سے نکلے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے سردار سعد بن ابی وقاص رضؓ تک پہنچ گئے۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا:

البشر وافقد واللہ اعطانا اللہ مقالید ملکھم (تفائلوا بذلک اخذھم بلادھم) البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۴۱

خوش ہو جاؤ۔ خدا کی قسم اللہ نے ان کے ملک کی کنجیاں ہم کو دے دیں۔

حق کی مخالفت کرنے والوں کے دل میں مرعوبیت ڈال دی جاتی ہے

جنگ یرموک کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ جرجہ نام کا ایرانی سردار اپنے لشکر سے باہر آیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ خالد بن ولید رض بھی نکلے اور جرجہ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں۔ جرجہ نے کہا اے خالد! مجھے بتاؤ اور بالکل سچ بولو۔ کیونکہ آزاد آدمی جھوٹ نہیں بولتا۔ کیا اللہ نے تمھارے پیغمبر پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے اور وہ تلوار انھوں نے تم کو دے دی ہے۔ اب تم جس کے اوپر بھی حملہ کرتے ہو اس کو شکست دے دیتے ہو۔ خالد رض نے کہا نہیں۔ جرجہ نے کہا پھر تم کو سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے۔ خالد رض نے کہا: اللہ نے ہمارے درمیان اپنا پیغمبر بھیجا۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس کو مانا، کچھ نے جھٹلایا۔ میں جھٹلانے والوں میں تھا۔ پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہم کو ہدایت دی اور ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی:

فقال لی انت سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ علی المشرکین ودعا لی بالنصر فسمیت سیف اللہ بذلک (البدایہ والنہایہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بابت فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین کے اوپر نکالا ہے اور آپ نے میرے لئے نصرت کی دعا فرمائی۔ اس وقت سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا۔

بندوں کی مدد کرنے والا کبھی خدا کی مدد سے محروم نہیں ہوتا

۶۱۰ء کی ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تھے۔ خدا کا فرشتہ آیا اور کہا کہ "پڑھ"۔ آپ نے جواب دیا ما انا بقاری (میں پڑھا نہیں ہوں) آپ فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے مجھ کو پکڑا اور دبایا۔ یہاں تک کہ اس کا دباؤ میری طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا "پڑھ"، میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں، اس نے مجھے پکڑا اور دوبارہ اس طرح دبوچا کہ اس کا دبوچنا میری طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا۔ پھر اس نے

مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ "پڑھ" میں نے کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ اس نے تیسری بار یہی عمل کیا اور کہا:

اِقرأ باسم ربك الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ و ربك الاکرم

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو پیدا کیا جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔

یہ قرآن کی پہلی آیت تھی جو آپ پر اتری۔ اس کے بعد آپ اپنی بیوی خدیجہ بنت خویلد کے پاس مکہ آئے۔ اس وقت آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے کہا زملونی زملونی (مجھے کمل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ) گھر والوں نے آپ کو اڑھا کر لٹا دیا۔ جب آپ کی دہشت کم ہوئی تو آپ نے اپنی سن رسیدہ بیوی خدیجہ سے پوری کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہ واقعہ اتنا سخت تھا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ خدیجہ نے کہا:

کلا واللہ ما یخزیك اللہ ابدا۔ انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق

ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بے سہارا لوگوں کو کمانے کے قابل بناتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں

ایمان آدمی کے اندر فراست پیدا کرتا ہے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ سے مدینہ کے لئے ہجرت کی تو ان کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے۔ یہ لوگ مدینہ پہنچ کر بنی عمرو بن عوف کے یہاں ٹھہرے۔ ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام اس کے بعد عیاش کی کھوج میں نکلے۔ وہ دونوں ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ میں تھے۔ وہ دونوں مدینہ پہنچے اور عیاش سے ملے اور ان سے باتیں کیں۔ انھوں نے عیاش سے کہا: تمہاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ اس کے سر کو کنگھی نہ چھوئے گی اور نہ وہ دھوپ سے سایہ میں آئے گی جب تک تم کو دیکھ نہ لے۔" یہ باتیں سن کر عیاش کو اپنی ماں پر رحم آگیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: یہ لوگ تم کو تمہارے دین سے پھیر دینا چاہتے ہیں اس لئے تم ان سے بچ کر رہو:

فواللہ لو قد آذیٰ امك القمل لامتشطت ولو قد اشتد علیها حر مکة لاستظلت

خدا کی قسم جب تمہاری ماں کو جوں کاٹے گی تو ضرور وہ کنگھی کرے گی اور جب اس کو مکہ کی گرمی ستائے گی تو ضرور وہ سایہ میں جائے گی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳)

عیاش نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ماں کو اس کی قسم سے بری کر دوں اور وہاں میرا مال ہے اس کو بھی لے لوں۔ پھر واپس آجاؤں گا۔ چنانچہ وہ مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں ان کے رشتہ داروں نے ان کو رسی میں باندھ دیا اور طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر اپنے آبائی دین میں واپس چلے گئے۔

خدا کی رحمت وہی پاتا ہے جو خود بھی رحمت کرے

رسول اللہؐ نے فرمایا: جو انسانوں پر رحم نہ کرے، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا (من لا یرحم الناس لا یرحمه اللہ)

تین سو کی تعداد فیصلہ کن ہے

قریش میں ایک شخص جمیل بن معمر جمحی تھا۔ اس کو باتیں پھیلانے سے بہت دل چسپی تھی، اس کو معلوم ہوا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اس نے بیت اللہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: الا ان ابن الخطاب قد صبأ (سنو خطاب کا لڑکا بے دین ہو گیا) قریش اس وقت کعبہ کے گرد اپنی مجلسوں میں تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا: کذب ولکنی قد اسلمت وشہدت ان لا الٰہ الا اللّٰہ و محمد رسول اللّٰہ (اس نے جھوٹ کہا۔ بلکہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) اس کے بعد لوگ ان کے اوپر جھپٹ پڑے۔ وہ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج سر پر آ گیا۔ دونوں تھک کر بیٹھ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

افعلوا ما بدا لکم فاحلف باللّٰہ ان لو قد کنا	جو تمھارے جی میں آئے کرو۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم
ثلاث مائۃ رجل لقد ترکنا ھا لکم	مسلمان تین سو ہو جائیں تو پھر اس سرزمین کو یا ہم تمھارے لئے
او ترکتموھا لنا (البدایہ والنہایہ، جلد ۳)	چھوڑ دیں گے یا تم اس کو ہمارے لئے چھوڑ دو گے

اسلام ان کے لئے طاقت بن گیا

نبوت کے پانچویں سال مسلمانوں نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آکر تقریباً اسیؔ آدمی مختلف ٹولیوں میں حبشہ گئے۔ ان کے سردار جعفر بن ابی طالب تھے۔ قریش نے اپنا ایک وفد بھیج کر کوشش کی کہ نجاشی ان مہاجرین کو ان کے حوالے کر دے۔ مگر شاہ حبشہ (نجاشی) نے اس سے انکار کر دیا۔ وہ مسلمانوں کی باتوں اور ان کے طرز عمل سے اتنا خوش ہوا کہ اس نے ان سے کہا: تم لوگ ہمارے ملک میں سیوم (مامون) ہو۔ جو تم کو برا کہے اس سے جرمانہ لیا جائے گا، جو تم کو برا کہے اس سے جرمانہ لیا جائے گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ جو تم کو برا کہے اس سے جرمانہ لیا جائے گا۔ پہاڑ کے برابر سونا ملے تب بھی میں تم میں سے کسی پر زیادتی نہیں کروں گا۔ تم ہمارے ملک میں جب تک چاہے رہو۔" اس نے مسلمانوں کو کھانا اور کپڑا دئے جانے کا حکم دیا۔ پھر اس نے پوچھا "کیا تم لوگوں کو کوئی ستاتا ہے" مسلمانوں نے کہا ہاں۔ نجاشی نے منادی کرائی کہ جس نے مسلمانوں میں سے کسی کو ستایا تو ستانے والا اس مسلمان کو چار درہم جرمانہ دے۔ پھر مسلمانوں سے پوچھا کیا یہ کافی ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد اس نے جرمانہ کی رقم دگنی کر دی۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب یہ مسلمان حبشہ سے واپس ہوئے تو نجاشی نے ان کو سواری اور زاد راہ دے کر رخصت کیا۔

موحد کے لئے دنیا میں سربلندی کا وعدہ ہے

نبوت کے بعد تقریباً دس سال تک ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرپرست تھے۔ ابو طالب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو قریش کے سرداروں کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہوئی۔ ان میں ابو جہل بن ہشام، ابو سفیان بن حرب، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا: آپ کا ہمارے درمیان جو مقام ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ اور آپ پر وہ وقت آ چکا ہے جو سب پر آتا ہے۔ آپ کے بھتیجے اور ہمارے درمیان

جو بات ہے اس کو آپ جانتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے بارے میں ہم سے عہد لے لیں اور ہمارے بارے میں ان سے عہد لے لیں۔ تاکہ وہ ہم سے رک جائیں اور ہم ان سے رک جائیں۔ وہ ہم کو ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم ان کو ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! یہ قوم کے سردار ہیں۔ یہاں آئے ہیں تاکہ تم کو کچھ قول دیں اور تم سے کچھ قول لیں۔ تو تم ان سے کیا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا:

کلمة واحدة تعطونيها تملكون بها العرب و تدين لكم بها العجم (البدایہ والنہایہ)

تم لوگ میری ایک بات مان لو۔ اس سے تم عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم تمھارے مطیع ہو جائیں گے۔

ابوجہل نے کہا، تمھارے باپ کی قسم ہم دس بات کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا: "لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرو، اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے ہو ان کو نکال پھینکو"۔ یہ سن کر انھوں نے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے: کیا ہم تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کی پرستش کریں۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہوگی۔ یہ شخص تم کو کچھ دینے والا نہیں۔ چلو اپنے دین پر قائم رہو یہاں تک کہ اللہ تمھارے اور اس کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

جاندار افراد ہوں تو تھوڑے بھی بہت ہیں

ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار ساتھی بہترین ساتھی ہیں۔ دعوتی گروہ کے لئے چار سو کی تعداد بہترین تعداد ہے۔ بہترین لشکر چار ہزار کا لشکر ہے۔ اور اگر بارہ ہزار آدمی ہوں تو وہ محض قلت کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہوسکتے۔ یعنی وہ ہاریں گے تو اس کی وجہ قلت نہیں ہوگی، کوئی اور ہوگی (خير الصحابة اربعة وخير السرايا اربع مأة وخير الجيوش اربعة آلاف ولن يُغلب اثنا عشر الفامن قلة، ریاض الصالحین ۹۵۸)

دشمن کے خلاف کامیاب کارروائی کے لئے پردہ داری ضروری ہے

قریش نے معاہدۂ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے:

امر رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس بالجهاز و امر اهله ان يجهزوه فدخل ابو بكر على ابنته عائشة رضي الله عنها وهي تحرك بعض جهاز رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اى بنية اامركم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تجهزوه قالت نعم۔ قال فاين ترينه يريد قالت والله لا ادرى

(سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سفر کی تیاری کا حکم دیا اور اپنے اہل خانہ سے کہا کہ وہ آپ کا سامان سفر درست کریں۔ پھر حضرت ابوبکر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ کے یہاں آئے اور وہ آپ کے سامان سفر کی تیاری میں مشغول تھیں۔ انھوں نے کہا اے میری بیٹی کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت عائشہ نے کہا ہاں۔ انھوں نے پوچھا تمھارا کیا خیال ہے۔ آپ کہاں کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم۔

معاش

محنت کی کمائی سب سے بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا —— اے خدا کے رسول، سب سے بہتر کمائی کون سی ہے ۔ آپ نے جواب دیا: ہاتھ کی کمائی (عمل الید)

کمانے والا اپنے کو افضل نہ سمجھے

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ ایک بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتا تھا اور دوسرا بھائی گھر کے لئے کمائی کرتا تھا۔ کمائی کرنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی (کہ وہ کام نہیں کرتا، مجھ کو تنہا دونوں کے لئے کمانا پڑتا ہے) آپ نے فرمایا: شاید تم کو روزی اسی کے سبب سے ملتی ہو (لعلک ترزق بہ، ریاض الصالحین صفحہ ۳۵)

کسی کی مدد کے لئے دوڑنا بہت بڑی عبادت ہے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مدینہ کی مسجد نبوی میں معتکف تھے۔ ایک شخص آکر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے چہرہ پر پریشانی کے آثار دیکھ کر آپ نے اس سے پریشانی کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا: فلاں آدمی کا قرض میرے اوپر ہے۔ اور اس قبر والے کی حرمت کی قسم، میں وہ قرض ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا، پھر کیا میں اس قرض خواہ سے بات کروں۔ آدمی نے کہا ضرور۔ آپ فوراً مسجد سے نکل کر چلنے لگے ۔ آدمی نے کہا، آپ تو اعتکاف میں ہیں، کیا آپ بھول گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا نہیں، میں بھولا نہیں ہوں۔ بلکہ میں نے اس قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے، اور یہ ابھی گویا کل کی بات ہے، یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے، کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کے لئے چلے اور اس میں پوری کوشش کرے تو اس کا یہ عمل دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے (من مشی فی حاجۃ اخیہ وبلغ فیہا کان خیرا من اعتکاف عشر سنین، بیہقی)

اللہ پر بھروسہ سب سے بڑی طاقت ہے

اسلاف میں سے بعض بزرگوں نے فرمایا: جو یہ خوشی حاصل کرنا چاہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قوی بن جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کرے (من سرہ ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ)

ایمان داری کے ساتھ شرکت کرنے والوں کا ساتھی خدا ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دو آدمی مل کر کام کرتے ہیں تو میں ان دو کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی خیانت نہ کرے۔ پھر جب ان میں سے کوئی خیانت کرے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں اور اس کے بعد وہاں شیطان آجاتا ہے ۔

نیچے والوں کی ضرورت اوپر والوں تک پہنچاؤ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حاکم تک ایسے شخص کی

ضرورت پہنچا دی جو خود نہیں پہنچا سکتا تھا، اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کو ثابت قدم رکھیں گے جب کہ لوگوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے (من ابلغ ذا سلطان حاجۃ من لا یستطیع ابلاغہ ثبت اللہ قدمہ علی الصراط یوم تزل الاقدام، رزین دینار)

دینے والے کو دیا جاتا ہے

ایک حدیث قدسی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم، خرچ کرو تو تمھارے اوپر خرچ کیا جائے گا (انفق یا ابن آدم ینفق علیك، رواہ البخاری ومسلم)

سب سے زیادہ ضرورت کے وقت سب سے زیادہ بے سہارا

حضرت عمر نے ایک روز کہا کہ رات میں نے ایک ایسی آیت پڑھی جس نے ساری رات مجھے سونے نہیں دیا:

ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ من نخیل واعناب ..... بقرہ - ۲۶۶

آپ نے لوگوں سے پوچھا، اس کا مطلب کیا ہے، کسی کے لئے یہ محض کھجوروں اور انگوروں کی مثال تھی۔ کسی کے نزدیک یہ ایک پراسرار آیت تھی جس کے لئے صرف اللہ اعلم کہنا کافی ہو۔ مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے جو چپکے چپکے کچھ کہہ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا اے میرے بھتیجے! کہہ اور اپنے کو حقیر نہ سمجھ۔ انھوں نے کہا اس سے عمل مراد لیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا کیسے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا: ایک چیز میرے دل میں القا کی گئی اور میں نے کہہ دیا (شیئ القی فی روعی فقلتہ) حضرت عمر نے کہا، اے میرے بھتیجے تو نے سچ کہا:

عنی بہا العمل، ابن آدم افقر ما یکون الی جنۃ اذا کبر سنہ وکثرت عیالہ وابن آدم افقر ما یکون الی عملہ یوم القیامۃ

اس آیت میں جو مثال دی گئی ہے، اس سے عمل مراد ہے۔ انسان اس وقت باغ کا زیادہ محتاج ہوتا ہے جب اس کی عمر بڑی ہو جائے اور اولاد زیادہ ہو جائے۔ اور انسان اپنے عمل کا زیادہ محتاج ہوگا قیامت کے دن'

سب سے بڑا صدقہ وہ ہے جو سب سے کمزور پر کیا جائے

حضرت سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: اپنی اس لڑکی کے ساتھ سلوک کرنا جو (بیوہ یا مطلقہ ہونے کی وجہ سے) تمھاری طرف لوٹا دی جائے اور جس کے لئے کمانے والا تمھارے سوا کوئی نہ ہو (ابنتك مردودۃ الیك لیس لہا کاسب غیرك، ابن ماجہ)

دنیا کو بے حقیقت سمجھنا سب سے بڑی عقلمندی ہے

امام شافعیؒ نے فرمایا: اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ مرنے کے بعد میرا مال سب سے زیادہ سمجھ دار آدمی (اعقل الناس) کو دیا جائے تو مرنے کے بعد اس کا مال اس شخص کو دینا چاہیئے جو دنیا کے معاملہ میں سب سے زیادہ زاہد ہو (تنبیہ المغترین للشعرانی)

محنت کی روزی سب سے بہتر روزی ہے

عن المقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما اکل احد طعامًا قطُّ خیرًا من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللّٰہ داود علیہ السّلام کان یاکل من عمل یدہ (بخاری)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے اس سے اچھا کھانا اور کوئی نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرکے کھائے۔ اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے۔

پیشہ کوئی بُری چیز نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکریا علیہ السلام ایک بڑھئی تھے۔ (عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان زکریا علیہ السلام نجارًا ، رواہ مسلم)

دعوت

آپ کس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے

ابونجیح عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے بھی میرا یہ احساس تھا کہ لوگ گمراہی پر ہیں۔ بتوں کی پرستش جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو آسمانی باتیں بتاتا ہے۔ میں اپنی سواری پر بیٹھ کر وہاں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر تبلیغ کرتے ہیں اور آپ کی قوم آپ پر بہت جری ہو گئی ہے۔ مکہ میں جب میں آپ سے ملاقات میں کامیاب ہو گیا تو میں نے پوچھا: ما انت (آپ کون ہیں) آپ نے فرمایا۔ انا نبیؐ (میں نبی ہوں) میں نے پوچھا نبی کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا:

ارسلنی بصلۃ الارحام وکسرِ الاوثان وان یُوَحَّدَ اللہ لا یُشرَکُ بہ شیئٌ (مسلم)

مجھ کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا ہے کہ رشتوں کو جوڑا جائے اور بتوں کو توڑا جائے۔ اور اللہ کو ایک سمجھا جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

نصیحت عمومی انداز میں

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی کے بارے میں کوئی ایسی بات معلوم ہوتی جو آپ کو ناگوار ہو تو آپ یہ نہ کہتے کہ "فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے ایسا کہا" بلکہ یوں فرماتے: ما بال اقوام یصنعون او یقولون کذا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں یا ایسا کہتے ہیں۔ اس طرح عمومی انداز میں رد کرتے۔ مگر کسی کا نام نہ لیتے۔ (کتاب الشفاء از قاضی عیاض، صفحہ ۸۹)

وہ لوگوں کے اسلام کے سب سے زیادہ حریص تھے

حضرت عبداللہ بن عباس قرآن کے بہت بڑے عالم تھے۔ قرآنی مضامین کی گہرائیوں تک پہنچنے کی ان کے اندر غیر معمولی صلاحیت تھی۔ ایک بار انھوں نے سورہ بقرہ کی تفسیر اپنے مخصوص انداز میں بیان کی۔ اس کو سن کر حاضرین میں سے ایک شخص بول اٹھا: لو سمع ھذا الدیلم لاسلمت (دیلم کے کفار بھی اگر اس کو سنیں تو ضرور اسلام قبول کر لیں۔

آخرت کی بات رسول کے لئے اہم، ابولہب کے لئے غیر اہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دعوت عام کا حکم ہوا تو آپ نے صفا کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر مکہ والوں کو پکارا۔ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: لوگو: میں تم کو آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہوں (انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید) ابولہب نے یہ سن کر کہا: تبالک سائر الیوم اما دعوتنا الا لھذا (سیرت ابن کثیر) سارے دن تمہارا برا ہو۔ کیا یہی بات بتانے کے لئے تم نے ہم کو بلایا تھا۔

مدعو کو حقیر نہ سمجھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو سخت زخمی ہو چکے تھے۔ راستہ میں آپ نے انگور کے ایک باغ

میں پناہ لی۔ یہ باغ مکہ کے ایک سردار ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کا تھا۔ یہ دونوں اس وقت باغ میں تھے۔ انھوں نے آپ کی حالت دیکھ کر اپنے نصرانی غلام عداس کے ہاتھ کچھ انگور آپ کے پاس بھیجے۔ آپ نے اس کو کھانا شروع کیا تو کہا "بسم اللہ"۔ عداس کو یہ بات عجیب لگی۔ آپ نے اس سے پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو" اس نے کہا "نینویٰ کا"۔ آپ نے فرمایا: اس بھلے آدمی کے شہر کے جس کا نام یونس بن متی تھا"۔ اس نے کہا "آپ کو یونس بن متی کی خبر ہے"۔ آپ نے اس کو قرآن کا وہ حصہ سنایا جو حضرت یونس علیہ السلام کے بارہ میں آپ پر نازل ہوا تھا: وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحقر احد ابلغہ رسالات اللہ تعالیٰ (ابونعیم فی دلائل النبوۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو اللہ کا پیغام پہنچاتے اس کو کبھی حقیر نہیں سمجھتے تھے۔

بے آمیز سچائی لوگوں کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اتری تو آپ گھبرائے ہوئے مکان واپس آئے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے فرمایا: مجھے ایسا محسوس ہوا گویا میری جان نکل جائے گی (لقد خشیت علی نفسی) خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے عزیز ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ نصرانی ہو گئے تھے اور انبیاء کی تاریخ اور قدیم آسمانی کتب کا مطالعہ کیا تھا۔ آپ کے حالات سن کر انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم اس امت کے نبی ہو۔ تمھارے پاس وہی فرشتہ آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا اور تمھاری قوم تم کو جھٹلائے گی، تم کو تکلیف دے گی، تم کو وطن سے نکالے گی، تم سے جنگ کرے گی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: او مخرجی ھم (کیا وہ مجھے نکال دیں گے) ورقہ بن نوفل نے کہا ہاں، جو پیغام تم لے کر آئے ہو، یہ پیغام جب بھی کوئی لے کر آیا ہے تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اس سے لڑائی کی ہے۔

مدعو کی زبان میں کلام کرنا

ابوالبختری کہتے ہیں۔ ایران سے جنگ کے زمانہ میں ایک لشکر کے امیر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر والوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! کیوں نہ ہم ان پر حملہ کر دیں۔ سلمان فارسی رضؓ نے کہا مجھے موقع دو کہ میں ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کروں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ سلمان فارسی نے اہل قلعہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا: میں بھی تمھارے جیسا ایک فارسی ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ عربی لوگ کس طرح میری اطاعت کر رہے ہیں۔ تم اسلام لے آؤ۔ جو ہمارے لئے ہوگا وہی تمھارے لئے ہوگا۔ جو ہمارے لئے نہ ہوگا وہ تمھارے لئے بھی نہ ہوگا (ان اسلمتم فلکم مثل الذی لنا وعلیکم مثل الذی علینا) اور اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو جزیہ ادا کرو۔ اگر تم اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے جنگ کریں گے۔ قال ورطن الیھم بالفارسیۃ (احمد) ابوالبختری کہتے ہیں کہ یہ بات انھوں نے فارسی زبان میں کہی۔

اصلاح سے مایوس ہو کر بد دعا کرنا درست نہیں

طفیل بن عمرو رضؓ دوسی زیارت کعبہ کے لئے مکہ آئے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے ان سے کہا۔ "دیکھو تم ہمارے شہر میں آئے ہو۔

یہ آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دین سے الگ ہوگیا ہے۔ اس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے۔ اس کی باتوں میں جادو ہے۔ وہ باپ بیٹے میں اور بھائی بھائی میں جدائی کر دیتا ہے۔ ہم کو ڈر ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہی تمھارے ساتھ بھی نہ کرے۔ تم اس سے بات نہ کرنا نہ اس کا کلام سننا" طفیل بن عمرو دوسی رض کہتے ہیں کہ میں بیت اللہ میں گیا تو میں نے اپنے کان میں روئی ڈال لی کہ اس آدمی کی بات میرے کان میں نہ پڑے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ آخر میں بھی تو سمجھ رکھتا ہوں۔ مجھ سے کسی کلام کا حسن و قبح چھپ نہیں سکتا۔ کیوں نہ میں اس کی بات سنوں۔ اگر معقول ہوگی تو مان لوں گا۔ اور اگر نامعقول ہوئی تو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھ کو قرآن سنایا: فواللہ ما سمعت قولا قط احسن ولا امرا اعدل منہ (خدا کی قسم وہ کلام ایسا تھا کہ میں نے اتنا اچھا اور اتنا منصفانہ کلام کبھی نہیں سنا تھا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا اور واپس آکر اپنی قوم میں تبلیغ کرنے لگا۔ مگر اس وقت میری تبلیغ سے صرف ایک شخص (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اسلام لائے۔ میں دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قوم کی سرکشی کا ذکر کرکے درخواست کی کہ آپ ان کے حق میں بددعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اللّٰھم اھد دوسا (خدایا قبیلہ دوس کو ہدایت دے) میں نے کہا اے خدا کے رسول! میرا یہ منشا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ ان کو اسلام کی دعوت دو اور نرمی کا معاملہ کرو: ان فیھم مثلک کثیرا (ابن عبد البر فی الاستیعاب) ان میں تمھارے جیسے بہت ہوں گے۔

اچھی بات سب سے بڑی دین ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما افاد المسلم اخاہ فائدۃ احسن من حدیث حسن بلغہ فبلغہ کوئی مسلمان اپنے بھائی کو اس سے اچھا فائدہ نہیں پہنچا سکتا کہ اس کو ایک اچھی بات ملی اور وہ اس نے اپنے بھائی کو پہنچا دی (جامع بیان العلم وفضلہ۔ ۴۳)

دوسروں کا احتساب کرنے کے بجائے اپنا احتساب

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول، میرے لئے کوئی ایسی چیز ٹھہرا دیجئے جس کے ساتھ میں جیوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حمزہ، کسی جان کو زندگی دینا تمھیں زیادہ پسند ہے یا کسی جان کو مار ڈالنا۔ انھوں نے کہا کہ کسی کی جان کو زندگی دینا مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا: تمھارے اوپر صرف تمھاری اپنی ذمہ داری ہے۔ (قال الامام احمد جاء حمزۃ بن عبد المطلب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اجعلنی علی شیئ اعیش بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حمزۃ نفس تحییھا احب الیک ام نفس تمیتھا قال بل نفس احییھا قال علیک بنفسک، تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۵۱۰)

کشادہ چہرہ کے ساتھ ملو اور نرم بات بولو

ابن عمر رض نے کہا: نیکی آسان ہے ـــــ کشادہ رو اور نرم بات (البر شیئ ھین: وجہ طلق وکلام لین)

اِس کتاب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اقوال اور اصحابِ رسول کی زندگی اور اقوال کو سادہ اسلوب میں جمع کیا گیا ہے۔ اِس طرح یہ کتاب اسلامی زندگی کی ایک مستند تصویر بن گئی ہے۔ اِس کتاب کے مطالعے سے احادیث اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ایک انسان موجودہ دنیا میں کس طرح زندگی گزارے کہ اُس کو خدا کی رحمت اور نصرت حاصل ہو، اور آخرت میں خدا اُس کو اپنے انعامات سے نوازے۔

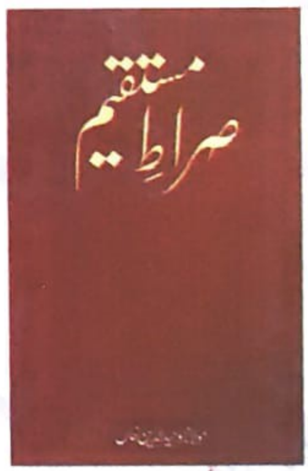

ISLAMIC STUDIES
GOODWORD
www.goodwordbooks.com
ISBN 978-81-7898-779-8
9 788178 987798
₹ 50